اردو فینز ڈاٹ کام

اندھیری رات کے مسافر

اردو فینز ڈاٹ کام

نسیم حجازی

فرحین پبلشنگ کمپنی F3 کھجوری روڈ جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵

سینٹا فے

۱۴۹۱ء کے آخری مہینے کی ایک صبح افقِ مشرق پر ابھرتا ہوا سورج اپنی سنہری اور روپہلی کرنوں کے جال پھیلا رہا تھا ۔۔۔۔ جنوب کے کوہستانوں میں خوابیدہ دھندلکے آہستہ آہستہ اپنا دامن سمیٹ رہے تھے اور سیرا نوادا، الغجازہ اور الحمہ کی بلند چوٹیوں پر برف کے تاج جگمگا رہے تھے۔

سینٹا فے کے فوجی کیمپ میں چہل پہل شروع ہو چکی تھی۔

ملکہ ازابیلا شاہی خیمے سے کچھ دُور ایک پہاڑی پر کھڑی تھی اور غرناطہ کا دُھندلا سا منظر اس کے سامنے تھا۔ کبھی کبھی اس کی نگاہیں اردگرد پھیلے ہوئے خیموں یا پڑاؤ سے آگے ویگا کے نشیب و فراز میں اُن ویران بستیوں میں جا رکتیں جہاں جلے اور اُجڑے ہوئے مکانات جنگ کی ہولناکیوں کی گواہی دے رہے تھے لیکن چند ثانیے کے بعد یہ طلسماتی شہر جسے وہ چھ میل کے فاصلے سے بار بار دیکھ چکی تھی اور جس کے بلند مینار اور گنبد اس کے ذہن پر نقش ہو چکے تھے، پھر اس کی نگاہوں کے سامنے آجاتا۔

جنگ کے ایام میں جب اس نے پہلی بار اس پہاڑی سے غرناطہ کا منظر دیکھا تھا، اس وقت سورج ڈوب رہا تھا اور اسے ایسا محسوس ہوا تھا کہ سینٹا فے اور الحمرا کا درمیانی فاصلہ یکایک کم ہو گیا ہے۔ اس کے بعد یہ پہاڑی اس کے لیے ایک مستقل سیرگاہ بن چکی تھی اس کی سہولت کے لیے اوپر چڑھنے کا راستہ کشادہ کر دیا گیا تھا اور چوٹی پہ ایک خوب صورت

Scanned by iqbalmt

شامیانہ بھی لگا دیا گیا تھا۔

عام طور پر جب وہ شاہی خیمے سے باہر نکلتی تو خادماؤں اور کنیزوں کی پوری فوج اس کے ساتھ ہوتی تھی لیکن جب کوئی ذہنی الجھن پیش آتی تو اسے اپنی خاص سہیلیوں کی رفاقت بھی ناگوار گزرتی تھی اور آج اس کی یہ حالت تھی کہ جب وہ شاہی خیمے سے نکلی تو صرف دو خادمائیں اسکے ساتھ تھیں، لیکن اس نے پہاڑی پر پہنچتے ہی انھیں بھی رخصت کر دیا۔

ازابیلا اس بات سے پریشان تھی کہ قسطلہ کے بشپ اور کلیسا کے محکمۂ احتساب کے سربراہ نے اپنے خط میں جنگ بندی کے معاہدے کے خلاف شدید احتجاج کیا تھا اور فرڈیننڈ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ متارکۂ جنگ کے معاہدے کو بلاتاخیر منسوخ کر کے غرناطہ پر بھرپور حملہ کر دے۔

اس خط کا جواب دینا ضروری تھا لیکن فرڈی ننڈ نے زمینیس کے خط پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے زیادہ کچھ نہیں کیا تھا ـــــ رات کا کھانا کھاتے وقت ملکہ نے تیسری بار اس خط کا ذکر کیا تھا لیکن فرڈی ننڈ نے یہ کہہ کر ٹال دیا تھا کہ "ہم صبح غور کریں گے ـــــ اس وقت ہم بہت تھکے ہوئے ہیں۔"

اور جب صبح ہوئی تو وہ گشت پر جا چکا تھا۔

ازابیلا کچھ دیر شامیانے کے قریب کھڑی رہی؛ پھر وہ پیچھے ہٹ کر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اچانک اسے گھوڑے کی ٹاپ سنائی دی اور وہ اٹھ کر دائیں طرف دیکھنے لگی۔ فرڈی ننڈ ٹیلے پر پہنچتے ہی گھوڑے سے کود پڑا اور اس نے آگے بڑھ کر ملکہ کے ہاتھ کو بوسہ دیتے ہوئے کہا "آج سردی زیادہ تھی۔ آپ کو کچھ دیر اور آرام کرنا چاہیے تھا!"

ملکہ نے جواب دیا "جب منزل اتنی قریب آ چکی ہو تو مسافر آرام نہیں کر سکتے۔ آج صبح ہوتے ہی میں آپ کو یہ یاد دلانا چاہتی تھی کہ جنگ بندی کے دس دن گزر چکے ہیں اور معاہدے کے مطابق ہمیں سینٹافے اور غرناطہ کے درمیان یہ چھ میل کا فاصلہ طے کرنے میں ساٹھ دن اور لگ جائیں گے۔"

فرڈی ننڈ نے جواب دیا "ملکہ! آپ یہ کیوں نہیں سوچتیں کہ یہ ساٹھ دن اور چھ میل اس قوم کی زندگی اور موت کے درمیان آخری حدِ فاصل ہیں جس نے آٹھ سو سال اس زمین پر حکومت کی ہے ـــــ مجھے معلوم ہے کہ آپ کے ذہن میں ابھی تک زمینیس کے خط کا اثر ہے لیکن اس بوڑھے پادری کو کیا معلوم کہ جس قوم کو ہم ہلاکت کے آخری کنارے پر لے آئے ہیں، اس نے چند برس کے اندر اندر جبل الطارق سے لے کر پیرینیز کی چوٹیوں تک کلیسا کے سارے پرچم سرنگوں کر دیے تھے۔

زمینیس کو یہ کون سمجھا سکتا ہے کہ جب اس قوم کا زوال شروع ہو چکا تھا تو بھی کلیسا کی متحدہ قوت کو دریائے ٹاگس اور وادی الکبیر کے درمیان چند منازل کا فاصلہ طے کرنے میں چار صدیاں لگ گئی تھیں اور ان چار صدیوں میں جب کبھی ان کا مدافعانہ جذبہ بیدار ہوتا تھا تو وہ دنوں میں برسوں کا حساب چکا دیتے تھے۔"

وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ازابیلا نے کہا "میرا مقصد آپ کی رائے سے اختلاف نہ تھا۔ میں اس بات پر فخر کرتی ہوں کہ جن ہاتھوں سے اندلس کی آزادی کا چراغ بجھنے والا ہے، وہ میرے شوہر کے ہاتھ ہیں۔ میں صرف اشتیاق کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ اگر آپ زمینیس کا خط اچھی طرح پڑھ لیتے تو آپ کو یہ غلط فہمی کبھی نہ ہوتی کہ وہ آپ کی عظیم کامیابیوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔"

"میں نے اس کا خط پڑھ لیا تھا۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم بلاتاخیر متارکۂ جنگ کا معاہدہ منسوخ کر کے غرناطہ پر چڑھائی کر دیں ـــــ وہ صرف ایک پادری ہے اور میں تمام حالات پر نگاہ رکھنے والا سپاہی ہوں۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اہلِ غرناطہ مر چکے ہیں اور اب صرف ان کی لاشیں نوچنے کا کام باقی رہ گیا ہے لیکن میرے نزدیک غرناطہ ایسی حالت میں بھی ایک ایسا آتش فشاں پہاڑ ہے جس کی تہہ میں ابھی تک لاوا ابل رہا ہے ـــــ اس آتش فشاں

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

کے دہانے پر کلیسا کے اقتدار کی مسند سجانے سے پہلے مجھے اس اطمینان کی ضرورت ہے کہ وہ لاوا ٹھنڈا ہو چکا ہے ——

یہ درست ہے کہ ہماری فوجیں غرناطہ سے صرف چھ میل دُور ہیں لیکن متارکۂ جنگ کا معاہدہ کرنے سے پہلے میں نے یہ اطمینان کر لیا تھا کہ ہماری جنگ اب غرناطہ کے مضافات کی بجائے اس کی چار دیواری کے اندر لڑی جائے گی اور جو کام ہمارے لشکر برسوں میں پورا نہیں کر سکے، وہ اب ان لوگوں کے ہاتھوں پورا ہو رہا ہے جو غرناطہ کے اندر رہ کر اپنی قوم کے ذہنی حصار کی بنیادیں توڑ سکتے ہیں۔ کیا میری یہ کامیابی معمولی ہے کہ جو مقصد ہمیں ہزاروں سپاہیوں کی قربانی پیش کرنے کے بعد حاصل ہو سکتا تھا، وہ اس شخص کے ہاتھوں پورا ہو رہا ہے جسے ہمارے دشمن اپنے آخری قلعے کا محافظ سمجھتے ہیں۔"

ازابیلا نے کہا۔ "میں ہر لمحہ یہ دعا کرتی ہوں کہ جو توقعات آپ نے ابوعبداللہ سے وابستہ کی ہیں، وہ پوری ہوں، لیکن کبھی کبھی مجھے یہ بات بہت پریشان کرتی ہے کہ وہ ایک بار آپ سے وعدہ خلافی کر چکا ہے، اس لیے اس پر دوبارہ اعتماد کرنا دانشمندی نہیں۔"

فرڈی نند بولا۔ "قسطلہ کے بشپ نے بھی اپنے خط میں یہی بات لکھی ہے۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے کہ میں اس پر اعتماد کرتا ہوں۔ وہ ایک عیاش، کاہل اور متلون مزاج آدمی ہے مگر مجھے اس کی ضرورت ہے۔ مجھے اس لیے اس کی ضرورت ہے کہ اپنی قوم کی تذلیل کے لیے جو سامان اس نے پیدا کیے ہیں وہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ آج غرناطہ کی حالت اس شیر کی سی ہے جو زخمی ہونے کے بعد کسی جھاڑی کی اوٹ میں اپنے زخم چاٹ رہا ہو۔ اب میں آگے بڑھ کر آخری وار کرنے سے پہلے ابوعبداللہ کو اس بات کا موقع دینا چاہتا ہوں کہ وہ اس زخمی شیر کو باندھ کر میرے قدموں میں ڈال دے۔"

ملکہ نے کہا۔ "آپ کو یقین ہے کہ اگر آئندہ ساٹھ دن کے اندر اندر اہلِ غرناطہ نے لڑنے کا فیصلہ کر لیا تو ابوعبداللہ ان کے جوش و خروش کے سامنے ٹھہر سکے گا؟"

فرڈی نند نے جواب دیا۔ "ابوعبداللہ جیسے لوگ ہر آندھی کے ساتھ اڑنے اور ہر سیلاب کے ساتھ بہنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ اسے ہمیشہ کسی سہارے کی تلاش رہتی ہے جب ہم نے اسے سہارا دیا تھا تو اس نے اپنے باپ کے خلاف بھی بغاوت کر دی تھی، اور پھر جب موسیٰ بن ابی غسان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا تو وہ ہمارے خلاف کھڑا ہو گیا تھا۔ اب غرناطہ میں کوئی دوسرا موسیٰ نہیں ہے اور ابوعبداللہ آج ایک ایسے آدمی کے قبضے میں ہے جسے میں اپنی فتح کی ضمانت سمجھتا ہوں۔ وہ اسے ایسے مقام پر لے آیا ہے جہاں سے واپس جانے کے لیے کوئی راستہ باقی نہیں رہا —— ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ جس آدمی کو موسیٰ بن ابی غسان نے اہلِ بربر اور ترکوں کے پاس اپنا ایلچی بنا کر بھیجا تھا، وہ مالٹا کے قید خانے میں پڑا ہوا ہے۔ اور اگر وہ بیرونی اعانت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا تو ہمارا بنا بنایا کھیل بگڑ سکتا تھا۔"

"خدا کا شکر ہے کہ آپ کا یہ آخری خدشہ بھی دُور ہو چکا ہے ——"

فرڈینینڈ نے جواب دیا "یہ خدشہ اس وقت دُور ہو گا جب وہ ایک قیدی کی حیثیت سے میرے سامنے کھڑا ہو گا اور اسے جاننے والے یہ گواہی دیں گے کہ حامد بن زہرہ یہی ہے۔"

ملکہ نے پریشان ہو کر سوال کیا۔ "کیا یہ بھی ممکن ہے کہ مالٹا والوں نے کسی اور آدمی کو حامد بن زہرہ سمجھ کر گرفتار کر لیا ہو اور ہمارے سفیر نے بھی اس کے متعلق مزید چھان بین کی ضرورت محسوس نہ کی ہو؟"

"نہیں! مالٹا میں ہمارا سفیر ایک ہوشیار آدمی ہے۔ مجھے صرف یہ تشویش ہے کہ ہم نے جو جہاز قیدی کو لانے کیلیے بھیجا تھا اس کی واپسی کے متعلق ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ملی۔"

ملکہ نے فکرمند ہو کر کہا۔ "آپ کہتے تھے کہ ترکوں کے جنگی جہاز ان دنوں بحیرۂ روم میں گشت کر رہے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ ہمارے جہاز کو کوئی حادثہ پیش آ گیا ہو!"

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

فرڈیننڈ نے جواب دیا "اگر ایک جہازی قربانی سے وہ خطرات ٹل جائیں جو ہمیں حامدبن زہرہ کے زندہ واپس آنے کی صورت میں پیش آ سکتے ہیں تو یہ سودا مہنگا نہیں ہوگا۔"

"آپ اسے اتنا خطرناک سمجھتے ہیں؟"

فرڈیننڈ نے جواب دیا "کبھی کبھی رات کے سناٹے میں ایک ہی پہریدار کی چیخ سے ساری بستی جاگ اُٹھتی ہے۔ یہ میری پہلی ذمہ داری ہے کہ میں جس بستی پر شب خون مارنا چاہتا ہوں، وہاں کسی جاگتے ہوئے پہریدار کی چیخیں حلق سے باہر نہ نکل سکیں اور ہمیں ایک جیتی ہوئی جنگ دوبارہ لڑنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔"

ملکہ آزردہ ہو کر اپنے شوہر کی طرف دیکھنے لگی ــــ اس کی حالت اس ننھے بچے کی سی تھی جس کے ہاتھ سے کوئی خوب صورت کھلونا چھینا جا رہا ہو۔

فرڈیننڈ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا "ازابیلا! میرا مقصد آپ کو پریشان کرنا نہیں تھا۔ مجھے یقین ہے کہ میں نیا سال شروع ہوتے ہی آپ کو غرناطہ کا تحفہ پیش کر سکوں گا۔ تاہم بعض جنگی تدبیریں ایسی ہوتی ہیں جن کا علم صرف سپہ سالار تک محدود رہنا چاہیے۔ میرے دل میں کئی باتیں ایسی ہیں جو میں نے ابھی تک آپ پر ظاہر نہیں کیں۔ اس لیے نہیں کہ میں کسی مسئلہ میں آپ کو اعتماد میں نہیں لینا چاہتا تھا۔ بلکہ میری خواہش یہ تھی کہ میں کسی دن اچانک خوشخبری سناؤں اور آپ کو زیادہ سے زیادہ خوشی ہو۔"

ازابیلا کا چہرہ مسرت سے تمتما اٹھا۔ وہ اٹھ کر چند قدم آگے بڑھی اور فرڈیننڈ نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "آپ وادی ــ نشیب سے ذرا آگے دیکھنے کی کوشش کریں!"

ملکہ چند ثانیے بغور دیکھتی رہی، پھر اُس نے کہا "وہاں بہت سے آدمی نظر آتے ہیں، لیکن وہ کیا کر رہے ہیں؟"

"وہ سڑک کی مرمت کر رہے ہیں۔ آپ نے یہ خیال نہیں کیا کہ یہ کام گزشتہ تین دن سے ہو رہا ہے اور اگر آپ کی نگاہ ایک میل اور آگے دیکھ سکے تو وہاں آپ کو غرناطہ کے آدمی دکھائی

دیں گے جنھوں نے اپنے حصے کا کام قریباً ختم کر لیا ہے۔"

ملکہ نے حیرت زدہ ہو کر سوال کیا "آپ کا مطلب ہے کہ ابوالقاسم نے انھیں ہماری فوج کا راستہ کشادہ اور ہموار کرنے کے کام پر لگا دیا ہے؟"

فرڈیننڈ نے جواب دیا "ابوالقاسم نے اہلِ غرناطہ کو یہ یقین دلایا ہے کہ انھیں سینٹافے سے رسد خریدنے کی اجازت ملنے والی ہے اور وہ یہاں آ کر اپنی مصنوعات بھی فروخت کر سکیں گے۔ اب ذرا اس طرف چلیے!"

ازابیلا فرڈیننڈ کے ساتھ ٹیلے کے دوسرے کونے کے قریب پہنچی تو اُس نے کہا "شمال اور مغرب کی سمتوں سے سینٹافے کی طرف آنے والے راستوں کی طرف نظر دوڑائیے! آپ نے ان راستوں پر اتنی بیل گاڑیاں اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی ہوں گی!"

"لیکن وہ کیا لا رہے ہیں؟" ملکہ نے ادھر دیکھنے کے بعد پوچھا۔

فرڈیننڈ نے مسکرا کر جواب دیا "غلہ، پھل، سبزیاں، ایندھن، گھاس، مرغیاں، انڈے اور شاید آپ کو بھیڑ بکریوں کے ریوڑ بھی نظر آ جائیں۔ کل میں نے حکم دیا تھا کہ دو دن کے اندر اندر سینٹافے کو ایک بہت بڑی منڈی بن جانا چاہیے اور ابوالقاسم کو یہ پیغام مل چکا ہے کہ پرسوں ہم سینٹافے کا راستہ کھول دیں گے۔ مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ میں یہ کام ذرا دیر سے کر رہا ہوں۔"

ملکہ بڑی مشکل سے اپنی پریشانی چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے جھجکتے ہوئے کہا: "کیا آپ واقعی تجارت کا یہ راستہ کھولنا چاہتے ہیں؟"

"ہاں! میں اس بات کا عملی ثبوت دینا چاہتا ہوں کہ قسطلہ کی رحمدل ملکہ کو اپنی نئی رعایا کا بھوکوں مرنا پسند نہیں ــــ ویسے زیمینس یقیناً یہ پسند نہیں کرے گا۔"

ملکہ نے کہا "میرا تو خیال ہے کہ وہ ایسی باتیں سن کر خودکشی پر آمادہ ہو جائے گا۔"

فرڈیننڈ مسکرایا "کیا اس سے یہ کہہ دینا کافی نہ ہوگا کہ اہلِ غرناطہ کو چند دن اچھی خوراک مہیا کرنے کے عوض انھیں دائمی غربت و افلاس کے جہنم میں جھونک دینے کا سودا ہمارے لیے مہنگا نہیں۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

آپ حیران ہونگی کہ یہ تجویز بھی ابوالقاسم نے پیش کی تھی ــــ اُسے یہ شکایت ہے کہ اگر اہلِ غرناطہ جنوب کے پہاڑی علاقوں سے رسد حاصل کرتے رہے تو قبائل کے ساتھ انکے روابط گہرے ہوتے چلے جائیں گے، میں نے اُس کی یہ شکایت دُور کر دی ہے ــــ اب ہماری یہ کوشش ہونی چاہیے کہ اہلِ غرناطہ کو کھانے پینے کا سامان انتہائی مناسب قیمتوں پر دیا جائے۔ بھوکا انسان پیٹ بھرنے کے بعد لڑنے کی بجائے آرام سے سونا زیادہ پسند کرتا ہے۔"

ملکہ نے کہا۔ "اگر مجھے ان منصوبوں کا علم ہوتا تو میں اس قدر پریشان نہ ہوتی۔ لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ ہمارے دشمن آٹھ سو سال اس ملک پر حکومت کرنے کے بعد اپنے مستقبل سے اتنے بے خبر ہیں۔ کیا وہ اتنا بھی نہیں سوچ سکتے کہ جب ہمارے لیے غرناطہ کے دروازے کھُل جائیں گے تو ان کا یوم حساب شروع ہو جائے گا؟"

فرڈینینڈ نے جواب دیا "وہ سب کچھ جانتے ہیں لیکن جب کسی قوم پر زوال آتا ہے تو وہ اپنی سلامتی کے سیدھے راستے سے انحراف کے بہانے تلاش کیا کرتی ہے اور ہمیشہ خود کو یہ فریب دیتی ہے کہ اس کے حیلے اُسکی قوت و توانائی کا نعم البدل ہو سکتے ہیں اور قوموں کے اخلاقی انحطاط کا آخری مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی بقا کی جد وجہد کی بجائے خودکشی کر لینا زیادہ آسان سمجھتی ہیں۔ آج یہی حالت ہمارے دشمن کی ہے۔ وہ اجتماعی زندگی کی ذمہ داریوں سے بچنے کیلئے اجتماعی ہلاکت کے خطرے سے آنکھیں بند کر لینا زیادہ آسان سمجھتے ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ جن آدمیوں کی ذہانت اور مکاری کو وہ اپنا آخری سہارا سمجھتے ہیں وہی اپنا مستقبل ہمارے ساتھ وابستہ کر چکے ہیں۔"

ازابیلا نے کہا۔ "ابوعبداللہ کو یہ معلوم ہے کہ چند ہفتوں کے بعد اس کی بادشاہت ختم ہو جائے گی ــــ اور اس کے عوض البخارہ میں ایک چھوٹا سا علاقہ حاصل کرنیکے بعد بھی اُسکی حیثیت ایک معمولی جاگیردار کی سی ہوگی۔ ہم جب بھی چاہیں گے اسے ملک سے باہر نکال دیں گے۔ ابوالقاسم کو بھی یہ خوش فہمی نہیں ہو سکتی کہ جب ابوعبداللہ کی بادشاہت ختم ہو جائے گی تو اس کی وزارت باقی رہے گی ــــ پھر وہ کس امید پر یہ کھیل کھیل رہے ہیں؟"

فرڈینینڈ مسکرا دیا۔ "کھیل صرف میرا ہے۔ وہ دونوں تو شطرنج کے مہرے ہیں ــــ ابُوعبداللہ ان لوگوں میں سے ہے، جو نزع کے عالم میں بھی موت کو فریب دینے کی کوشش کرتے ہیں اور ابُوالقاسم جیسے عیّار آدمی کے لیے، اُسے یہ اطمینان دلانا مشکل نہ تھا کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں، وہ سب اسی کے فائدے کے لیے ہے۔ جب متارکہ جنگ کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی تو اس کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ اُسے ہتھیار ڈالنے کے بعد بھی کم از کم ایک سال کے لیے الحمرا کے شاہی محلّات اور قلعے سے بے دخل نہ کیا جائے۔"

"اور آپ نے میرے احتجاج کے باوجود اس کا مطالبہ تسلیم کر لیا تھا۔"

"آپ کو احتجاج کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ میں نے یہ مطالبہ تسلیم کرنے سے پہلے اس بات کا اطمینان کر لیا تھا کہ جب ہمارا لشکر غرناطہ میں داخل ہوگا، تو ابوعبداللہ الحمرا میں نہیں ہوگا۔"

"لیکن یہ کیسے ممکن ہے۔ ہم کس بہانے اپنے تحریری وعدے کی خلاف ورزی کر سکتے ہیں؟" ــــ ملکہ نے حیران ہو کر سوال کیا۔

"ہمیں کسی بہانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ جب وقت آئے گا تو ابوالقاسم ایک دن کے اندر اندر ایسے حالات پیدا کر دے گا کہ وہ رضا کارانہ طور پر الحمرا سے نکل جائے۔ لیکن سرِدست اُسے خود فریبی میں مبتلا رکھنا ضروری ہے اور یہی وجہ ہے کہ میں اس کا کوئی مطالبہ رد نہیں کرتا بلکہ اس کے ایلچیوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتا ہوں کہ ہم اُسے اور بہت کچھ دینا چاہتے ہیں۔ معاہدے کے دُوسرے روز ہی میں نے اُسے یہ خفیہ پیغام بھیج دیا تھا کہ غرناطہ کی مسلم رعایا کا اعتماد حاصل کرنے کے لیے مجھے اُن میں سے ایک نائب السلطنت تلاش کرنا پڑے گا اور اب وہ بے وقوف یہ سمجھتا ہے کہ البخارہ میں اسے جاگیر دینے کے اعلان سے میرا مقصد صرف اس کی وفاداری کا امتحان لینا تھا۔ ورنہ میں اسے اپنا نائب السلطنت بنانے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ وہ خود فریبی میں مبتلا رہنا چاہتا ہے اور میں اسے خود فریبی میں

اردو منزل ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

مبتلا رکھنا چاہتا ہوں۔"

فرڈی نینڈ چند ثانیے داد طلب نگاہوں سے ملکہ کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ اطمینان سے کہنے لگا ——— "جہاں تک ابوالقاسم کا تعلق ہے مجھے اس سے کوئی وعدہ کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ وہ اپنی قوم کی کشتی گرداب میں دیکھ کر ہماری کشتی میں سوار ہوا ہے اور وہ یہ سمجھ چکا ہے کہ اب اسے زندہ رہنے کے لیے بھی ہمارے سہارے کی ضرورت ہے۔ اس لیے وہ اپنی قوم سے غداری میں اتنا آگے جا چکا ہے کہ اب اس کے لیے واپسی کا کوئی راستہ باقی نہیں رہا۔ میرا خیال ہے کہ اب آپ مطمئن ہوگئی ہوں گی؟"

"ہاں" ملکہ مسکرائی "اب مجھے ہر طرح کا اطمینان محسوس ہوتا ہے کہ میری تمام دعائیں قبول ہو چکی ہیں۔ آج میں فادر زیمینیس کو یہ لکھوں گی کہ میرے شوہر کو سیاسی اور جنگی معاملات میں آپ کے مشوروں کی ضرورت نہیں، آپ کو صرف دعا کرنی چاہیے ـ کاش آج حامد بن زہرہ کے متعلق بھی ہمیں کوئی اطلاع مل جائے۔"

فرڈی نینڈ نے کہا "آپ کو اس کے متعلق پریشان ہونے کی ضرورت نہیں میں نے کئی دن پہلے یہ سوچ لیا تھا کہ اہل غرناطہ کو اگر کوئی رہنما مل گیا اور اُس نے عوام کو ابوعبداللہ اور ابوالقاسم کے خلاف مشتعل کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اہل بربریا ترکوں کے چند دستے بھی ان کی اعانت کے لیے پہنچ گئے تو ہمارے یہ سارے منصوبے خاک میں مل جائیں گے

ملکہ مضطرب ہو کر شاہ کی طرف دیکھنے لگی "آپ نے اس کا علاج کیا سوچا؟"

"میں آپ کو یہ مژدہ سنا سکتا ہوں کہ میں ان خطرات کا سدِ باب کر چکا ہوں آپ کو معلوم ہے کہ جنگ بندی کا معاہدہ کرتے ہی میں نے یہاں سے تھوڑی دور مغرب کی طرف فوج کے لیے ایک نیا مستقر تعمیر کرنے کا حکم دیا تھا ـ اب سینکڑوں آدمی وہاں دن رات کام کر رہے ہیں۔"

"ہاں! لیکن اب بھی میں سمجھتی ہوں کہ وہ تنگ وادی فوج کے لیے قطعاً موزوں نہیں۔

اور پھر جب آپ غرناطہ کی فتح کو اس قدر یقینی سمجھتے ہیں تو ہمیں مزید لشکر کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ پھر وہاں اس عارضی چھاؤنی تعمیر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟"

"اگر میں آپ کو یہ بتاؤں کہ جب یہ چھاؤنی تعمیر ہو جائے گی تو غرناطہ کی کنجی آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔ تو آپ یقین کر لیں گی؟"

ملکہ نے شکایت کے لہجے میں کہا "آپ کوئی اچھی خبر سنانے سے پہلے میری ذہانت کا امتحان لینا کیوں ضروری سمجھتے ہیں۔ خُدا کے لیے بتایئے کہ وہاں کیا ہونے والا ہے؟"

فرڈی نینڈ چند ثانیے فاتحانہ انداز سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا:

"میں اپنی فوج کے لیے کوئی نیا پڑاؤ نہیں بلکہ دشمن کے لیے ایک پنجرہ تیار کروا رہا ہوں جس میں غرناطہ کی رُوح آزادی بند کر دی جائے گی۔ اس مہینے کے اختتام سے پہلے غرناطہ کے چار سو افسر یرغمال کے طور پر ہمارے حوالے کر دیے جائیں گے اور یہ چار سو آدمی فوج کے علاوہ ان با اثر خاندانوں سے منتخب کیے جائیں گے، جن کی تائید و حمایت کے بغیر غرناطہ کے اندر کوئی تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی۔"

ازابیلا چند ثانیے دم بخود ہو کر اپنے شوہر کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر اس نے کہا "آپ کا مطلب ہے کہ ابوعبداللہ اور اس کا وزیر انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح باندھ کر ہمارے حوالے کر دیں گے؟ فوج اور عوام کی طرف سے کوئی مزاحمت نہیں ہوگی؟"

"نہیں! یہ ابوالقاسم کی ذمہ داری ہے کہ وہاں کوئی مزاحمت نہ ہو اور وہ اس ذمہ داری سے اس صورت میں عہدہ برا ہو سکتا ہے کہ اہلِ غرناطہ کو امن کی طرف مائل کرنے میں میری تجاویز کامیاب ہوں۔ تجارت کا راستہ کھولنے اور فوری طور پر انہیں زندگی کی ضروریات مہیا کرنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ وہ ہمیں دشمن کی بجائے اپنا محسن خیال کریں۔"

"چار سو معزز انسان!"

"ہاں! چار سو ایسے انسان، جنھیں زندہ واپس لانے کا مسئلہ ان کے ہزاروں عزیزوں

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

اور رشتہ داروں کے لیے غرناطہ کی آزادی یا غلامی کے مسائل سے زیادہ اہم بن جائے گا اور ہم ان سے اپنی ہر بات منوا سکیں گے۔"

ملکہ نے کہا "مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں خواب دیکھ رہی ہوں۔ کیا آپ کو یہ یقین ہے کہ ابوالقاسم آپ کا یہ مطالبہ مان لے گا اور عوام سے کوئی خطرہ محسوس نہیں کرے گا؟"

"وہ یہ مطالبہ تسلیم کر چکا ہے اور اس کے نزدیک عوام سے بچنے کی واحد صورت یہی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ اگر کوئی سرپھرا انھیں مشتعل کرنے کی کوشش کرے تو با اثر لوگ اُسے اپنے بیٹوں اور بھائیوں کی سلامتی کا دشمن سمجھ کر اسی کے خلاف تلواریں سونت لیں۔"

ازابیلا نے کہا "اب زمینس کے خط کے متعلق ہمیں کسی بحث کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ ان کا ایلچی واپس جانے کے لیے سخت بے چین ہے۔ اگر آپ اُسے چند منٹ دے سکیں، تو اُسے کل صبح رخصت کر دیا جائے۔"

"میں کل اُسے ملاقات کے لیے بُلا لوں گا۔ آج میں بہت مصروف ہوں۔ مجھے ابوالقاسم کے ایلچی کا انتظار ہے۔"

ماضی کے اُجالے اور مستقبل کے اندھیرے

پہاڑ کے دامن میں ایک بستی کے تین اطراف پھیلے ہوئے باغات میں خزاں کے اثرات ظاہر ہو رہے تھے۔ جنوب کی سمت سیرا نوادا کی بلند چوٹیوں پر دُور دُور تک پہلی برف باری ہو چکی تھی۔

سلمٰی اپنے قلعہ نما مکان کی چھت پر دھوپ میں لیٹی ہوئی تھی۔ پچاس سال کی عمر میں بھی اس کے چہرے پر جوانی کی تازگی باقی تھی۔ عاتکہ ایک چودہ پندرہ سال کی صحتمند لڑکی جس کا ذہین اور خوب صورت چہرہ عرب، بربر اور ہسپانیہ کی بہترین نسوانی خصوصیات کا آئینہ دار تھا، ہاتھ میں کتاب لیے زینے سے نمودار ہوئی اور آگے بڑھ کر سلمٰی کے پاس قالین پر بیٹھ گئی۔

"چچی جان!" اس نے کتاب کھولتے ہوئے کہا "میں سعید کے گھر کتاب لینے گئی تھی۔ میرا خیال تھا کہ جلد واپس آ جاؤں گی، لیکن زبیدہ سے باتیں کرنے میں دیر ہو گئی۔ سعید ابھی تک غرناطہ سے واپس نہیں آیا۔ منصور بہت مغموم تھا۔ جعفر اور زبیدہ بھی خاصے پریشان تھے۔ جعفر کہتا تھا کہ اگر وہ شام تک واپس نہ آیا تو میں خود غرناطہ جا کر پتا چلاؤں گا۔ اُسے خدشہ ہے کہ کہیں غرناطہ کی آزادی کا سودا کرنے والے اُسے بھی عیسائیوں کے حوالے نہ کر دیں۔"

سلمٰی اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ اُس نے نوعمر لڑکی کو تسلی دیتے ہوئے کہا "عاتکہ! مجھے معلوم ہے کہ سعید کے متعلق اس کے بھانجے اور نوکروں کی نسبت تم کہیں زیادہ پریشان ہو۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

لیکن تمہیں اطمینان رکھنا چاہیے۔ عنقریب ابو عبداللہ چار سو آدمیوں کو یرغمال کے طور پر فرڈی نینڈ کے حوالے کر دے گا۔ اس کے بعد یہ خدشہ نہیں ہو سکتا کہ اہلِ غرناطہ معاہدۂ صلح کے خلاف کسی کو زبان کھولنے کی اجازت دیں۔ ہماری بستی میں انھیں تمھارے چچا کے متعلق پریشانی تھی۔ اس لیے غرناطہ کے اکابر کو اصرار تھا کہ امین اور عبید کو شامل کرنا ضروری ہے۔ تاہم یہ کوشش ہو رہی ہے کہ عمیر کی طرح انھیں بھی فہرست سے نکال دیا جائے۔

عاتکہ نے کہا "چچی جان! میں سعید کے متعلق اس لیے پریشان ہوں کہ اس کے سوا منصور کا کوئی سہارا نہیں۔"

سلمیٰ نے کہا "بیٹی! میں تمھارے چچا سے کہوں گی کہ وہ کسی نوکر کو غرناطہ بھیج کر اس کے متعلق پتہ چلائیں۔ لیکن تمھیں بار بار سعید کے گھر نہیں جانا چاہیے۔ اب تم بڑی ہو گئی ہو۔ سعید بڑا اچھا لڑکا ہے اور تمھارے چچا بھی اُسے بیٹوں کی طرح چاہتے ہیں۔ لیکن عمیر پسند نہیں کرتا کہ تم اس کے ساتھ میل جول رکھو۔"

عاتکہ کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا اور اس نے کتاب ایک طرف رکھتے ہوئے کہا "اور آپ کو تو معلوم ہے کہ میں عمیر کا نام سننا پسند نہیں کرتی۔"

سلمیٰ مسکرائی "مجھے معلوم ہے اور مجھے خود بھی اس کی عادات پسند نہیں۔ لیکن تمھارے چچا اُسے عبید اور امین سے زیادہ پیار کا مستحق سمجھتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ جب تم بڑی ہو جاؤ گی تو ممکن ہے وہ تمھیں اس قدر قابلِ نفرت نظر نہ آئے۔"

"چچی جان! آپ کیا کہہ رہی ہیں؟"

"بیٹی! میرا یہ مطلب نہیں کہ تمھیں کوئی مجبور کر سکتا ہے، لیکن تمھارے چچا جان کہتے تھے کہ عمیر چند دن تک گھر پہنچ جائے گا اس کی موجودگی میں تمھیں ذرا احتیاط برتنی پڑے گی۔ یوں بھی اب تمھارا گھر سے نکلنا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ میں جعفر کی بیوی سے کہوں

گی کہ وہ ہمارے گھر آ جایا کرے۔"

عاتکہ کچھ دیر خاموش رہی۔ پھر اُس نے کہا "اگر چچا جان عمیر کی سفارش کر سکتے ہیں تو بھائی امین اور عبید نے کیا قصور کیا تھا؟"

سلمیٰ نے جواب دیا "وہ انھیں بھی بچانا چاہتے تھے لیکن وزیر ابوالقاسم نے یہ کہا تھا کہ اگر آپ کے تینوں بیٹے نکال دیے جائیں تو دوسرے بھی یہ مطالبہ کریں گے۔ اس لیے ان میں سے صرف ایک کو روک لینے کا وعدہ کر سکتا ہوں۔"

عاتکہ نے کہا "اور چچا جان نے امین یا عبید کے بجائے عمیر کا نام پیش کر دیا؟"

"ہاں! میرا سوتیلا بیٹا ان کی کمزوری ہے۔"

"اور اس کی ماں بھی ان کی ایک بہت بڑی کمزوری تھی؟"

سلمیٰ نے کہا "ہاں! بھئی، وہ میرے لیے ایک قیامت تھی۔ اگر تمھارے چچا کو حامد بن زہرہ کی ملامت کا خوف نہ ہوتا تو اس گھر میں میرا زندہ رہنا مشکل ہو جاتا۔ لیکن اب وہ مر چکی ہے اور ہمیں اس کے لیے دعا ہی کرنی چاہیے۔"

عاتکہ نے کہا "زبیدہ کہتی تھی کہ وہ اشبیلیہ کے کسی یہودی خاندان سے تعلق رکھتی تھی اور اس کے والدین غرناطہ میں پناہ لینے کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ ابا جان کو اس سے سخت نفرت تھی۔ اور امی جان بھی اس سے بات کرنا پسند نہیں کرتی تھیں۔"

"بیٹی! تمھارے والدین میرے طرف دار تھے اور ایک مرتبہ جب انھیں معلوم ہوا کہ تمھارے چچا میرے بچوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے تو وہ ہمیں غرناطہ لے گئے۔ —— تمھارے چچا تمھارے ابا سے صرف ڈیڑھ سال چھوٹے تھے۔ لیکن نصیر کے سامنے ان کی پیش نہیں جاتی تھی۔ وہ بہت جابر تھا —— اس علاقے کا کوئی آدمی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہیں کر سکتا تھا۔"

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

عاتکہ! جب تمھیں غصہ آتا ہے تو تمھارا چہرہ اسی طرح تمتما اٹھتا ہے اور تمھاری آنکھیں تو بالکل نصیر جیسی ہیں۔

"چچی جان! مجھے ان دنوں کا تھوڑا تھوڑا ہوش ہے۔ لیکن آپ جلد ہی غرناطہ سے واپس آگئی تھیں۔"

"ہاں! عمیر کی ماں کی وفات کے بعد تمھارے چچا کو اپنی زیادتی کا احساس ہوا اور مجھے ان کے ساتھ واپس آنا پڑا۔"

"چچی جان! اگر آپ برا نہ مانیں تو میں ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں۔"

"پوچھو!"

"کیا یہ ممکن ہے کہ چچا جان دشمن کی غلامی پر مطمئن ہو جائیں؟"

"نہیں بیٹی! وہ آدمی جس کے تین بھائی شہید ہو چکے ہوں، جس کے اپنے جسم پر زخموں کے کئی نشان موجود ہوں اور ایک ہاتھ بھی کٹ چکا ہو، وہ عیسائیوں کی غلامی پر کیسے رضامند ہو سکتا ہے؟"

"لیکن انھوں نے اپنے بیٹوں کو یرغمال میں بھیج دیا ہے۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ دل سے اہلِ غرناطہ کی شکست تسلیم کر چکے ہیں؟"

سلمیٰ نے جواب دیا "یہ بات کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ ابو عبداللہ اور اس کے مشیر متارکۂ جنگ کی مدت ختم ہونے سے قبل چار سو آدمیوں کو یرغمال کے طور پر عیسائیوں کے حوالے کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ کاش! تمھارے چچا کو غرناطہ کے اکابر اور حکومت کا فیصلہ رد کرنے کا اختیار ہوتا!"

عاتکہ نے کہا "چچی جان! فرض کیجیے کہ اگر حامد بن زہرہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں اور ہمیں کسی دن اچانک یہ اطلاع ملے کہ اہلِ مراکش، مصریوں یا ترکوں کا بیڑا ہماری امداد کے لیے اندلس کا رخ کر رہا ہے، تو چچا جان کیا کریں گے؟ سعید کہتا تھا کہ

اندلس کے مسلمان پھر کسی یوسف بن تاشفین کے منتظر ہیں۔ اسے یقین ہے کہ حامد بن زہرہ ناکام واپس نہیں آئیں گے۔"

سلمیٰ چند ثانیے کرب کی حالت میں عاتکہ کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر اس نے سنبھلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "نہیں، یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ جب اسلام کے مجاہد میدان میں نکل آئیں گے، تو تمھارے چچا کو اندلس کی آزادی کی بجائے اپنے بیٹوں کی جان بچانے کی فکر ہو گی۔ لیکن اب امیدوں کے سارے چراغ بجھ چکے ہیں۔ اب باہر سے کوئی ہماری اعانت کے لیے نہیں آئے گا۔ ہم سے پہلے قرطبہ، اشبیلیہ اور طلیطلہ کے مسلمان یہی خواب دیکھا کرتے تھے کہ قدرت کا کوئی معجزہ انھیں عیسائیوں کی غلامی سے بچا لے گا۔ لیکن اس دنیا میں ان لوگوں کے لیے کوئی جائے پناہ نہ تھی، جنھوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی ہلاکت کے سامان پیدا کیے تھے۔"

یوسف بن تاشفین ان لوگوں کی قربانیوں کا صلہ اور انعام تھا جنھوں نے طوفانوں میں امید کے چراغ جلائے تھے۔ اس مردِ مجاہد نے ان علمائے حق کی دعوت پر لبیک کہا تھا، جو اسلام کی سربلندی کے لیے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیا کرتے تھے۔ اس زمانے تک ملوک الطوائف گمراہی کا راستہ اختیار کر چکے تھے۔ ان کی باہمی رقابتوں نے اندلس کو تباہی کے کنارے پہنچا دیا تھا لیکن قوم کا سوادِ اعظم اپنے حال و مستقبل سے غافل نہ تھا۔ عوام اپنی آزادی کے اندرونی و بیرونی دشمنوں کو پہچانتے تھے اور ان کی صفوں میں وہ رہنما موجود تھے، جو گروہوں، قبیلوں اور نسلوں کے درمیان ابھرنے والی منافرت کی دیواریں توڑ سکتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب یوسف بن تاشفین نے اندلس کے ساحل پر قدم رکھا، تو پوری قوم اس کے استقبال کے لیے موجود تھی۔ عوام کا اجتماعی شعور اس قدر بیدار تھا کہ ملوک الطوائف بھی اس کے جھنڈے تلے جمع ہونے پر مجبور ہو گئے تھے۔ لیکن غرناطہ کے امرا۔ آج امن کے لیے اپنی آزادی کا سودا کرنا چاہتے ہیں۔ عوام کے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

اجتماعی احساس کی دولت لُٹ چکی ہے اور ہمارے عُلما، اس خود فریبی میں مبتلا ہیں کہ جب فرڈیننڈ غرناطہ پر قابض ہو جائے گا، تو وہ آرام کی نیند سو سکیں گے۔ غازیانِ اسلام نے اپنا خون پیش کیا تھا لیکن اہلِ غرناطہ اس مقدس خون سے اپنی آزادی کا چراغ روشن نہ کر سکے۔ اگر اس قوم میں زندگی کی کوئی رمق باقی ہوتی تو موسیٰ بن ابی غسان کے حوصلے اس کے لیے ایک آہنی حصار کا کام دے سکتے تھے لیکن جب وہ عظیم مجاہد اپنی آخری تقریر کے بعد ابو عبداللہ کے دربار سے نکل رہا تھا اس وقت اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔"

عاتکہ نے کہا۔ "چچی جان! ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کو معلوم ہے کہ بدر بن مغیرہ اپنے مٹھی بھر جان بازوں کے ساتھ ابھی تک برسرِپیکار ہے اور دشمن کی قوت اس حالت میں بھی اس کے حوصلے پست نہیں کر سکی۔ جب کہ عقاب کی وادی چاروں طرف سے گھیرے میں آ چکی ہے۔"

"مجھے معلوم ہے۔ لیکن یہ مٹھی بھر مجاہدین پوری قوم کے گناہوں کا کفارہ ادا نہیں کر سکتے۔ تمہارے چچا کہتے تھے کہ عقاب کی وادی غرناطہ سے کٹ چکی ہے اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ اب وہ کیسے حوصلہ شکن حالات میں دشمن کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ ان کی رگوں میں کتنا خون باقی رہ گیا ہے اور اس خون سے وہ کتنی مدت تک اپنی آزادی کے چراغ روشن رکھ سکیں گے۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ انھوں نے غلامی کی بجائے شہادت کا راستہ اختیار کیا اور وہ ان انسانی عظمتوں کے امین ہیں، جو ایک مردِ مومن کو فتح و شکست سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ اہلِ غرناطہ میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ ان کی تقلید کر سکیں۔ ہم صرف زندہ رہنا چاہتے ہیں اور زندگی ہم سے اپنا دامن چھڑا رہی ہے۔ ہماری حالت اس انسان کی سی ہے، جو موت کے خوف سے خود اپنا گلا گھونٹ رہا ہو۔ اہلِ غرناطہ کی بے حسی کا اس سے بڑا اور ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ موسیٰ جیسے اولوالعزم سپاہی کی چیخیں بھی ان کے

ضمیر کو بیدار نہ کر سکیں اور جب وہ شہادت کی تمنا لے کر ابو عبداللہ کے دربار سے نکلا تھا تو تنہا تھا۔"

عاتکہ نے کہا۔ "لیکن غرناطہ کے چند امرا اور علما، پوری قوم کی قسمت کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کو صرف کسی حوصلہ دینے والے کی ضرورت ہے۔ خدا کرے حامد بن زہرہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں۔ پھر آپ دیکھیں گی کہ سیرا نوادا کے دامن میں مسلمانوں کی ہر بستی حریت پسندوں کا قلعہ بن چکی ہے اور غرناطہ کے عوام بھی جاگ اُٹھے ہیں۔ سعید کہتا تھا کہ غرناطہ کے عوام اب بھی کسی اشارے کے منتظر ہیں۔"

"غرناطہ کے عوام اس دن کا انتظار کر رہے ہیں جب فرڈیننڈ الحمرا میں داخل ہوگا اور چند ہفتوں کے بعد ان کے مقدر کی وہ تاریک رات شروع ہو جائے گی جس کے لیے کوئی سحر نہیں ہوگی۔ اللہ سے دعائیں مانگو کہ اگر اس ملک سے باہر ہمارا کوئی مددگار ہے تو وہ جنگ بندی کی مدت کے اختتام سے پہلے پہلے یہاں پہنچ جائے۔ جہاں تک اہلِ غرناطہ کا تعلق ہے انھیں تو اس بات کا بھی یقین نہیں رہا کہ حامد بن زہرہ زندہ ہے۔"

"خدا کے لیے یہ نہ کہیے۔ وہ زندہ ہیں۔ وہ ضرور آئیں گے۔"

"بیٹی! میں تمھیں موہوم امیدوں کے چراغ جلانے سے نہیں روک سکتی۔ لیکن میری نگاہوں کے سامنے ایسی تاریکیاں ہیں کہ میں کسی طرح بھی روشنی کا تصور نہیں کر سکتی۔"

"چچی جان! میں فرڈیننڈ کی غلامی نہیں دیکھوں گی جس دن مجھے یہ یقین ہو جائے گا کہ اب ہمارے لیے غلامی کے سوا کوئی چارہ نہیں، تو میں یہاں نہیں رہوں گی۔ میں اپنے ماموں کے پاس چلی جاؤں گی اور البجارہ کے حریت پسندوں کے ساتھ بھوکا رہنا پسند کروں گی۔ ابا جان کہا کرتے تھے کہ اس دنیا میں ایک مسلمان کے لیے آزادی کی زندگی سے بڑا انعام شہادت کی موت ہے!" عاتکہ کی آنکھوں میں آنسو چھلک رہے تھے۔ وہ اچانک اٹھی اور آنسو پونچھتی ہوئی چھت کے کنارے پر پہنچ کر جنوب مشرق کی طرف سیرا نوادا کی برفانی

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

چوٹیوں کی طرف دیکھنے لگی۔

سلمیٰ نے اُٹھتے ہُوئے کہا۔ "عاتکہ! آؤ، اب ہوا سرد ہو رہی ہے!" عاتکہ نے مُڑ کر دیکھے بغیر جواب دیا۔ "چچی جان! آپ چلیئے میں ابھی آتی ہُوں۔"

سلمیٰ زینے کی طرف چل پڑی۔

عاتکہ تھوڑی دیر بعد دائیں طرف مڑی اور چھت کے دُوسرے کنارے ایک گز اونچی منڈیر پر کہنیاں ٹیک کر مغرب کی طرف دیکھنے لگی۔ اور ماضی کے دھندلکوں میں کھو گئی۔

اب اس کے سامنے وہ کھڈ تھا جو اس پہاڑی بستی کو دو حصّوں میں تقسیم کرتا ہُوا شمال کی وادی کے نشیب میں ایک ندی کے کنارے تک چلا جاتا تھا۔ کھڈ زیادہ گہرا نہ تھا۔ بستی کے دونوں حصّوں کے درمیان تھوڑے تھوڑے فاصلے پر آمد و رفت کے تنگ راستے موجود تھے۔ لیکن سواروں کو یا تو وادی کے نشیب سے اس کھڈ کے دونوں کناروں پر جُدا جُدا راستوں سے اُترنا پڑتا تھا یا کوئی نصف میل اوپر اس پہاڑی پر سے گُزرنا پڑتا تھا، جہاں سے یہ کھڈ شروع ہوتا تھا۔ اُس کی نگاہیں کھڈ کے دوسرے کنارے ایک اور مکان پر مرکوز تھیں۔ اور وہ ان دنوں کا تصوّر کر رہی تھی، جب وہ اپنی ماں کی اُنگلی پکڑ کر وہاں جایا کرتی تھی۔

یہ محمد بن عبدالرحمٰن کا گھر تھا۔ اس کی بیوی آمنہ، اس کی ماں کی سہیلی تھی اور بستی کے لوگ کہا کرتے تھے کہ اس کا باپ حامد بن زہرہ غرناطہ کا بہت بڑا عالم ہے۔ عاتکہ کے باپ کو اس کے ساتھ بہت عقیدت تھی۔ جب وہ اپنے والدین کے ساتھ غرناطہ میں رہا کرتی تھی تو حامد بن زہرہ کا گھر ان سے بہت قریب تھا۔ سعید، حامد کا تیسرا بیٹا، اس سے صرف تین سال بڑا تھا اور اس کے کھیل کود کا زمانہ، اس کی رفاقت میں گزرا تھا۔ سعید کے دو بڑے بھائی جنگ کے ابتدائی ایام میں شہید ہو چکے تھے اور عاتکہ کے والدین ان کے مجاہدانہ کارناموں اور بوڑھے باپ کے صبر و استقلال کی داستانیں بیان کیا کرتے تھے۔

حامد بن زہرہ کے گھر میں، عاتکہ کے لیے سب سے بڑی دلچسپی اور کشش اس کی بیٹی

آمنہ تھی۔ جسے وہ خالہ جان کہا کرتی تھی۔ آمنہ اپنے گھر میں پڑوس کی لڑکیوں کو تعلیم دیا کرتی تھی اور پانچ سال کی عمر میں عاتکہ بھی اس کی شاگرد بن چکی تھی۔

محمد بن عبدالرحمٰن اسی بستی کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ نصیر سے چند سال چھوٹا تھا اور اگر کبھی اسے غرناطہ جانے کا موقعہ ملتا تو نصیر کے ہاں ضرور جاتا۔ پھر نصیر کی بدولت حامد بن زہرہ کے ساتھ اس کے تعلقات استوار ہُوئے اور ایک دن اس نے یہ خبر سُنی کہ اس کی خوب صُورت استانی جسے وہ خالہ جان کہا کرتی تھی، محمد بن عبدالرحمٰن کی رفیقۂ حیات بننے والی ہے۔

جب وہ چھ برس کی تھی تو نصیر کو ایک سرحدی قلعہ کی کمان سونپی گئی اور اس نے عاتکہ اور اس کی ماں کو اس بستی میں پہنچا دیا۔ شادی سے چند ماہ بعد محمد بن عبدالرحمٰن بھی اپنی بیوی کو گھر چھوڑ کر محاذ پر چلا گیا۔ اس کی رخصت کے دو ماہ بعد منصُور پیدا ہُوا۔

حامد بن زہرہ نے اپنے وفادار نوکر جعفر اور اس کی بیوی زبیدہ کو آمنہ کے گھر بھیج دیا تھا۔ عاتکہ، غرناطہ کی طرح اس گاؤں میں بھی آمنہ سے تعلیم حاصل کیا کرتی تھی اور اُس کی دیکھا دیکھی گاؤں کے دُوسرے لوگوں نے بھی اپنی بچیوں کو آمنہ کے گھر بھیجنا شرُوع کر دیا تھا۔ چنانچہ اس کے مکان کی نچلی منزل ایک مدرسے میں تبدیل ہو چکی تھی۔

سعید غرناطہ سے کبھی حامد بن زہرہ اور کبھی کسی نوکر کے ساتھ اپنی بہن کے پاس آتا، تو اس کی چھوٹی سی دنیا مسرّتوں سے لبریز ہو جاتی۔ وہ صبح ہوتے ہی آمنہ کے گھر پہنچ جاتی۔ اگر مکان کا پھاٹک بند ہوتا، تو چچا جعفر کو آواز دیتی۔ جعفر مُسکراتا ہُوا دروازہ کھولتا وہ بھاگتی ہُوئی اندر داخل ہوتی "سعید، سعید!" پکارتی اور سعید کہیں چھُپ جاتا۔ وہ آمنہ کے پاس جاتی۔ "خالہ جان! سعید کہاں ہے؟" آمنہ انجان بن کر اِدھر اُدھر دیکھتی۔ عاتکہ مکان کا ایک ایک کونہ چھان مارتی اور پھر اچانک سارا گھر اس کے قہقہوں سے گونجنے لگتا۔ اسے بستی میں سعید کے قیام کے دن انتہائی خوش گوار محسوس ہُوا کرتے تھے جب

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

مکتب سے چھٹی ملتی تو باقی سارا دن وہ اس کی رفاقت میں گزار دیتی۔ کبھی وہ اُسے اپنے گھر لے جاتی اور وہاں سے وہ دوسرے بچوں کے ساتھ گاؤں سے باہر باغات، ندی یا بلند پہاڑیوں کی طرف نکل جاتے۔

پھر ذرا بڑے ہو کر وہ گھوڑوں پر سواری کیا کرتے تھے۔ سعید دس سال کی عمر میں ایک اچھا خاصا سوار بن چکا تھا اور عمارہ اُسے خطرناک راستوں پر گھوڑا دوڑاتے دیکھ کر اپنی ماں سے اصرار کیا کرتی تھی کہ میں بھی سواری کروں گی۔ عمّارہ کچھ عرصہ اُسے ٹالتی رہی، لیکن جب اس نے بہت ضد کی تو اُسے اس شرط پر سواری کی اجازت مل گئی کہ نوکر گھوڑی کی باگ پکڑ کر اس کے ساتھ چلا کرے گا۔

ایک بار نصیبہ چند دن کی رخصت پر گھر آیا اور اس نے اپنی بیٹی کا شوق دیکھ کر اُسے ایک چھوٹی سی گھوڑی خرید دی اور تین دن بعد وہ اپنی بیوی سے یہ کہہ رہا تھا کہ اب ہماری بیٹی کو کسی نوکر کی حفاظت کی ضرورت نہیں، چنانچہ اگلی صبح نصیبہ گھوڑے پر سوار ہو کر سیر کے لیے نکلا، تو عمارہ اس کے ساتھ تھی۔ اس کے بعد سعید جب کبھی گاؤں میں آتا تو وہ اس کی رفاقت میں سواری کی مشق کیا کرتی تھی۔

پھر یہ دن بھی ایک سہانے خواب کی طرح گزر گئے اور اس کو ایسا محسوس ہونے لگا کہ سنِ شعور کی ابتدا کے ساتھ وہ زندگی کے چہرے پر جو مسکراہٹیں دیکھنے کی عادی تھی اب آہستہ آہستہ اپنا دامن سمیٹ رہی ہیں۔ کھڈ کے پار وہ گھر اب بھی اس کی نگاہوں کے سامنے تھا لیکن حامد بن زہرہ کی بیٹی اور داماد جسے وہ فخر سے خالہ جان اور خالو جان کہا کرتی تھی، وہاں موجود نہ تھے۔

منصور کی پیدائش کے تیسرے سال محمد بن عبدالرحمٰن جنوب کے محاذ پر جا چکا تھا اور اُسے بالقہ کے مشرق میں چند ساحلی مقامات کی حفاظت سونپی گئی تھی۔ ایک دن

آمنہ کو یہ اطلاع ملی کہ وہ زخمی ہو چکا ہے اور اُسے ساحل سے چند میل دور ایک قلعے میں پہنچا دیا گیا ہے۔ یہ خبر ملتے ہی آمنہ نے اپنے باپ کو یہ خبر بھیجی کہ میں منصور کو جعفر اور زبیدہ کی حفاظت میں چھوڑ کر اپنے شوہر کے پاس جا رہی ہوں۔ عاتکہ اور اس کی ماں بھی منصور کا خیال رکھیں گی تاہم آپ سعید کو بھی چند دن کے لیے یہاں بھیج دیں۔ میں منصور کے باپ کی حالت کے متعلق اطمینان ہوتے ہی واپس آجاؤں گی۔

اس کے چچا ہاشم نے بستی سے چار سوار آمنہ کے ساتھ روانہ کر دیے اور انھوں نے چند دن بعد واپس آکر یہ اطلاع دی کہ محمد بن عبدالرحمٰن کی حالت زیادہ تشویشناک نہیں تاہم اس کے زخم ایسے ہیں کہ وہ دو تین ہفتے بعد چلنے پھرنے کے قابل ہو سکے گا۔

وہ اور اس کی ماں صبح و شام آمنہ کے گھر جایا کرتی تھیں۔ جب ایک ماہ تک کوئی اطلاع نہ ملی تو ہاشم نے اپنا نوکر روانہ کر دیا۔ لیکن اس کی روانگی کے تیسرے دن اس بستی کا ایک مجاہد جنوبی محاذ سے واپس آیا اور اس نے گاؤں کے لوگوں کے سامنے محمد بن عبدالرحمٰن اور اس کی بیوی کی شہادت کے واقعات بیان کرتے ہوئے کہا:

"عیسائیوں نے ساحلی علاقے پر قبضہ کرنے کے بعد پہاڑی قلعے پر کئی حملے کیے لیکن انھیں کامیابی نہ ہوئی۔ محمد بن عبدالرحمٰن نے روبہ صحت ہوتے ہی قلعے کے لشکر کی کمان سنبھال لی تھی اور جوابی حملے کر کے دشمن کو ساحل کی طرف سمٹنے پر مجبور کر دیا تھا لیکن اس عرصہ میں دشمن بالقہ پر حملہ کرنے کے لیے مزید افواج ساحل پر اتار چکا تھا ایک لشکر ساحلی علاقے کے ساتھ ساتھ مشرق اور دوسرا مغرب کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا۔ اس کے علاوہ سواروں کے دستے بھی بالقہ کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے۔ چنانچہ بالقہ کے سپہ سالار کو آس پاس کی چوکیاں خالی کرنی پڑیں اور اس نے محمد بن عبدالرحمٰن کو بھی یہ حکم دیا کہ وہ باقاعدہ فوج کے ساتھ بالقہ پہنچ جائے اور قلعے کی حفاظت مقامی قبائل کے رضاکاروں کو سونپ دے۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

"قلعے کے اندر تین سو سپاہی اور کوئی چالیس عورتیں موجود تھیں۔ محمد بن عبدالرحمٰن نے غروبِ آفتاب کے بعد انھیں تیاری کا حکم دیا اور عشاء کی نماز کے بعد ہم لوگ مالقہ کا رُخ کر رہے تھے۔ ساحل کے کشادہ اور ہموار راستے پر سفر کرنے میں دُشمن کے حملے کا خطرہ تھا اس لیے ہم نے پہاڑ کا طویل اور دشوار گزار راستہ اختیار کیا۔ رات کے پچھلے پہر ہم ایک تنگ گھاٹی عبور کر رہے تھے کہ اچانک دائیں ہاتھ کی پہاڑی سے تیروں اور پتھروں کی بارش ہونے لگی۔ آن کی آن میں ہمارے کئی آدمی شہید ہو گئے اور کتنے ہی زخمی ہوئے۔ کئی سوار گھوڑوں سمیت سڑک کی دوسری طرف کھڈ میں جا گرے۔ محمد بن عبدالرحمٰن پوری قوت سے چلا رہا تھا کہ پیدل دستے پہاڑی پر قبضہ کر لیں اور سوار عورتوں اور بچوں کے ساتھ سفر جاری رکھیں لیکن رات کی وحشت ناک تاریکی میں عورتوں بچوں اور زخمیوں کی چیخ اور پکار کے باعث اس کی آواز بے اثر ثابت ہوئی۔"

"خوش قسمتی سے پیچھے آنے والے سپاہیوں نے جو تیروں اور پتھروں کی زد سے محفوظ تھے اپنی ذمہ داری محسوس کی اور وہ پہاڑی پر چڑھ گئے۔ رات کی تاریکی میں دشمن کو تلاش کرنا آسان نہ تھا لیکن جب حملہ آوروں کو اپنے عقب میں اللہ اکبر کے نعرے سُنائی دینے لگے تو وہ بھاگ نکلے۔ تاریکی میں ہمیں زخمیوں اور شہیدوں کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی۔ خاوند اپنی بیویوں کو، بچے اپنے والدین کو اور سپاہی اپنے سالاروں کو آوازیں دے رہے تھے لیکن محمد بن عبدالرحمٰن کا کوئی پتہ نہ تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرنے والے سواروں کے ساتھ وہ آگے جا چکا ہے۔ نائب سالار نے ایک سوار کو حکم دیا کہ تم آگے جانے والوں کا پتہ لگاؤ۔ اگر سالار ان کے ساتھ ہو تو اسے مشورہ دو کہ ہمارے لیے [illegible] تاریکی میں آگے بڑھنے کی بجائے پہاڑی پر رات گزارنا بہتر ہو گا۔ پھر اس نے چند آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ آس پاس کی بستیوں کے لوگوں کو مدد کے لیے بلا لائیں۔

تھوڑی دیر بعد آگے جانے والے سوار عورتوں اور بچوں کے ساتھ واپس آ گئے۔ اُن کی زبانی معلوم ہوا کہ دو میل آگے نالے کا پُل ٹوٹا ہوا تھا اور چند سوار بے خبری کی حالت میں نیچے گر گئے تھے تاہم محمد بن عبدالرحمٰن اور اس کی بیوی کا کوئی پتہ نہ تھا۔ پو پھٹنے سے پہلے آس پاس کی بستیوں سے سینکڑوں آدمی وہاں پہنچ گئے۔ مشعلوں کی روشنی میں شہیدوں کی لاشوں اور زخمیوں کو تلاش کیا گیا۔ چند آدمی مشعلیں لے کر کھڈ میں اُتر گئے اور چند نالے کی طرف بھاگے۔ کھڈ میں کوئی چالیس لاشیں بکھری ہوئی تھیں اور آمنہ کی لاش اس کے گھوڑے کی لاش کے نیچے دبی ہوئی تھی۔ محمد وہاں نہیں تھا۔ نالے میں گیارہ لاشیں ملیں۔ وہاں پانچ زخمی بھی پڑے ہوئے تھے لیکن محمد وہاں بھی نہیں تھا۔

پھر صبح ہوئی تو ایک سپاہی نے ایک ٹیلے کی چوٹی پر سے آواز دی:

اِدھر آؤ! محمد بن عبدالرحمٰن یہاں ہیں!

ہم بھاگتے ہوئے وہاں پہنچے۔ محمد بن عبدالرحمٰن کی لاش ٹیلے کے دوسری طرف پڑی ہوئی تھی اور اس کے گرد دو مسلمان اور پانچ نصرانی سپاہیوں کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ ایک نصرانی اس سے چند قدم دُور دم توڑ رہا تھا۔ محمد بن عبدالرحمٰن کے جسم پر پندرہ زخم تھے اور تلوار ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھی۔ نائب سالار نے اپنی قبا اتار کر اس کے اوپر ڈال دی اور پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہا۔ "میں آج خدا اور اُس کے بندوں کے سامنے شرمسار ہوں۔ مجھے یہ سوچنا بھی نہیں چاہیے تھا کہ محمد بن عبدالرحمٰن کسی خطرے سے بھاگ سکتا ہے۔ میں ابھی تک یہی سمجھ رہا تھا کہ حملہ آور ہمارے پیچھے آنے والے ساتھیوں کے نعرے سن کر بھاگ گیا تھا۔ ایسے لوگوں کی رفاقت میں جینا اور مرنا ایک سعادت ہے۔ اس کی بیوی کی لاش یہاں پہنچا دو۔"

نائب سالار کو معلوم تھا کہ ہم ایک ہی بستی کے رہنے والے ہیں۔ چنانچہ اس نے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

مجھے حکم دیا کہ تم فوراً روانہ ہو جاؤ۔ اپنے سالار کی تلوار ان کے گھر پہنچا دو۔"

حامد بن زہرہ اور سعید، آمنہ اور اس کے شوہر کی شہادت کی خبر ملتے ہی بستی میں پہنچ گئے۔ حامد چند دن وہاں رہ کر واپس چلا گیا۔ وہ منصور کو بھی اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا لیکن عاتکہ کی ماں نے اس کی پرورش اپنے ذمے لے لی۔

محمد بن عبدالرحمن کے کھیتوں اور باغات کی نگرانی اور گھر کی حفاظت جعفر کے سپرد تھی۔ اس کی بیوی زبیدہ کبھی منصور کا جی بہلانے کے لیے عمارہ کے گھر چلی جاتی تھی اور کبھی اسے اپنے ساتھ لے آتی تھی۔ عمارہ اسے مستقل طور پر اپنے پاس رکھنا چاہتی تھی اور اس نے جعفر کو بھی اپنے نوکروں کے ساتھ رہنے کی دعوت دی تھی لیکن انھوں نے کہا کہ ہم اپنے آقا کا گھر غیر آباد نہیں ہونے دیں گے۔ یہی حالت سعید کی تھی۔ وہ عاتکہ اور اس کی ماں کے اصرار کے باوجود چند دن سے زیادہ ان کے گھر نہ ٹھہر سکا، تاہم وہ اپنے بھانجے کو دیکھنے کے لیے دن میں ایک دو بار ان کے گھر ضرور آتا۔ جب وہ واپس جانے لگتا تو منصور اس کے ساتھ جانے کے لیے ضد کرتا۔

عاتکہ کہتی "ننھے بھائی! میرے پاس نہیں رہو گے؟"

"نہیں، میں ماموں کے ساتھ جاؤں گا!"

"تمھیں کہانیاں کون سنائے گا؟"

"ماموں جان سنائیں گے!"

سعید اسے کندھے پر بٹھا کر چل پڑتا لیکن اپنے گھر پہنچتے ہی اسے عاتکہ کی یاد ستانے لگتی اور وہ تھوڑی دیر بعد اسے واپس لے آتا۔ "لو عاتکہ! سنبھالو اسے!"

وہ پوچھتی "کیوں منصور! ماموں سے لڑائی ہو گئی؟"

"ہاں!" وہ منہ بسور کر جواب دیتا۔

"ماموں کہانی نہیں سناتا!"

"میں ماموں سے کہانی نہیں سنوں گا!"

ان دنوں کے کتنے ہی واقعات عاتکہ کے دل پر نقش تھے لیکن زمانے نے ایک اور کروٹ لی اور قہقہوں اور مسکراہٹوں کی یہ حسین دنیا ان آنسوؤں میں ڈوب کر رہ گئی جو قوم کے اجتماعی احساس کے آئینہ دار تھے۔ اب مستقبل کے افق پر تاریکیاں چھا رہی تھیں اور گاؤں کے دوسرے لڑکوں اور لڑکیوں کی طرح سعید اور عاتکہ بھی ان ملت فروشوں کی داستانیں سنا کرتے تھے جن کی بے حسی اور غداری نے غرناطہ کے لشکر اور قبائل کے مجاہدین کی عظیم فتوحات کو شکستوں میں تبدیل کر دیا تھا۔

پھر آلام و مصائب کا وہ دور شروع ہوا جب غرناطہ کے گرد فرڈیننڈ کا گھیرا بتدریج تنگ ہوتا جا رہا تھا۔

عاتکہ کے باپ نصیر بن عبدالملک کو جو کئی میدانوں میں داد شجاعت دے چکا تھا، اس بستی کے شمال میں کوئی پانچ میل دور ایک قلعے اور اس کے دائیں بائیں ان چوکیوں کی کمان مل چکی تھی جن کا مقصد سیرا اور میجا اور البفجارہ کی جانب سے غرناطہ کے لیے رسد و کمک کے راستے محفوظ رکھنا تھا۔ نصیر کو یہ اہم ذمہ داری تفویض کیے جانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ اس علاقے کے ایک با اثر خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور خطرے کے وقت اپنے ذاتی اثر و رسوخ کے باعث آس پاس کی بستیوں سے ہزاروں رضاکاروں کو باقاعدہ فوج کی مدد کے لیے بلا سکتا تھا۔

عاتکہ کے باپ نے نئی ذمہ داری قبول کرتے ہی پہاڑی قبائل میں جوش جہاد پیدا کرنے کے لیے حامد بن زہرہ کی خدمات کی ضرورت محسوس کی۔ چنانچہ وہ غرناطہ کے سپہ سالار کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ درخواست کی کہ اگر حامد بن زہرہ غرناطہ کی بجائے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

ہمارے گاؤں کو اپنا مرکز بنالیں تو سیرا نوادا تک تمام پہاڑی قبائل ان کی آواز پر لبیک کہیں گے۔ جب ہمارا گاؤں رضاکاروں کا مستقر بن جائے گا تو غرناطہ کے راستے کی چوکیوں کا عقب زیادہ محفوظ ہو جائے گا۔

حامد بن زہرہ ویسے بھی مجاہدین کا حوصلہ بڑھانے کے لیے گاؤں گاؤں پھرا کرتا تھا اس کے لیے سپہ سالار کا اشارہ کافی تھا چنانچہ وہ غرناطہ چھوڑ کر گاؤں میں آگیا۔

گاؤں میں چچا ہاشم حامد بن زہرہ کا بہترین معاون ثابت ہوا۔ عاتکہ کے باپ کی طرح وہ بھی حامد بن زہرہ کو برسوں سے جانتا تھا۔ اس کے بڑے بیٹوں نے فوج میں شامل ہونے سے پہلے دین کی تعلیم اُسی سے حاصل کی تھی۔ غرناطہ میں قیام کے دوران میں اس نے خود بھی کئی بار حامد بن زہرہ کی رُوح پرور تقریریں سُنی تھیں۔ اس لیے جب اُس نے اپنے بھائی سے یہ سُنا کہ حامد غرناطہ چھوڑ کر اس کے گاؤں میں آرہا ہے تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ اس نے اپنے علاقے کے سرکردہ لوگوں کو پیغام بھیجا کہ وہ ندی کے پار اس مردِ مجاہد کا استقبال کرنے کے لیے جمع ہو جائیں۔

پھر عاتکہ تصور کی نگاہوں سے وہ رُوح پرور نظارہ دیکھ رہی تھی جب ہزاروں آدمی ایک والہانہ خوشی کے ساتھ حامد بن زہرہ کا استقبال کر رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ، اس کی ماں، چچی اور گاؤں کی دوسری عورتیں مکان کی ڈیوڑھی کے قریب مہمان خانے کی چھت سے حامد کی آمد کا منظر دیکھ رہی تھیں۔ ہاشم نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ رکھی تھی اور لوگوں کا ہجوم ان کے پیچھے آرہا تھا۔ جلوس کا رُخ ندی کے دوسرے کنارے محمد بن عبدالرحمٰن کے گھر کی بجائے ہاشم کے گھر کی طرف تھا۔

پھر وہ ڈیوڑھی کے سامنے رُکے، حامد گھوڑے سے اتر کر دائیں طرف ایک چھوٹے سے ٹیلے پر چڑھا اور وہ اس کی رُوح پرور تقریر سُن رہی تھی۔

اس کی تقریر میں ایک جادو تھا اور حاضرین میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس

کی آنکھوں میں آنسو نہ تھے۔ اس کے آخری الفاظ آج بھی عاتکہ کے دل پر نقش تھے۔

وہ کہہ رہا تھا:

"میرے عزیزو!

قوموں کی زندگی میں ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب کہ اجتماعی بقا کے تقاضے ہر فرد کو دشمن کے سامنے سینہ سپر ہونے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ جوانوں کی طرح بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو بھی تلوار اٹھانی پڑتی ہے اور آج الحمرا کی دیواروں کے پتھر بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ اب غرناطہ کی آزادی کے بجھتے ہوئے چراغوں کو دوبارہ روشن کرنے کے لیے صرف قوم کے فرزندوں کا خون ہی کافی نہیں بلکہ قوم کی بیٹیوں کو بھی اپنا خون پیش کرنا ہوگا!"

اور وہ اپنے دل میں یہ کہہ رہی تھی کاش! میں اپنی قوم کی ایک بیٹی کی حیثیت سے اپنے حصّے کی ذمہ داریاں پوری کر سکوں! اور جب دو دن بعد اس کا باپ تھوڑی دیر کے لیے گھر آیا تو اس نے کہا تھا۔ "ابّا جان! حامد بن زہرہ کہتے تھے کہ آج قوم کے ہر فرد کو سپاہیانہ تربیت کی ضرورت ہے۔"

"ہاں بیٹی! ہم بہت نازک حالات کا مقابلہ کر رہے ہیں اور مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ میری بیٹی سواری اور تیر اندازی سیکھ چکی ہے۔"

"لیکن ابّا جان! میں اس سے بہت زیادہ سیکھنا چاہتی ہوں!"

"تم کیا سیکھنا چاہتی ہو بیٹی؟"

"میں جہاد کا عملی تجربہ حاصل کرنا چاہتی ہوں آپ مجھے قلعے میں اپنے پاس کیوں نہیں لے چلتے۔ وہاں مجھے استاد بھی مل سکتے ہیں۔"

"تمھارا قلعہ یہ گھر ہے بیٹی! اور خدانخواستہ اگر کوئی بُرا وقت آجائے تو مجھے یقین ہے کہ تم اپنی حفاظت کر سکو گی۔ لیکن انشاء اللہ ایسا وقت نہیں آئے گا اور تمھیں سعید سے بہتر استاد کون مل سکتا ہے؟ میں نے رضاکاروں کے ساتھ اسے تیر اندازی کی

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

مشق کرتے دیکھا ہے۔ وہ تیغ زنی میں بھی کافی مہارت حاصل کر چکا ہے۔ وہ اپنی عمر کے
لحاظ سے دو سال اور فوج میں بھرتی نہیں ہو سکتا اور میں اس سے کہوں گا کہ جب تک وہ
یہاں ہے باقاعدہ تمھیں وقت دیا کرے۔ عمیر بھی اب فارغ التحصیل ہو چکا ہے۔
وہ کل یہاں پہنچ جائے گا اور تین ہفتے گھر رہے گا۔ تم اس سے بھی بہت کچھ سیکھ سکتی
ہو!"

"ابّا جان! وہ تو مجھے سعید کے ساتھ سواری کرنے سے بھی منع کیا کرتا تھا۔ ایک دن
میں صحن میں تیر اندازی کی مشق کر رہی تھی تو اس نے میری کمان توڑ ڈالی تھی۔"

باپ مسکرایا۔ "وہ تھوڑا سا بے وقوف ہے!"

"بہت زیادہ بے وقوف ہے ابّا جان! وہ امّی جان سے کہتا تھا کہ آپ نے عاتکہ
کو بگاڑ دیا ہے۔ ایک دن اس نے سعید کے منہ پر تھپڑ مار دیا تھا۔"

اس کے باپ نے کہا۔ "سعید اس سے عمر میں چھوٹا ہے لیکن یہ ممکن نہیں کہ حامد
بن زہرہ کا بیٹا اس سے تھپڑ کھا کر خاموش رہے!"

"ابّا جان! سعید نے بھی اسے دھکّا دے کر ندی میں گرا دیا تھا!"

"بیٹی! یہ بچپن کی باتیں ہوں گی۔ اب وہ کافی سمجھ دار ہو چکا ہے۔"

"نہیں ابّا جان! غرناطہ میں رہ کر وہ زیادہ بے وقوف ہو گیا ہے، کہتا ہے کہ میں بڑا
ہو کر سپہ سالار بنوں گا!"

"یہ تو کوئی بری بات نہیں!"

"لیکن وہ یہ بھی تو کہتا تھا کہ جب میں سپہ سالار بنوں گا تو سعید کو گدھے پر سوار کر کے
سارے شہر میں پھراؤں گا!"

اس کا باپ ہنس پڑا۔ "وہ تمھیں چڑاتا ہو گا بیٹی!"

عمارہ نے کہا۔ "عاتکہ کے لیے تعلیم جاری رکھنا بھی ضروری ہے۔ میرا خیال ہے

کہ اسے حامد کے گھر بھیج دیا کروں؟"

نصیر نے جواب دیا۔ "اگر وہ تھوڑا بہت وقت نکال سکیں تو یہ اس کی خوش قسمتی ہو گی لیکن یہاں ان کے کام کی نوعیت ایسی ہے کہ انھیں عام طور پر گھر سے باہر رہنا پڑے گا۔ تاہم میں آج ہی ان سے درخواست کروں گا کہ جب انھیں فرصت ملے وہ اس کو بلا لیا کریں۔ ویسے اس کو میری سفارش کی ضرورت نہیں۔ حامد بن زہرہ اسے بہت پیار کرتے ہیں۔"

اس کے بعد جب حامد بن زہرہ گاؤں میں ہوتا تھا تو اس کے لیے تھوڑا بہت وقت نکال لیتا اور جب وہ دورے پر روانہ ہوتا تو پڑھنے کے لیے کتابیں دے جاتا۔ سعید بلاناغہ اسے تیر اندازی اور تیغ زنی سکھایا کرتا تھا لیکن ان کی رفاقت کا یہ نیا دور بہت مختصر تھا۔

فرڈینینڈ کی افواج نے شمال کے زرخیز علاقے تباہ اور ویران کرنے کے بعد غرناطہ کے سامنے ڈیرے ڈال دیے تھے اس لیے جنوب کے ان قلعوں کی اہمیت بہت بڑھ گئی تھی جن کی بدولت پہاڑی علاقوں سے رسد و کمک کے راستے محفوظ تھے۔ نصیر کو کئی کئی دن گھر آنے کا موقع نہیں ملتا تھا اس لیے اس نے اپنی بیوی اور بیٹی کو اپنے پاس بلا لیا تھا۔ یہ قلعہ زیادہ بڑا نہ تھا۔ اس کے اندر صرف پانچ سو سپاہی رہ سکتے تھے لیکن محلِ وقوع کے اعتبار سے اس قدر محفوظ تھا کہ حملہ آوروں کو اس کے قریب پہنچنے کے لیے کئی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

یہ قلعہ ایک بلند ٹیلے پر واقع تھا۔ شمال کی جانب کوئی دو سو گز نیچے ایک نالہ تھا۔ جنوب سے غرناطہ کی طرف جانے والی سڑک قلعے کے دروازے سے سو قدم کے فاصلے پر بائیں طرف مڑتی تھی اور شمال مشرق کونے سے اس قدر قریب آجاتی تھی کہ فصیل کے برج سے گرنے والے پتھر بھی تیروں سے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتے تھے۔ پھر یہ سڑک

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

پہاڑی کے کنارے کنارے بل کھاتی ہوئی نالے کے پل تک جا پہنچتی تھی۔ قلعے سے لے کر نالے کے پُل تک اس کی ڈھلوان اتنی خطرناک تھی کہ غرناطہ کی طرف سامان لے جانے والی بیل گاڑیوں کو سہارا دینے اور خالی واپس آنے والی گاڑیوں کو دھکیلنے کے لیے چند آدمی ہر وقت قلعے اور پُل کے قریب موجود رہتے تھے۔ پُل کی حفاظت کے لیے نالے کے پار بھی سپاہیوں کا ایک دستہ متعین تھا۔

قلعے کی مغربی سمت بھی کوئی ڈیڑھ میل دور ایک گہرا کھڈ اس قلعے کے لیے خندق کا کام دیتا تھا۔ جنوب کی طرف قلعے کا عقب ان وادیوں اور پہاڑیوں کی بدولت محفوظ تھا جہاں جنگجو قبائل کی بستیاں ناقابلِ تسخیر قلعوں کا کام دیتی تھیں۔ جن قابلِ گزر مقامات سے کسی اچانک حملے کا خطرہ ہو سکتا تھا وہاں فوج کی باقاعدہ چوکیاں موجود تھیں۔

قلعے کے جنوب مغربی کونے میں ایک دو منزلہ مکان کا بالائی حصّہ اس کے باپ کی رہائش کے لیے مخصوص تھا۔ نچلے حصّے میں دو اور افسروں کے بال بچّے رہتے تھے۔ اس کے لیے قلعے کا ماحول اپنے گاؤں کے ماحول سے مختلف تھا۔ گاؤں میں اسے کچھ عرصہ سے آزادانہ گھوڑا بھگاتے ہوئے جھجک محسوس ہوتی تھی اس لیے وہ صُبح کے جھٹ پٹے میں سیر کے لیے نکلا کرتی تھی۔ لیکن یہاں اسے پوری آزادی تھی۔ وہ ہر روز کئی کئی کوس سواری کیا کرتی تھی اور اسے قرب وجوار کی گھاٹیاں اور پگڈنڈیاں اپنے ہاتھ کی لکیروں کی طرح یاد ہو گئی تھیں۔

قلعے کی طرح باہر کی چوکیوں کے محافظ بھی اسے دُور سے دیکھ کر پہچان لیتے تھے۔ شروع شروع میں جب وہ قلعے سے باہر نکلتی تھی تو ایک نوکر اس کے ساتھ ہوتا تھا لیکن چند دنوں بعد اسے محافظ کی ضرورت نہ تھی۔ وہ بھاگتے ہوئے گھوڑے سے تیر چلانے کی مشق کیا کرتی تھی۔ سپاہی اسے دیکھتے اور ان کے مرجھائے ہوئے چہروں پر تازگی آجاتی اپنے سالار کی بیٹی کے عزم اور حوصلے کا ان پر اتنا گہرا اثر ہوتا تھا کہ کئی آدمی اپنے بال بچوں

کو اپنے ساتھ رکھنے پر آمادہ ہو گئے تھے لیکن قلعے کے اندر اتنی گنجائش نہ تھی اس لیے اس کے باپ کو بیشتر درخواستیں رد کرنا پڑیں

ایک افسر کی بیوی نے اس کے لیے دخترِ غرناطہ کا نام پسند کیا تھا اور چند دنوں میں یہ نام قلعے کے علاوہ آس پاس کی چوکیوں اور بستیوں میں مشہور ہو گیا تھا۔

غروب آفتاب کے قریب وہ کبھی اپنے مکان کی چھت سے اور کبھی نالے کے پار ایک ٹیلے سے جنوب کے نشیب کی طرف دیکھا کرتی تھی جہاں لہلہاتے کھیتوں اور سرسبز باغات کا سلسلہ غرناطہ تک چلا جاتا تھا۔ کبھی کبھی وہ جنوب کی سمت گھوڑا دوڑاتے ہوئے اپنے گاؤں میں جا نکلتی۔

اُس کا چچا عام طور پر حامد کے ساتھ دورے پر رہتا تھا۔ وہ اپنی چچی سے ملتی پھر منصُور کو دیکھنے کے بہانے اس کے گھر چلی جاتی اور واپسی پر حامد کے کتب خانے سے کوئی کتاب اُٹھا لاتی۔

سعید ان رضا کاروں میں شامل ہو چکا تھا جنھیں اہلِ غرناطہ کو سامان رسد پہنچانے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی اور اسے غرناطہ سے واپسی پر تھوڑی دیر کے لیے اس کو دیکھنے کا موقع مل جاتا تھا۔

غرناطہ کا محاصرہ کرنے کے بعد فرڈیننڈ نے کئی بار اس قلعے پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔

ایک رات عیسائیوں نے بڑی جمعیت کے ساتھ تین طرف سے حملہ کیا اور ان کے سواروں کے چند دستے پل کے قریب پہنچ گئے لیکن انھیں بھاری نقصان اُٹھانے کے بعد پسپا ہونا پڑا۔

قلعے کے محافظ اس کامیابی پر خوشیاں منا رہے تھے کہ مشرق کی ایک چوکی کے محافظوں کی غفلت سے فائدہ اُٹھا کر دشمن کی پیادہ فوج نے نالہ عبور کر لیا اور ایک طویل چکر کاٹنے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

کے بعد اس کے سپاہی قلعے کے قریب آ گئے۔ انھوں نے کئی بار سیڑھیوں اور کمندوں کی مدد سے فصیل پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن تیروں کی بارش میں ان کی پیش نہ گئی۔ ایک ساعت بعد آس پاس کی بستیوں کے رضاکار وہاں پہنچ گئے اور دشمن نے شدید نقصان اٹھانے کے بعد پسپائی اختیار کی مگر واپسی پر نالہ عبور کرتے ہوئے ان کی ایک تہائی فوج ہلاک ہو چکی تھی۔

اس نے پہلی بار اس لڑائی میں عملی حصّہ لیا تھا لیکن طلوعِ سحر سے قبل اس کے باپ کو بھی یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ تیر انداز جو اس سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا اور جس کی کمان سے نکلنے والے ہر تیر کے بعد نیچے سے ایک چیخ سُنائی دیتی تھی، اس کی اپنی بیٹی تھی۔

وہ مردوں کا لباس پہنے ہوئے تھی اور اُس کا چہرہ خود میں چھُپا ہوا تھا۔ نصیر اُسے شاباش دینے کے ارادے سے آگے بڑھا تو اچانک اسے خود سے باہر نکلے ہوئے خوب صورت بالوں کی ایک لٹ دکھائی دی اور اس کی نگاہیں ان نازک ہاتھوں پر مرکوز ہو کر رہ گئیں جو پھولوں سے کھیلنے کے لیے بنائے گئے تھے۔

اس کے باپ کی پیشانی پر شکن آ گئی اور اس نے کچھ کہے بغیر مُنہ پھیر لیا۔

وہ قدرے تذبذب کی حالت میں کھڑی رہی پھر اس نے قدرے سہمی ہوئی آواز میں کہا: ”ابّا جان! آپ خفا ہو گئے؟“

اُس کے باپ نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔

ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر کہا۔ ”جناب! یہ نوجوان انعام کا مستحق ہے۔ میں اس کے قریب کھڑا تھا اور مجھے یقین ہے کہ رات کے اندھیرے کے باوجود اس کا کوئی تیر خالی نہیں گیا۔“

اس کے باپ نے پیار سے اس کے خود پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ ”یہ نوجوان میری بیٹی ہے اور اسے غرناطہ کی آزادی سے زیادہ کسی اور انعام کی خواہش نہیں۔“

اور اب ماضی کے یہ لمحات اس کے لیے سرمایۂ حیات بن چکے تھے۔ پھر وہ دن بھی آ گئے جب غرناطہ کے گرد دشمن کا گھیرا تنگ ہوتا جا رہا تھا اور وہ اپنے اولوالعزم باپ کے چہرے پر پریشانی اور تھکاوٹ دیکھا کرتی تھی۔

قلعے کے آس پاس دفاعی چوکیوں پر دشمن کے حملے شدّت اختیار کر رہے تھے۔ باہر سے کئی زخمی قلعے کے اندر آ چکے تھے اور ان کی جگہ قلعے کے نئے محافظ چوکیوں پر بھیجے جا چکے تھے۔ اس کے باپ نے سپاہیوں کی کمی پوری کرنے کے لیے آس پاس کے علاقوں سے رضاکار بھرتی کرنے شروع کر دیے تھے اور اس کے ساتھ ہی غرناطہ سے کُمک کا مطالبہ بھی کیا تھا۔

دو دن بعد وہاں سے بیس پیادہ سپاہی اور آٹھ سوار پہنچ گئے۔ ان کا سالار عتبہ کے نام سے متعارف ہُوا تھا۔ اس کی آنکھیں بھوری اور داڑھی کے بال سُرخ تھے۔ عاتکہ کو اپنے باپ کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ مالقہ کی جنگ میں قید ہوا تھا اور نصرانی اسے اشبیلیہ لے گئے تھے۔ دو ہفتے قبل یہ پانچ اور قیدیوں کے ساتھ فرار ہو کر غرناطہ پہنچا تھا۔ فوج کے مستقر سے معلوم ہوا تھا کہ وہ ایک ذہین افسر ہے اور اس کے ساتھیوں میں ایک نوجوان بہت اچھا توپچی ہے۔

دو ہفتے بعد عتبہ اپنی مستعدی اور فرض شناسی کے باعث اس کے باپ کا اعتماد حاصل کر چکا تھا اور اسے پچاس سپاہیوں کی کمان مل چکی تھی۔ قلعے میں اس کے متعلق مشہور تھا کہ وہ صرف حکم سُننا اور حکم دینا جانتا ہے اور اس کے چہرے پر کبھی مسکراہٹ نہیں آتی۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

ایک دن وہ ایک زخمی کی مرہم پٹّی میں مصروف تھی۔ اچانک اسے محسوس ہُوا کہ کوئی دروازے میں کھڑا ہے۔ اس نے مُڑ کر دیکھا تو عتبہ تھا۔ اسے متوجہ پا کر وہ مُنہ پھیر کر ایک طرف ہٹ گیا۔

ایک دن وہ گھوڑے پر سوار ہو کر قلعے سے باہر نکلی اور مشرق کی طرف نکل گئی۔ قلعے سے تین میل دُور ایک تنگ گھاٹی کے موڑ پر اسے عتبہ ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار دکھا دیا۔ اُس نے اسے راستہ دینے کے لیے اپنا گھوڑا ایک طرف ہٹا لیا لیکن عتبہ نے اُس کے قریب پہنچ کر اچانک گھوڑے کی باگ کھینچ لی۔ اس کی طرف ایک نظر دیکھا اور پھر آنکھیں جھکاتے ہوئے کہا "معاف کیجیے! آپ کو تنہا اس علاقے میں نہیں آنا چاہیے۔ کل ہی ہمیں یہاں کی چوکی سے تھوڑی دُور دشمن کی نقل و حرکت کی اطلاع ملی تھی۔ عام حالات میں بھی اگر قلعے کے محافظ کی صاحب زادی باہر نکلے تو اس کی حفاظت کا تسلّی بخش انتظام ہونا چاہیے۔ آپ اسے گستاخی نہ سمجھیے۔ آپ کو خطرے سے آگاہ کرنا میرا فرض ہے۔ جنوب کی سڑک نسبتاً محفوظ ہے لیکن اس طرف جاتے ہوئے بھی آپ کے ساتھ کوئی محافظ ضرور ہونا چاہیے۔"

اس نے جواب دیا "آپ میری فکر نہ کریں، میرا زیادہ دور جانے کا ارادہ نہیں تھا اور جو مشورہ آپ مجھے دے رہے ہیں اس پر آپ کو خود بھی عمل کرنا چاہیے۔"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا؟"

"میرا مطلب ہے کہ فوج کے ایک عہدیدار کو بھی اپنی حفاظت کا خیال رکھنا چاہیے۔"

عتبہ نے کہا "آپ مجھے کبھی غافل نہیں پائیں گی۔ اس وقت بھی چار آدمی میرے ساتھ ہیں۔ دو تیر انداز نیچے کھڈ میں موجود ہیں اور دو اوپر ٹیلے پر سے اس راستے کی حفاظت کر رہے ہیں۔ باقی آس پاس کے علاقے میں دشمن کو تلاش کر رہے ہیں لیکن اگر میں پکڑا جاؤں تو بھی نصرانیوں کی قید میرے لیے نئی بات نہیں ہو گی مگر آپ کو شاید معلوم نہیں

وہ عورتوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ آپ ایک، بہادر باپ کی بیٹی ہیں اور میں آپ کے متعلق بہت کچھ سُن چکا ہوں لیکن آپ بُرا نہ مانیں تو میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ موجودہ حالات میں آپ کو قلعے میں بھی نہیں رہنا چاہیے۔ آپ کا گاؤں زیادہ محفوظ ہے۔ اگر اجازت دیں تو میں آپ کے والد سے یہ التجا کروں کہ آپ کو فی الفور وہاں بھیج دیں؟"

"نہیں! نہیں!! انھیں پریشان کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں محتاط رہنے کا وعدہ کرتی ہُوں!"

"مجھے اس بات کی اجازت ہے کہ میں آپ کے ساتھ رہوں؟"

عتبہ اب پوری ڈھٹائی کے ساتھ اس کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن اس کا چہرہ غُصّے سے تمتما اٹھا اور اس نے گھوڑے کی باگ موڑتے ہوئے کہا تھا "نہیں! آپ اپنا کام کریں" اور پھر آن کی آن میں اُس کا گھوڑا ہوا سے باتیں کر رہا تھا۔

اس کے بعد اس نے اسے دوبارہ ہمکلام ہونے کا موقع نہ دیا۔ وہ سواری کے لیے کہیں دُور جانے کی بجائے قلعے کے آس پاس گھوم گھام کر واپس آجاتی۔ تاہم جب بھی وہ اپنی قیام گاہ سے باہر نکلتی اُسے محسوس ہوتا کہ سُرخ بالوں اور بھوری آنکھوں والا یہ آدمی قلعے کے کسی نہ کسی گوشے سے اسے گھور رہا ہے۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

حملہ اور غداری

اور پھر وہ اُن لمحات کا تصوّر کر رہی تھی جب قلعے کے اندر اُس کی امیدوں اور سپنوں کی دُنیا یکایک بھیانک تاریکیوں میں گم ہو کر رہ گئی تھی۔ ایک رات وہ گہری نیند سو رہی تھی کہ ایک خوفناک دھماکے سے مکان کی دیواریں لرز اُٹھیں۔ کمرے میں تاریکی تھی۔ وہ کچھ دیر خوف اور اضطراب کی حالت میں بستر پر پڑی رہی۔ پھر اُسے آدمیوں کی چیخ پکار سُنائی دینے لگی، تو اُٹھ کر بیٹھ گئی اور اپنی ماں کو آوازیں دینے لگی۔

برابر کے کمرے کا دروازہ کُھلا اور عمارہ نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔ "میں یہیں ہوں۔"

"امّی جان! کیا ہوا۔ ابّا جان کہاں ہیں؟"

"مجھے کچھ معلوم نہیں۔ وہ ابھی نیچے گئے ہیں۔ شاید دُشمن نے حملہ کر دیا ہے۔" "لیکن میں نے ایک خوف ناک دھماکا سُنا تھا۔ میرا خیال تھا کہ شاید زلزلہ آگیا ہے۔"

وہ بستر سے کُود کر ساتھ والی دیوار کی کھونٹیوں سے اپنی وردی اور اسلحہ تلاش کرنے لگی۔

عمارہ تاریکی میں ہاتھ پھیلائے آگے بڑھی اور اس نے اُس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا:

"بیٹی! تم کیا کر رہی ہو۔ تمھارے ابّا جان کا حکم ہے تمھیں مکان سے باہر نہیں نکلنا چاہیے۔ وہ زینے کا دروازہ باہر سے بند کر گئے ہیں۔ کہتے تھے میں ابھی واپس آتا ہوں۔"

"امّی جان! میں ابّا جان کی حکم عدولی نہیں کروں گی لیکن اُن کے واپس آنے سے پہلے ہمیں لباس تبدیل کر لینا چاہیے۔"

عمارہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اُس کا دل بے طرح دھڑک رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنا لباس تبدیل کرنے کے بعد ہتھیار لگا رہی تھی کہ ایک عمر رسیدہ نوکر ہاتھ میں مشعل اُٹھائے چار عورتوں اور سات بچّوں کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔

"ابّا جان کہاں ہیں؟" اس نے سوال کیا۔

"وہ نیچے ہیں اور اُن کا حکم ہے کہ آپ دروازہ بند رکھیں۔"

وہ کمان اُٹھا کر دروازے کی طرف بڑھی لیکن بوڑھے سپاہی نے لپک کر اُس کا بازو پکڑ لیا۔ "بیٹی! تم باہر نہیں جا سکتیں۔ دشمن مغربی دیوار کے شگاف سے قلعے کے اندر داخل ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔ ہم نے اُسے پیچھے ہٹا دیا ہے لیکن حالات بہت ہی تشویشناک ہیں۔"

"دشمن کا توپ خانہ یہاں کیسے پہنچ گیا؟"

"بیٹی! دیوار بارود سے اُڑا دی گئی ہے اور فصیل کے نیچے وہ سرنگ جس کے اندر بارود بھرا گیا تھا، باہر سے نہیں بلکہ کسی غدّار نے اندر سے کھودی ہے۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ تمام پہریدار سو گئے ہوں۔"

"بیٹی! فصیل کے ساتھ سپاہیوں کی کوٹھریاں ہیں اور سُرنگ ایک کوٹھری سے کھودی گئی ہے۔ فصیل کا شگاف زیادہ بڑا نہیں لیکن اُس کے ساتھ کئی کمرے پیوندِ زمین ہو گئے۔"

"میں نیچے نہیں جاؤں گی لیکن میں فصیل سے تیر چلا سکتی ہوں۔" اس نے اپنا بازو چھڑانے کی کوشش کی لیکن عمارہ اُس سے لپٹ گئی۔ "بیٹی! خدا کے لیے ان کا کہا مانو!"

سپاہی نے کہا۔ "جب فصیل کا شگاف بند ہو جائے گا تو میں تمھیں نہیں روکوں گا۔ لیکن موجودہ حالات میں تمھیں اپنے باپ کی حکم عدولی نہیں کرنی چاہیے۔"

اُس نے بددل ہو کر کہا۔ "بہت اچھا میں فصیل پر نہیں جاؤں گی لیکن مکان کی چھت تو محفوظ ہے۔ کم از کم مجھے وہاں تو جانے دو!"

"بیٹی! دشمن اس طرف نہیں دُوسری طرف ہے اور دیکھو تم مجھے جہاد میں حصّہ لینے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

روک رہی ہو۔" سپاہی نے یہ کہہ کر مشعل دیوار کے ساتھ لگا دی اور باہر نکل کر دروازے کو کنڈی لگا دی۔

تھوڑی دیر بعد قلعے کی مغربی جانب آدمیوں کا شور کم ہونے لگا، تو وہ اپنے دل کو یہ تسلی دے رہی تھی کہ شاید دشمن پسپا ہو رہا ہے، لیکن پھر یکایک قلعہ کی مشرقی جانب سے شور اٹھا اور اُس کا دل بیٹھنے لگا۔ اب اُسے لڑنے والوں کی چیخ پکار کے ساتھ تلواروں کی جھنکار بھی سنائی دے رہی تھی۔ کمرے میں عورتیں اور بچے سہمی ہوئی نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

اُس کے دل میں اچانک ایک خیال آیا اور وہ بھاگتی ہوئی عقب کے کمرے میں چلی گئی کمرے کے اندر گھر کا فالتو ساز و سامان اور لکڑی کے دو صندوق پڑے ہوئے تھے۔ اُس نے صندوق پر کھڑی ہو کر پچھلی دیوار کا دریچہ کھولا اور باہر جھانکنے لگی لیکن نیچے اُسے دشمن کے کوئی آثار نظر نہ آئے۔

"بیٹی! تم کیا کر رہی ہو؟" عمارہ نے اُس کے قریب آکر کہا۔

"کچھ نہیں امی جان! میں باہر دیکھ رہی تھی لیکن اس طرف کوئی نہیں۔"

اس نے جلدی سے دریچہ بند کر دیا اور اپنی ماں کے ساتھ دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ پھر سیڑھی کی طرف آدمیوں کی آوازوں کے ساتھ تھوڑی دیر بعد قدموں کی آہٹ سنائی دینے لگی اور وہ دم بخود ہو کر برابر کے کمرے کی طرف دیکھنے لگی۔ زینے اور ملاقات کے کمرے کے دروازے کھلے اور اس کے باپ کی آواز سنائی دی:

"خدا کے لیے وقت ضائع نہ کرو۔ اب دشمن کو اس مکان تک پہنچنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ تم میں سے دو آدمی زینے کی حفاظت کریں اور باقی چھت پر پہنچ کر جنوبی فصیل کے محافظوں کو آوازیں دیتے رہیں۔ اگر انھوں نے ہمت سے کام لیا تو ہو سکتا ہے کہ دشمن رات کے وقت مزید نقصانات کا خطرہ مول لینے کی بجائے صبح کا انتظار کرے۔ تم انھیں باہر نکال

کر تمام دروازے بند کر دو۔!"

وہ مشعل اُٹھا کر برابر کے کمرے کی طرف دیکھنے لگی۔

چند ثانیے بعد نصیر ملاقات کے کمرے سے نمودار ہوا۔ اُسے دیکھتے ہی عمارہ جس نے اپنے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے اپنی بیٹی کا ایک بازو تھام رکھا تھا، چیخ مار کر فرش پر گر پڑی۔ عاتکہ سکتے کے عالم میں اپنے باپ کا لہولہان چہرہ دیکھ رہی تھی —— نصیر نے آگے بڑھ کر عمارہ کو اپنے بازوؤں میں اُٹھا لیا اور اُسے بستر پر لٹانے کے بعد نڈھال سا ہو کر ایک کرسی پر گر پڑا۔ اس کی نگاہیں عمارہ کے چہرے پر مرکوز تھیں اور وہ کہہ رہا تھا: "عمارہ! عمارہ! میں زندہ ہوں، میں بالکل ٹھیک ہوں۔" ایک عورت چلائی: "تم کیا دیکھ رہی ہو۔ ان کا خون بہہ رہا ہے!" اور پھر وہ آگے بڑھ کر اپنی چادر سے اُس کا خون پونچھنے لگی۔

عاتکہ اپنے حواس پر قابو پاتے ہی بھاگ کر دوسرے کمرے میں گئی اور مرہم پٹی کے سامان کا تھیلا اُٹھا لائی۔ وہ ایک عورت کے ہاتھ میں مشعل دے کر تھیلا کھول رہی تھی کہ اس کا عمر رسیدہ نوکر عبداللہ کمرے میں داخل ہوا اور اُس نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا: "آپ بچوں کو پچھلے کمرے میں لے جائیں اور انھیں خاموش رکھیں!"

ایک عورت نے کہا: "خدا کے لیے طبیب کو جلد بلاؤ۔ ان کا زخم بہت گہرا ہے۔"

"اس وقت طبیب کو تلاش کرنا ممکن نہیں۔ عاتکہ بیٹی! اب یہ کام تمھیں کرنا پڑے گا۔"

اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اپنے باپ کے سر کے زخم کی مرہم پٹی کی۔ پھر اس کے باپ نے اپنی قمیص پھاڑ کر پسلی میں ایک اور زخم دکھاتے ہوئے کہا: "بیٹی! جلدی کرو۔ میرے ساتھی میرا انتظار کر رہے ہیں!"

تھوڑی دیر بعد وہ دوسرے زخم کی مرہم پٹی سے بھی فارغ ہو چکی تھی اور اس کا باپ دوبارہ اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہو چکا تھا: "عمارہ! عمارہ!"

عمارہ نے آنکھیں کھول دیں اور کچھ دیر اپنے شوہر کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتی

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

رہی۔ اُس کے ہونٹ تو ہل رہے تھے لیکن حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ نصیر نے اپنا ہاتھ اُس کے سر پر رکھتے ہوئے مسکرانے کی کوشش کی اور اس کے ساتھ ہی اُس کی آنکھیں آنسوؤں سے نمناک ہو گئیں۔ عمّارہ نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔ اور سِسکیاں لیتے ہوئے کہا۔ "آپ کے زخم؟"

اُس نے جواب دیا "میرے زخم بہت معمولی ہیں تم یونہی ڈر گئی تھیں۔" عمارہ اُٹھ کر بیٹھ گئی۔

"ابّا جان اب کیا ہو گا؟" عاتکہ نے بڑی مشکل سے کہا۔

نصیر نے مڑ کر اُس کی طرف دیکھا اور اپنے ہاتھ پھیلا دیے۔ اُس نے فرش پر گھٹنے ٹیک کر اپنا سر باپ کی گود میں رکھ دیا۔ وہ بڑی مشکل سے اپنی سِسکیاں ضبط کر رہی تھی۔ اور اس کا باپ جیسے اپنے آپ سے کہہ رہا تھا۔ "میری عاتکہ! میری بہادر بیٹی! اب تمھیں زیادہ ہمت سے کام لینا پڑے گا۔ ہم باہر کے دشمن کے دانت توکھٹّے کر سکتے ہیں لیکن اپنے گھروں میں چُھپے ہوئے غدّاروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہم نے انھیں بھگا دیا تھا۔ میرے ساتھیوں نے فصیل کا شگاف اپنی لاشوں سے بھر دیا تھا۔ لیکن غدّاروں کو دروازہ کھولنے کا موقع مِل گیا۔ میں ہمیشہ اس کے متعلق اپنے دل میں خلش محسوس کیا کرتا تھا۔"

"ابّا جان! آپ کو اُس سُرخ بالوں والے آدمی پر تو شک نہیں؟"

"مجھے شک نہیں یقین ہے کہ وہ دشمن کا جاسوس ہے۔ جس جگہ سے فصیل کو اڑایا گیا ہے وہاں اُس کے ساتھیوں کی کوٹھریاں ہیں۔ دھماکے سے کچھ دیر قبل پہریداروں نے دو آدمیوں کو کوٹھری سے نِکل کر دروازے کی طرف جاتے دیکھا تھا۔ یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ آج عتبہ دروازے کی حفاظت پر متعین تھا۔ وہاں چند وفادار سپاہی بھی موجود تھے اور اُن کی موجودگی میں دروازہ کھولنا ممکن نہ تھا لیکن جب فصیل میں شگاف پڑ گیا تو اُن میں سے اکثر دشمن کی یلغار روکنے کے لیے جا چکے تھے۔"

وہ پہلی بار محسوس کر رہی تھی کہ اس کی حیثیت ایک بے بس لڑکی سے زیادہ نہیں۔ اُس نے سر اُٹھا کر اپنے باپ کی طرف دیکھا اور کہا۔ "اب کیا ہو گا ابّا جان؟"

"بیٹی! اب میں کچھ نہیں کہہ سکتا ——— ہو سکتا ہے کہ دشمن ہمارے خون سے پیاس بجھانے کے لیے صبح کی روشنی کا انتظار کرے اور باہر سے لوگ ہماری مدد کو پہنچ جائیں۔ لیکن اگر انھوں نے لڑائی جاری رکھی تو انھیں یہاں پہنچنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ میرا اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہنا ضروری ہے لیکن باہر نکلنے سے پہلے میں تم سے ایک وعدہ لینا چاہتا ہوں۔ کیا میں یہ امید کر سکتا ہوں کہ تم ایک سعادت مند بیٹی ہونے کا ثبوت دو گی؟"

"ابّا جان! میں نے آپ کا اعتماد کبھی مجروح نہیں کیا۔ لیکن آپ اس حالت میں باہر نہیں جا سکتے۔"

"میں چھت پر جا کر باہر کے حالات دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر خدانخواستہ دشمن نے مکان پر حملہ کر دیا تو میں فوراً واپس آ جاؤں گا۔ لیکن تمھارا اپنی ماں کے ساتھ رہنا ضروری ہے۔ اور تمھارے لیے عقب کا کمرہ زیادہ محفوظ رہے گا۔ عبداللہ تمھارے ساتھ رہے گا۔ بچّے تاریکی میں خوف محسوس کریں گے اس لیے دوسری مشعل جلا کر وہاں لے جاؤ لیکن دریچہ بند رکھو تاکہ باہر روشنی نہ جا سکے۔"

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن اس کے باپ نے جلدی سے ٹوک دیا۔ "بیٹی! اب باتوں کا وقت نہیں۔ عبداللہ! تم کیا دیکھ رہے ہو؟ جلدی کرو! بچّوں کے لیے پانی اور کھانے کا سامان بھی اندر رکھ دو۔ عمّارہ کو آرام کی ضرورت ہے اس لیے ان کا بستر اٹھا کر وہاں بچھا دو!"

"نہیں مجھے بستر کی ضرورت نہیں۔" عمّارہ نے ڈوبتی ہوئی آواز میں کہا۔

تھوڑی دیر بعد بچّے اور عورتیں عقب کے کمرے میں جا چکی تھیں لیکن ۔ رہ اور وہ

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

ابھی تک تذبذب کے عالم میں نصیر کے سامنے کھڑی تھیں۔ نصیر نے پانی مانگا اور چند گھونٹ پینے کے بعد اچانک کھڑا ہو گیا۔ "اب تم وقت ضائع نہ کرو!"

وفا شعار بیوی نے شوہر کی طرف دیکھا اور بیٹی کا ہاتھ پکڑ کر ڈگمگاتی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

اُس کا باپ اپنے وفادار ساتھی عبداللہ کی طرف متوجہ ہُوا۔ "اب تم بھی جاؤ اور دروازہ بند کر لو!" نوکر نے اندر جا کر دروازے کی کُنڈی چڑھالی تو نصیر نے آگے بڑھ کر باہر کی کنڈی لگا دی۔

وہ دہشت زدہ ہو کر چلائی۔ "ابّا جان! آپ نے وعدہ کیا تھا کہ چھت سے ہو کر واپس آجائیں گے۔"

"بیٹی!" اُس نے گھٹی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ "میں اپنا وعدہ پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔ اب میری بات غور سے سنو! عبداللہ تمھیں بتا دے گا کہ میں نے دروازہ کیوں بند کیا ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر مجھے دیر ہو جائے تو تم اُس کی ہدایات پر عمل کرنا۔ عبداللہ! وہ سامان صندوق کے پیچھے پڑا ہُوا ہے۔"

"ابّا جان! ابّا جان! ابّا جان!" اُس نے آوازیں دیں لیکن اس کے باپ نے کوئی جواب نہ دیا اور پھر چند ثانیے بعد وہ اُس کے قدموں کی چاپ سُن رہی تھی۔

⸻ ○ ⸻

عبداللہ نے کہا۔ "بیٹی! زور سے آواز نہ دو۔"

اس نے اپنی ماں کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ "امی جان! مجھے معلوم ہے کہ اس صندوق کے پیچھے کیا ہے۔ ابّا جان ہمیں قلعے سے باہر نکالنا چاہتے ہیں اور وہ ہمارے ساتھ نہیں جائیں گے۔ انھیں یقین تھا کہ ہم مرتے دم تک ان کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ اس لیے انھوں نے دروازہ بند کر دیا ہے۔"

عبداللہ نے صندوق کے پیچھے سے رسّی کی سیڑھی نکالتے ہُوئے کہا۔ "بیٹی! جب ہم یہاں آئے تھے تو یہ سیڑھی اس کمرے میں موجود تھی۔ شاید! اس قلعہ کے سابق محافظ کو یہ خیال آیا ہو کہ اس کے بال بچّوں کو کسی دن اس کی ضرورت بھی پیش آسکتی ہے۔ لیکن تمھارے ابّا جان ایسی بات سوچنے کے لیے بھی تیار نہ تھے۔ اگر آج اُن کے سامنے صرف تمھاری زندگی اور موت کا مسئلہ ہوتا تو وہ اس قدر پریشان نہ ہوتے لیکن تم جانتی ہو کہ قیدی عورتوں کے ساتھ نصرانی کیا سلوک کرتے ہیں۔ اس قلعے کے محافظ تمھیں "غرناطہ کی بیٹی" کے نام سے پکارتے ہیں۔ آج تمھاری زندگی کا سب سے بڑا امتحان ہے۔ اگر تم نے ہمّت سے کام لیا تو ممکن ہے کہ یہ خواتین اور بچّے دشمن کے وحشیانہ مظالم سے بچ جائیں۔ اب جب بی دیوار کے محافظ الاؤ جلا چکے ہوں گے۔ مجھے یقین ہے کہ باہر سے آگ کی روشنی دیکھنے والوں کو یہاں کی صورت حال کا اندازہ ہو جائے گا اور انھیں یہاں پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی لیکن اگر دشمن نے ان کی آمد سے پہلے ہی ہماری رہی سہی قوتِ مدافعت کچل ڈالی اور اس مکان پر حملہ کر دیا تو ہماری آخری کوشش یہی ہو گی کہ تمھیں، تمھاری والدہ، ان خواتین اور بچّوں کو قلعے سے باہر نکال دیا جائے۔ رات کے وقت تمھارے لیے جنوب کا علاقہ محفوظ رہے گا اور ہمارے گاؤں تک راستے کی ہر بستی کے لوگ تمھاری اعانت اپنا فرض سمجھیں گے۔ اب تمھیں باہر نکلنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

جب میں سیڑھی لٹکانے کے لیے دریچہ کھولوں گا تو مشعل بُجھا دی جائے گی۔ آپ میں سے جو پہلے نیچے اُتریں وہ اِدھر اُدھر بھاگنے کی بجائے فصیل کے قریب اپنے دوسرے ساتھیوں کا انتظار کریں۔ اور پھر کھڑکی کی طرف اُتر جائیں۔"

⸻ (۱) ⸻

تھوڑی دیر بعد عبداللہ سیڑھی چھت کے نیچے دیوار میں آہنی کھونٹیوں کے ساتھ باندھ چکا تھا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

قلعے میں لڑنے والوں کی چیخ پکار مکان کے قریب سُنائی دے رہی تھی۔ عورتیں اور بچے دم بخود ایک دُوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ عاتکہ دروازے سے مُنہ لگائے ایک چھوٹی سی دراڑ سے برابر کے کمرے میں جھانک رہی تھی۔ اچانک وہ پیچھے ہٹی اور چوکھٹ سے اُوپر محراب کی طرف دیکھنے لگی۔ پھر اُس نے بڑا صندوق دھکیل کر دروازے کے ساتھ لگا دیا اور ایک چھوٹا صندوق اٹھا کر اُس کے اُوپر رکھنے کی کوشش کی لیکن صندوق بھاری تھا۔ اُسے کامیابی نہ ہُوئی۔ عبداللہ نے کہا۔ "بیٹی! تم کیا کر رہی ہو؟"

"کچھ نہیں، تم میری مدد کرو! میں محراب کی جالی سے ساتھ والا کمرہ دیکھنا چاہتی ہوں۔ جلدی کرو۔ مکان پر حملہ ہو چکا ہے۔ شاید وہ نیچے کے دروازے توڑ رہے ہیں۔"

عبداللہ ابھی تذبذب کے عالم میں کھڑا تھا کہ دو عورتوں نے اس کی مدد کی اور چھوٹا صندوق اُٹھا کر بڑے صندوق پر رکھ دیا۔

عاتکہ جلدی سے اُوپر کے صندوق پر کھڑی ہو کر لکڑی کی جالی سے جھانکنے لگی۔ جالی کے سوراخ اتنے تنگ تھے کہ وہ صرف دُوسرے کمرے کا نصف حصّہ دیکھ سکتی تھی۔ اُس نے اپنا خنجر نکالا اور پے درپے ضربوں سے بوسیدہ لکڑی کا کچھ حصّہ توڑ ڈالا۔

عبداللہ بدستور چلّا رہا تھا۔ "تم کیا کر رہی ہو؟ ہوش سے کام لو!" اور اب اس کی ماں اور دُوسری عورتیں بھی بوڑھے نوکر کے احتجاج میں شریک ہو چکی تھیں۔ اس نے کوئی آدھ بالشت چوڑا سوراخ کرنے کے بعد اپنا خنجر نیام میں ڈالتے ہُوئے مُڑ کر دیکھا اور کہا:

"آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں؟ آپ کو معلوم ہے کہ اگر میں ساری جالی توڑ ڈالوں تو بھی یہ محراب اتنی تنگ ہے کہ یہاں سے ایک تین سال کا بچّہ بھی باہر نہیں نکل سکتا۔ میں صرف یہ چاہتی تھی کہ جب ابّا جان آئیں تو میں انھیں اچھی طرح دیکھ سکوں۔"

عمارہ نے ڈوبتی ہُوئی آواز میں کہا۔ "وہ ابھی تک کیوں نہیں آئے۔ انھیں بہت دیر ہو گئی ہے۔"

کمرے میں تھوڑی دیر کے لیے خاموشی طاری ہو گئی۔ پھر زینے کی طرف بھاگتے ہُوئے انسانوں کا شور سنائی دینے لگا اور عبداللہ چلّایا۔ "وہ زینے کا بڑا دروازہ توڑ رہے ہیں اب تم تیار ہو جاؤ۔ عاتکہ! سب سے پہلے تمھاری باری ہے۔"

اُس نے جلدی سے نیچے اُتر کر اپنی کمان اُٹھاتے ہُوئے کہا۔ "نہیں سب سے پہلے ان کم سن بچوں کی مائیں جائیں گی۔ اس کے بعد ہم بچّوں کو اُتاریں گے۔ پھر امّی جان اور ان کے بعد میری باری آئے گی۔"

ساتھ والے کمروں میں بھاگتے ہُوئے قدموں اور اس کے ساتھ ہی یکے بعد دیگرے تین دروازوں کے کُھلنے اور بند ہونے کا شور سُنائی دیا۔ وہ جلدی سے صندوق پر کھڑی ہو کر سوراخ سے جھانکنے لگی۔

اس کا باپ چھ سات آدمیوں کے ساتھ برابر کے کمرے میں داخل ہُوا اور اُس نے آگے بڑھ کر دروازے کی کنڈی کھولتے ہُوئے کہا۔ "عبداللہ! جلدی کرو، اب تمھارے پاس زیادہ وقت نہیں۔" وہ نیچے کُود پڑی اور عبداللہ نے صندوق ذرا پیچھے دھکیل کر دروازہ کھول دیا۔ نصیر کے ساتھ تین اور آدمی اپنی بیویوں اور بچّوں کو الوداع کہنے کے لیے کمرے میں داخل ہُوئے اور اُس نے ایک عورت کی طرف متوجّہ ہو کر کہا۔ "بہن! ہم آپ کے شوہر کو تلاش نہیں کر سکے۔ اب آپ جلدی کریں۔ دشمن کو یہاں پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی۔" عبداللہ نے مشعل ساتھ والے کمرے میں ایک آدمی کے سپرد کی پھر دروازہ بند کرنے کے بعد بھاگ کر دریچہ کھولا اور سیڑھی نیچے پھینک دی۔

اس کے باپ نے کہا۔ "عبداللہ! ایک بچّہ اُٹھا کر نیچے اُتر جاؤ۔" عبداللہ نے ایک ثانیہ کے لیے ڈبڈبائی ہُوئی آنکھوں سے اُس کی طرف دیکھا اور بچّے کو اُٹھاتے ہُوئے کہا۔ "آپ عاتکہ سے کہیں کہ وہ نیچے اُترنے میں دیر نہ کرے۔"

اُس نے اپنے باپ کے کاندھے پر اپنا سر رکھ دیا اور سراپا التجا بن کر کہا۔ "ابّا جان!

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گی۔ میں تو صرف اتنا چاہتی ہوں کہ میری باری سب سے آخر میں آئے۔ آپ کی بیٹی کو جان بچانے میں پہل نہیں کرنی چاہیے۔"

"بیٹی! تمھیں یہ کیسے خیال آیا کہ میں تمھاری زندگی کو دوسروں کی زندگی پر ترجیح دوںگا۔ مجھے یقین ہے کہ ہم کافی دیر دشمن کو روک سکیں گے اور تم سب کو اطمینان سے نیچے اترنے کا موقع مل جائے گا۔ اگر ہمیں باہر سے کوئی مدد نہ ملی تو بھی دشمن تمھیں تلاش کرنے کی بجائے صبح تک قلعہ کے اندر مار دھاڑ میں مصروف رہے گا۔ تاہم تمھیں سڑک سے کافی دور رہنا چاہیے۔ ان عورتوں اور بچّوں کو اپنے گھر لے جاؤ۔ وہاں تمھارے چچا ان کے لیے مناسب انتظام کر دیں گے۔ اگر تم اپنے گاؤں کے لیے کوئی خطرہ محسوس کرو تو اپنی امّی کے ساتھ ماموں کے گھر پہنچ جاؤ۔" اس نے بڑی مشکل سے اپنی سسکیاں ضبط کرتے ہوئے کہا۔ "ابّا جان! ہم آخری دم تک آپ کا انتظار کریں گے۔"

تھوڑی دیر بعد جب عمّارہ دو کم سن لڑکوں اور اُن کی ماں کے سوا باقی عورتیں اور بچّے نیچے جا چکے تھے تو حملہ آور زینے کا دوسرا دروازہ توڑ رہے تھے۔

ایک نوجوان نے مشعل اٹھا کر ساتھ والے کمرے میں پھینک دی اور نصیر کا بازو پکڑ کر چلّایا: "دشمن ہمیں کسی کمک کے انتظار کرنے کا موقع نہیں دے گا۔ خدا کے لیے آپ بھی ان کے ساتھ نکل جائیں۔ غرناطہ کو آپ کی بہت ضرورت ہے۔"

اس کے باپ نے کوٹھری سے نکلتے ہوئے کہا: "غرناطہ کو شہیدوں کے خون کی ضرورت ہے اور میری رگوں میں ابھی تک خون کے چند قطرے باقی ہیں۔"

پھر اُس نے جلدی سے کوٹھری کے کواڑ بند کرتے ہوئے اس کو آواز دی: "عاتکہ! اندر سے کنڈی لگا لو اور جلدی سے باہر نکلنے کی کوشش کرو!"

وہ اپنے باپ کے آخری حکم کی تعمیل کر رہی تھی کہ زینے کی طرف دروازہ ٹوٹنے سے

ایک دھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اسے نصیر کی آواز سنائی دی: "ہم انھیں اگلے کمرے میں روکنے کی کوشش کریں گے!"

وہ چند ثانیے بے حس و حرکت کھڑی رہی پھر اُس نے کنڈی لگائی اور صندوق دھکیل کر دروازے کے ساتھ لگا دیے اور ان پر چڑھ کر برابر کے کمرے کی طرف دیکھنے لگی۔ جواب خالی ہو چکا تھا۔ اتنی دیر میں حملہ آور دوسرا دروازہ توڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ایک عورت دریچے کے قریب کھڑی دہائی دے رہی تھی:

"عمّارہ! عاتکہ!! جلدی آؤ۔ وہ سب اُتر گئے ہیں۔"

اُس نے کہا: "امّی جان! آپ جائیں۔ انھیں دروازہ توڑنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔"

"اور تم بیٹی؟"

"میں بھی آ رہی ہوں امّی جان خدا کے لیے آپ جلدی کریں۔"

دروازے پر کلہاڑیوں کی ضربیں اور حملہ آوروں کے نعرے سنائی دے رہے تھے۔ عمّارہ بادلِ ناخواستہ دریچے کی طرف بڑھی لیکن ایک اور دھماکے نے اس کے پاؤں روک لیے۔ اس کے ساتھ ہی اُسے لڑنے والوں کی چیخ پکار اور تلواروں کی جھنکار سنائی دینے لگی۔

عمّارہ چند ثانیے سکتے کے عالم میں کھڑی رہی اور پھر اچانک ڈوبتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئی۔

"امّی جان!" اس نے آواز دی مگر اُسے کوئی جواب نہ ملا تو وہ اطمینان محسوس کرنے لگی کہ اس کی ماں جا چکی ہے۔

اس کے دل کی پکار اب یہ تھی کہ مجھے یہاں سے نکلنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ اب میں ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ لیکن باپ کی محبت نے عقل کے تمام فیصلے رد کر

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

دیے۔ اُسے اب بھی یہ اُمید تھی کہ قدرت کا کوئی معجزہ اُس کے باپ کی جان بچا لے گا۔ باہر سے اُن کے مددگار اچانک آپہنچیں گے اور پھر شاید بھاگنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔"

اتنے میں چار آدمی یکے بعد دیگرے دُشمن کے وار روکتے ہوئے اُلٹے پاؤں ساتھ والے کمرے میں داخل ہوئے۔ آخری آدمی اُس کا باپ تھا۔ اس نے دہلیز کے قریب پہنچ کر جوابی حملہ کیا۔ حملہ آور دہلیز کے سامنے دو لاشیں چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے اور ایک نوجوان نے جلدی سے دروازہ بند کر کے کنڈی لگا دی۔

(۱)

حملہ آور اب یہ دروازہ بھی توڑ رہے تھے۔ اس کا باپ دیوار سے پیٹھ لگائے کھڑا تھا۔ اُس کا لباس خون میں تربتر تھا اور آنکھیں نقاہت سے بند ہوتی جا رہی تھیں۔ باقی تین آدمی بھی زخموں سے چُور دکھائی دے رہے تھے۔ ایک نوجوان جس کی گردن کے زخم سے خون بہہ رہا تھا اچانک فرش پر گر پڑا۔

وہ اپنے باپ کو آواز دینا چاہتی تھی لیکن اسے زبان کھولنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اُس نے کمان میں تیر چڑھا لیا اور ٹوٹتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔ کسی نے پچھلے کمرے سے عربی زبان میں کہا: "نصیر! خودکشی نہ کرو۔ تم بازی ہار چکے ہو۔ اب تمہارا کوئی مددگار یہاں نہیں آئے گا اگر ہتھیار ڈال دو تو میں اب بھی تمہاری جان بچانے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔"

نصیر چلایا: "عتبہ! تم غدار ہو، تم نے قوم کی آزادی کا سودا کیا ہے لیکن میری تلوار صرف موت ہی چھین سکتی ہے۔ تم صرف میری لاش کی قیمت وصول کر سکو گے مجھے عیسائیوں کا غلام بنانے کا معاوضہ حاصل نہیں کر سکو گے!"

اور پھر یہ دروازہ بھی ٹوٹ گیا۔ ایک دیو قامت نصرانی کلہاڑی اٹھائے آگے بڑھا اور اس کے ساتھ ہی عاتکہ کا تیر اس کی شہ رگ میں پیوست ہو گیا۔ وہ گر پڑا اور اس کے پیچھے آنے والے اِدھر اُدھر سمٹ گئے۔ لیکن آدمیوں کا ایک ریلا اپنے ساتھی کی لاش کے اوپر سے پھلانگتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کا باپ دو آدمیوں کو زخمی کرنے کے بعد پیچھے ہٹا اور اس نے عقبی کمرے کے دروازے کے ساتھ پیٹھ لگا دی۔ اس کا ایک ساتھی فرش پر گر کر دم توڑ چکا تھا اور باقی دو اس کے دائیں بائیں زخمی شیروں کی طرح لڑ رہے تھے۔ اس کے تیروں سے دو اور نصرانی زخمی ہو چکے تھے اور نصیر چلا رہا تھا: "عاتکہ! میرا کہا مانو، جلدی کرو!" تمہیں میری نافرمانی نہیں کرنی چاہیے تھی!!"

پھر اچانک یہ آواز خاموش ہو گئی۔ وہ سوراخ سے ان دشمنوں کی تلواروں اور نیزوں کو دیکھ سکتی تھی جو دروازے کے ساتھ پڑی ہوئی لاشوں سے آخری انتقام لے رہے تھے۔ عاتکہ کا دل اس ہولناک منظر سے لرز اٹھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور دل ڈوبنے لگا، قریب تھا کہ وہ بیہوش ہو جاتی مگر حالات کی نزاکت کے پیشِ نظر اس نے اپنے آپ کو بڑی مشکل سے سنبھالا۔

عتبہ حملہ آوروں کے ہجوم کو چیرتا ہوا آگے بڑھا۔ عاتکہ نے تیر چلانے کی کوشش کی لیکن وہ اچانک اس کی زد سے بچ نکلا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: "تم پاگل ہو، میں نے کہا تھا کہ تم نے ایک ایسے آدمی کو قتل کر دیا ہے جس کو گرفتار کر کے ہم بہت بڑا کام لے سکتے تھے!!!"

ایک آدمی نے آگے بڑھ کر دروازے کو دھکا دیتے ہوئے کہا۔ "اس کمرے کے اندر بھی آدمی موجود ہیں۔"

عتبہ نے کہا: "تم بیوقوف نہ بنو اس کمرے میں عورتوں اور بچوں کے سوا اور کوئی نہیں اور انہیں زندہ گرفتار کرنا ضروری ہے۔"

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

عتبہ کے ساتھیوں میں سے صرف دو آدمیوں کو عاتکہ اچھی طرح دیکھ سکتی تھی اُن کے پیچھے عتبہ کے چہرے کا بیشتر حصّہ اس کی نگاہوں سے اوجھل تھا۔

عتبہ نے قدرے توقف کے بعد کہا "مجھے معلوم ہے کہ تم اندر ہو اور تمھارے تیروں سے ایک ایسا آدمی مارا گیا ہے جس کی جان بہت قیمتی تھی۔ مجھے افسوس ہے کہ میں تمھارے باپ کی جان نہ بچا سکا لیکن میں تمھاری جان بچا سکتا ہوں۔ تمھیں یاد ہے کہ میں نے تمھیں اپنے گھر چلے جانے کا مشورہ دیا تھا۔ اب میں تمھارے علاوہ تمھاری والدہ اور باقی عورتوں اور بچّوں کو بھی پناہ دے سکتا ہوں۔ ہم یہ دروازہ آنکھ جھپکنے میں توڑ سکتے تھے لیکن میں تمھیں ایک فاتح لشکر کے ظلم اور وحشت سے بچانا چاہتا ہوں۔ ہم یہ جنگ ہار چکے ہیں اور میں تمھارے علاوہ اُندلس کی لاکھوں بیٹیوں کو ہلاکت سے بچانا چاہتا ہوں۔ تم ایک عاقبت اندیش لڑکی ہو۔ میں اندلس کے مسلمانوں کو مزید تباہی سے بچانے کے لیے تمھارے تعاون کا طلب گار ہوں۔ مجھ پر اعتماد کرو اور یہ دروازہ کھول دو۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تمھیں ایک قیدی کی حیثیت سے اس لشکر کے سامنے پیش کیا جائے۔ میں تمھیں عزّت کے ساتھ تمھارے گھر بھیجنے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ اور تمھاری وجہ سے تمھارا گاؤں بھی محفوظ رہے گا۔ خدارا میرے وعدے پر اعتبار کرو۔ ورنہ مجھے یہ دروازہ توڑنا پڑے گا۔"

گفتگو کے دوران عتبہ کا پورا چہرہ اُس کے سامنے آچکا تھا لیکن جب وہ تیر چلانے لگی تو پیچھے سے کوئی آہٹ محسوس ہوئی۔

"عاتکہ! عاتکہ! تم!" عبداللہ نے سہمی ہوئی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اُس کے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے تیر چھوٹ گیا۔ عتبہ زخم کھا کر ایک طرف ہٹا اور وہ آنکھ جھپکنے میں اُس کے دائیں ابرو کے قریب کٹی ہوئی جلد اور چھدے ہوئے کان سے زیادہ نہ دیکھ سکی۔

عتبہ چلّایا۔ "ایک طرف ہٹ جاؤ! جُھک کر آگے بڑھو اور دروازہ توڑ دو۔"

وہ جلدی سے نیچے اُتر آئی۔

"عاتکہ! عاتکہ! تم کیا کر رہی ہو؟" عبداللہ چلّا رہا تھا۔ "خُدا کے لیے ہوش سے کام لو۔ تمھاری امّی کہاں ہیں؟"

"امّی!" اس نے سراسیمہ ہو کر کہا۔ "وہ نیچے نہیں پہنچیں؟"

"نہیں۔ خُدا کے لیے بتاؤ وہ کہاں ہیں؟"

وہ اضطراب کی حالت میں آگے بڑھی لیکن دریچے کے قریب اس کے پاؤں کو ٹھوکر لگی اور ایک ثانیہ کے لیے اُس کا سانس گُھٹ کر رہ گیا۔ پھر وہ چلّائی "چچا! امّی جان یہاں ہیں۔ مجھے معلوم نہ تھا۔ میں سمجھتی تھی یہ جا چکی ہیں۔ یہ بے ہوش ہیں۔ میں جانے سے پہلے ایک بار ابّا جان کو دیکھنا چاہتی تھی لیکن وہ شہید ہو چکے ہیں۔"

عبداللہ نے جلدی سے عمّارہ کو اپنے بازوؤں میں اٹھالیا اور کہا۔ "بیٹی! تم جلدی سے نیچے اُترنے کی کوشش کرو۔ میں تمھاری امّی کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ وقت ضائع نہ کرو وہ دروازہ توڑ رہے ہیں۔"

عاتکہ نے دریچے سے نکلتے ہوئے کہا۔ "لیکن تم انھیں اُتار سکو گے؟"

"تم ان کی فکر نہ کرو۔ اب باتوں کا وقت نہیں۔"

وہ ایک ہاتھ میں کمان لیے نیچے اُترنے لگی لیکن سیڑھی کے درمیان پہنچ کر اچانک رک گئی اور دریچے کی طرف دیکھنے لگی۔ عبداللہ دریچے سے باہر آچکا تھا اور وہ تاریکی میں اُس کے انداز سے یہ اطمینان محسوس کر رہی تھی کہ وہ تنہا نہیں۔

وہ جلدی سے نیچے اُتری۔ فصیل کے آس پاس کوئی نہ تھا۔ وہ چند قدم پیچھے ہٹی اور کھڈ کے کنارے پہنچ کر عبداللہ کا انتظار کرنے لگی۔ عبداللہ عمارہ کو کندھے پر ڈالے سنبھل سنبھل کر سیڑھی پر پاؤں رکھتا ہوا نیچے آرہا تھا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

اس کا دل دھڑک رہا تھا اور وہ کمان میں تیر چڑھا کر اُوپر دیکھ رہی تھی۔ اچانک دریچے میں روشنی نمودار ہوئی اور ایک آدمی جس کے ہاتھ میں مشعل تھی اپنا سر باہر نکال کر شور مچانے لگا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی کمان سے تیر نکلا اور مشعل زمین پر آگری۔ اتنی دیر میں عبداللہ نیچے پہنچ چکا تھا۔ اُس نے کہا" عاتکہ! کھڈ میں اُتر جاؤ۔ اب وہ یقیناً ہمارا پیچھا کریں گے۔ دائیں ہاتھ مُڑو وہاں زیتون کے درخت کے پاس سے ایک راستہ نیچے اُترتا ہے۔"

وہ کچھ کہے بغیر اُس کے آگے چل پڑی اور چند منٹ بعد وہ سب ایک تنگ راستے سے نیچے اُتر رہے تھے۔ عمارہ ابھی تک بے ہوش تھی۔

عاتکہ بار بار اُس کا ہاتھ پکڑ کر نبض ٹٹولتی پھر عبداللہ سے پوچھتی کہ انہیں ابھی تک ہوش کیوں نہیں آیا اور وہ اُسے تسلی دینے کی کوشش کرتا اور کہتا: "بیٹی! حوصلے سے کام لو۔ انشاءاللہ یہ ٹھیک ہو جائیں گی۔"

قریباً نصف میل چلنے کے بعد عبداللہ نے عمارہ کو زمین پر لٹاتے ہوئے کہا، "ہمارے ساتھی کہیں آس پاس ہی ہوں گے۔ تم یہاں ٹھہرو، میں انہیں تلاش کرتا ہوں۔"

ایک عورت نے پاس ہی ایک جھاڑی سے سر نکالتے ہوئے کہا۔ "تم نے بہت دیر لگائی۔ ہمیں ڈر تھا کہ تم کسی اور راستے سے آگے نہ نکل گئے ہو۔"

تھوڑی دیر بعد تمام بچے اور عورتیں وہاں جمع ہو چکی تھیں۔ ایک عورت نے عمارہ کی نبضیں ٹٹولتے ہوئے کہا۔ "ان کا جسم ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ ہمیں جلد یہاں سے چلنا چاہیے۔"

عبداللہ نے دوبارہ اُسے کندھے پر اٹھا لیا۔

تین میل کے قریب کھڈ کے اندر سفر کرنے کے بعد وہ دوسرے کنارے ایک

پہاڑی پر چڑھ رہے تھے۔ عبداللہ کی ہمت جواب دے رہی تھی اور اُسے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر سستانے کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔

جب وہ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچے تو پو پھٹ رہی تھی۔ صبح کا ستارہ نمودار ہو رہا تھا۔

عبداللہ نے عمارہ کو زمین پر لٹاتے ہوئے کہا۔ "اب ہم تھوڑی دیر آرام کر سکتے ہیں۔ ہم وادی میں اُترتے ہی ایک بستی میں پہنچ جائیں گے اور اگر وہ لوگ وہاں سے بھاگ نہیں گئے تو ہمیں مدد مل جائے گی۔"

اس نے کہا "تم بہت تھک چکے ہو۔ اگر مجھے اجازت دو تو میں بستی کے لوگوں کو بلا لاؤں۔ امی جان کی حالت ٹھیک نہیں۔ ممکن ہے بستی میں کوئی طبیب مل جائے۔"

عبداللہ نے مغموم لہجے میں جواب دیا۔ "بیٹی! تمہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ میں خود جاؤں گا لیکن تمہاری امی کو اب طبیب کی ضرورت نہیں۔ میں نے اُٹھاتے ہی یہ محسوس کیا تھا کہ ان کی زندگی کا سفر پورا ہو چکا ہے۔ تمہاری طرح میں بھی تمام راستہ اپنے آپ کو فریب دیتا رہا ہوں۔ تمہارے اباجان تمہیں اپنے پاس بلانے کے لیے تیار نہ تھے۔ لیکن تمہاری امی جان کو اصرار تھا کہ ہم زندگی اور موت دونوں میں ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے۔"

وہ سکتے کے عالم میں کچھ دیر اپنی ماں کو دیکھتی رہی۔ پھر اُس نے سر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا اور اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہ نکلا۔ عبداللہ نے اُٹھ کر کہا۔ "میں جاتا ہوں۔ اب صبح ہونے والی ہے۔ ہم ابھی تک خطرے کی زد سے باہر نہیں نکلے۔ اس لیے آپ کو جھاڑیوں کی اوٹ سے باہر نہیں آنا چاہیے۔"

عبداللہ وادی کی طرف چل دیا لیکن چند قدم اٹھانے کے بعد اچانک ایک جھاڑی کے پیچھے بیٹھ گیا۔ عاتکہ کی نگاہیں اپنی ماں کے چہرے پر مرکوز تھیں لیکن باقی عورتوں اور بچوں نے عبداللہ کو چھپتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ ان کے دل کسی غیر متوقع

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

خطرے کے احساس سے دھڑک رہے تھے۔

کسی نے بلند آواز میں کہا۔ "اگر تم قلعے سے بھاگ کر آئے ہو تو تمھیں چھپنے کی ضرورت نہیں۔ ہم تمھاری باتیں سن چکے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی دائیں بائیں جھاڑیوں کی اوٹ سے چند آدمی نکلتے ہوئے دکھائی دیئے اور عبداللہ، جو پیٹ کے بل رینگتا ہوا اپنے ساتھیوں کی طرف واپس آرہا تھا اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ "تم کون ہو؟" اس نے سوال کیا۔

ایک آدمی نے آگے بڑھ کر کہا۔ "ڈرو نہیں ہم مسلمان ہیں۔ اس بستی سے ہی آئے ہیں۔"

"تمھیں معلوم ہے کہ قلعے پر حملہ ہو چکا ہے؟" عبداللہ نے کہا۔

"ہاں! ہم نے دھماکا سنتے ہی یہ خطرہ محسوس کیا تھا اور پھر فصیل پر روشنی دیکھ کر ہمیں یقین ہو گیا تھا۔ ہمارا سردار گاؤں کے رضاکاروں کے ساتھ جنوب کی چوکی کی طرف روانہ ہو چکا ہے اور صبح تک آس پاس کی دوسری بستیوں کے رضاکار بھی وہاں پہنچ جائیں گے۔"

عبداللہ نے کہا۔ "اب وہ قلعے کے محافظوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔"

ایک سوار نے آگے بڑھ کر پوچھا۔ "تمھارا مطلب ہے کہ دشمن نے قلعہ فتح کر لیا ہے؟"

"دشمن نے قلعہ فتح نہیں کیا بلکہ ایک غدار نے دروازہ کھول دیا تھا۔ یہ ہمارے سالار کی بیوی کی لاش ہے اور یہ اُن کی صاحبزادی ہیں۔"

سوار گھوڑے سے اتر پڑا اور اُس کے سوالات کے جواب میں عبداللہ نے مختصراً اپنی سرگزشت سنانے کے بعد کہا۔ "اب ہمیں میت کو گاؤں تک لے جانے کے لیے آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔"

رضاکار نے اپنے ایک ساتھی کو حکم دیا۔ "تم فوراً گاؤں سے چند آدمی لے آؤ۔"

عاتکہ نے جلدی سے اُٹھ کر کہا۔ "آپ کو یقین ہے جنوب کی چوکی میں علاقے کے رضاکار جمع ہو رہے ہیں؟"

"ہاں ہمارے سردار نے انھیں یہی حکم دیا تھا اور قلعے میں دھماکے کا اثر یہ ہوا تھا کہ قرب و جوار کی ہر بستی میں لوگوں نے نقارے بجانے شروع کر دیئے تھے۔"

اس نے کہا۔ "آپ مجھے ایک گھوڑا دے سکتے ہیں؟"

"اس جگہ ہمارے پاس چار گھوڑے ہیں۔ اگر خبر رسانی کے لیے ایک سوار کا یہاں رہنا ضروری نہ ہوتا تو ہم چاروں آپ کے حوالے کر دیتے۔"

"نہیں! مجھے صرف ایک گھوڑے کی ضرورت ہے۔ میں اپنے گھر اطلاع دینا چاہتی ہوں۔ آپ ان عورتوں اور بچوں کے علاوہ امی جان کی میت کو اپنے گاؤں پہنچا دیں۔"

رضاکار نے کہا۔ "اطلاع دینے کے لیے آپ کو جانے کی ضرورت نہیں۔ یہ کام میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ آپ ہمارے سردار کے گھر تشریف لے چلیں۔ پھر اگر آپ نے رکنے کی بجائے سفر جاری رکھنا ضروری سمجھا تو گاؤں کا ہر آدمی آپ کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو گا، اور آپ کی والدہ کی میت کو آپ کے ساتھ ہی گھر پہنچانے کا انتظام کر دیا جائے گا۔"

عبداللہ نے رضاکار کی رائے سے اتفاق کیا۔ لیکن عاتکہ نے کہا۔ "نہیں میں فوراً اپنے گاؤں پہنچنا چاہتی ہوں۔ میرے ابا اور امی کی لاشیں علیحدہ علیحدہ قبرستانوں میں دفن نہیں ہوں گی۔ مجھے یقین ہے کہ ہم قلعے پر دوبارہ قبضہ کریں گے اور تمام شہیدوں کی قبریں وہیں بنیں گی۔ میں فوراً اپنے گاؤں اس لیے پہنچنا چاہتی ہوں کہ اگر ہمارے علاقے کے لوگ اپنے فرض سے غافل ہیں تو انھیں بیدار کر سکوں، اگر دشمن کو چند دن قلعے کے اندر قدم جمانے کا موقع مل گیا تو ہمارے لیے دوبارہ قبضہ کرنا

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

زیادہ مشکل ہوگا اور پھر یہ ایک اور سینٹا فے بن جائے گا۔ اور جنوب کی طرف سے چند اہم راستے منقطع ہو جائیں گے۔"

رضاکار نے اپنے گھوڑے کی لگام عاتکہ کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "اگر آپ کے عزائم یہ ہیں تو ہمیں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔"

اس نے ایک ثانیہ کے لیے اپنی ماں کی لاش کی طرف دیکھا اور پھر جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوگئی۔ نوجوان جلدی جلدی اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینے کے بعد اس کے ساتھ چل دیا۔

تھوڑی دور آگے وہ ایک تنگ گھاٹی عبور کرتے ہوئے آس پاس کی وادیوں میں نقاروں کی صدائیں اور گھوڑوں کی ٹاپ سُن رہے تھے۔

طلوعِ آفتاب کے ساتھ اُسے ایک پہاڑی کی پشت پر پیادہ اور سوار مجاہدین کا ایک ہجوم دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اُسے قلعے کی سمت سے خوفناک دھماکے سنائی دینے لگے۔ اُس نے جلدی سے گھوڑا روکا اور مُڑ کر دیکھنے لگی۔ شمال کے اُفق پر دھوئیں اور گرد و غبار کے بادل چھا رہے تھے۔ اُس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور تھوڑی دیر بعد وہ نیچے جمع ہونے والے لشکر کے درمیان اپنے چچا سے لپٹ کر ہچکیاں لے رہی تھی اور سعید اُن کے قریب کھڑا بڑی مشکل سے اپنے آنسو ضبط کر رہا تھا۔

ہاشم کو اطمینان سے اُس کی سرگزشت سُننے کا موقع نہ مِلا۔ چند سوار جو حملے کے ساتھ ہی قلعے کے حالات معلوم کرنے کے لیے روانہ ہو چکے تھے۔ گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے پہنچے اور انھوں نے یہ اطلاع دی کہ دشمن نے قلعہ خالی کر دیا ہے اور ہم چند دستوں کو نالے کا پُل عبور کرتے ہوئے دیکھ آئے ہیں۔"

ہاشم نے لشکر کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور کچھ دیر بعد وہ سڑک کی دائیں جانب ایک ٹیلے کی چوٹی پر پہنچ کر قلعہ کا منظر دیکھ رہے تھے۔

گرد و غبار کے بادل چھٹ چکے تھے اور اُن کی جگہ کہیں کہیں آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ فصیل میں جگہ جگہ شگاف پڑے ہوئے تھے اور جس جگہ دروازہ تھا وہاں ملبے کا انبار دکھائی دیتا تھا۔ بیشتر مکانوں اور کوٹھریوں کی طرح وہ مکان بھی پیوندِ زمین ہو چکا تھا جو عاتکہ کے لیے مسرتوں کا گہوارہ رہ چکا تھا۔ وہ بھاگتے ہوئے قلعے کے اندر داخل ہوئے اور تھوڑی دیر میں وہ چند سپاہی بھی وہاں جمع ہو چکے تھے جو قتلِ عام کے وقت بھاگ کر اِدھر اُدھر چُھپ گئے تھے۔ اُن کی نشان دہی پر ملبے کے نیچے دبی ہوئی لاشیں نکالی جا رہی تھیں۔ نصیر کی لاش کو بُری طرح مسخ کیا گیا تھا۔

ہاشم اپنے بھائی کی لاش کو گاؤں لے جانا چاہتا تھا لیکن عاتکہ کو اصرار تھا کہ باقی شہیدوں کی طرح میرے والدین کو بھی اسی جگہ دفن کیا جائے۔ چنانچہ ہاشم نے چند آدمیوں کو عمارہ کی لاش لانے کے لیے روانہ کر دیا اور عصر کے وقت اُسے اپنے شوہر کے پہلو میں دفن کیا جا رہا تھا۔

اپنے چچا کے گھر میں اِس اُجڑے ہوئے قلعے کے حسرت ناک مناظر ہر وقت اُس کی نگاہوں کے سامنے رہتے اور وہ اپنے والدین کی اس آخری آرام گاہ پر ہمیشہ آنسوؤں کے موتی نچھاور کیا کرتی تھی۔

آج بھی شمال کی طرف وادیوں اور پہاڑوں میں بل کھاتی ہوئی سڑک کی طرف وہ ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہی تھی۔ اُس کی نگاہوں کے سامنے آنسوؤں کے پردے حائل ہو رہے تھے۔ "امی جان!" اُس نے ہلکی ہلکی سسکیاں لیتے ہوئے اپنے دل میں کہا۔ "آپ مجھے اِس بے رحم دُنیا میں تنہا کیوں چھوڑ گئی ہیں؟" اور اس کے ساتھ ہی آنسوؤں کے دو موٹے موٹے قطرے اُس کی آنکھوں سے بہتے ہوئے منڈیر پر ٹپک پڑے۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

رُوحِ آزادی

اِس قلعے کی تباہی کے بعد غرناطہ کے لئے رسد وکمک کا ایک اہم راستہ بالکل غیر محفوظ ہو چکا تھا۔ سڑک پر صرف رات کے وقت رسد کے قافلے چل سکتے تھے اور اُن کی حفاظت کے لئے آس پاس جگہ جگہ تیر اندازوں کی ٹولیاں لگا تار پہرا دیتی تھیں۔ مشرق کی سمت دوسرے پہاڑی راستے نسبتاً محفوظ تھے لیکن وہ اِس قدر تنگ اور دشوار گزار تھے کہ وہاں سے غلہ صرف خچروں پر لاد کر پہنچایا جا سکتا تھا۔ شمال میں ویگا کا زرخیز علاقہ دشمن کے پے در پے حملوں کے باعث بالکل تباہ ہو چکا تھا۔ ان دِنوں موسیٰ بن ابی غسّان شہر سے نکل کر دشمن پر جوابی حملے کرتا۔ اُس کا ہر حملہ اتنا شدید ہوتا تھا کہ دشمن سینٹافے اور غرناطہ کے درمیان اپنی اگلی چوکیاں پیچھے ہٹانے پر مجبور ہو جاتا تھا اور اس سے پریشان حال قوم کی یہ اُمیدیں پھر زندہ ہو جاتی تھیں دشمن شاید چند ہفتوں یا مہینوں بعد پھر ایک بار اپنا محاصرہ اُٹھانے پر مجبور ہو جائے گا۔ یہ حالات بدل جائیں گے اور اہلِ غرناطہ کے لیے رسد وکمک کی آسانیاں پیدا ہوتے ہی آلام ومصائب کا دور ختم ہو جائے گا۔

عاتکہ اُن لوگوں میں سے تھی جنہیں اب بھی اِس بات کا یقین تھا کہ شہیدانِ ملت کا خون کبھی رائیگاں نہیں جائے گا اور اہلِ غرناطہ آلام ومصائب کے طوفانوں سے سرخرو ہو کر نکلیں گے۔

حامد بن زہرہ دُور دراز کے علاقوں میں جہاد کی تبلیغ کیا کرتا تھا اور کئی کئی دن

گاؤں سے غیر حاضر رہتا۔

سعید اُن رضاکاروں کے ایک دستے کا راہنما تھا جو جان پر کھیل کر اہلِ غرناطہ کو رسد پہنچایا کرتے تھے۔ جب کبھی وہ ہاشم کے گھر آتا تو عاتکہ کو اہلِ غرناطہ کی ہمت اور شجاعت کی رُوح پرور داستانیں سُناتا۔

ایک دفعہ وہ پانچ دن غیر حاضر رہا۔ بستی کے جو رضاکار اُس کے ساتھ گئے تھے اُنہوں نے واپس آ کر بتایا کہ جب وہ رسد لے کر غرناطہ پہنچے تو موسیٰ بن ابی غسّان شہر سے باہر نکل کر دشمن پر حملہ کر چکا تھا اور سعید اُن کے ساتھ واپس آنے کی بجائے لڑائی میں شریک ہو گیا تھا۔

سعید پانچویں دن واپس پہنچا اور اُس نے ہاشم کو یہ اطلاع دی کہ غرناطہ میں اس کے تینوں بیٹے بخیریت ہیں۔ عبید اور امین سپہ سالار کے طوفانی دستوں میں نام پیدا کر چکے ہیں۔ عمیر محفوظ فوج کے ایک دستے کا سالار مقرر ہو چکا ہے۔ اور وہ یہ کہتا تھا کہ اگر مجھے موقع ملا تو کسی دن تھوڑی دیر کے لئے گھر آؤں گا۔

ایک رات عاتکہ اپنے کمرے میں بیٹھی ایک کتاب دیکھ رہی تھی کہ خادمہ اندر داخل ہوئی اور اُس نے کہا۔ ”سعید کے اباجان آ گئے ہیں اور بھائی سعید بھی اُن کے ساتھ ہیں“۔

حامد بن زہرہ دو ہفتوں سے غیر حاضر تھا اور عام حالات میں جب کبھی وہ کسی سفر سے واپس آتا تو سب سے پہلے عاتکہ کے متعلق پوچھا کرتا تھا۔ وہ جلدی سے کتاب بند کر کے اُٹھی اور بھاگتی ہوئی نیچے چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے کے نیم وا دروازے کے قریب کھڑی تھی اور اُسے ہاشم اور حامد کی آوازیں سُنائی دے رہی تھیں۔ ذرا دیر رُک کر وہ جھجکتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی تو ہاشم نے اُس کی طرف گھوُر کر دیکھا اور کہا۔ ”عاتکہ تم جاؤ

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

ہم اس وقت ایک ضروری بات کر رہے ہیں۔"

عاتکہ واپس مڑنے لگی تو حامد نے کہا۔ "نہیں بیٹی! تم بیٹھ جاؤ۔ جو باتیں سعید کی موجودگی میں کی جا سکتی ہیں وہ تمہارے سامنے بھی ہو سکتی ہیں۔"

عاتکہ نے ہاشم کی طرف دیکھا اور اُس کے ہاتھ کا اشارہ پاکر حامد کے قریب بیٹھ گئی۔

حامد بن زہرہ کچھ دیر سر جھکا کر سوچنے کے بعد ہاشم سے مخاطب ہوا۔ "غرناطہ کی موجودہ صورتِ حال اتنی تشویشناک نہیں۔ موسیٰ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم اس گئی گزری حالت میں بھی اپنے اسلاف کی روایات زندہ رکھ سکتے ہیں لیکن اب موسم سرما شروع ہونے والا ہے۔ جب برفباری شروع ہو گی تو رسد و کمک کے بچے کھچے راستے بھی بند ہو جائیں گے اور موسیٰ بن ابی غسان یہ خطرہ محسوس کرتا ہے کہ باہر سے کوئی کمک نہ پہنچی تو محاصرے کی طوالت کے ساتھ غرناطہ کے مصائب بھی بڑھتے جائیں گے۔ اُنہوں نے جو قاصد سمندر پار کے اسلامی ممالک کی طرف روانہ کئے تھے اُنہوں نے ابھی تک کوئی پیغام نہیں بھیجا۔ قیاس یہی ہے کہ اُنہیں سمندر عبور کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی۔ ممکن ہے کہ نصرانیوں نے اُنہیں گرفتار کر لیا ہو۔ اب اُن کی خواہش ہے کہ میں شمالی افریقہ اور ترکی کے حکمرانوں کے پاس اُن کا پیغام لے جاؤں۔"

"آپ موسیٰ سے ملے تھے؟"

"نہیں، اُنہوں نے مجھے خط بھیجا تھا۔"

"لیکن آپ تو دورے پر تھے۔ خط آپ کو کہاں ملا؟"

"اُن کا خط سعید لایا تھا اور میں یہ چاہتا ہوں کہ کسی تاخیر کے بغیر روانہ ہو جاؤں۔"

ہاشم نے سعید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "لیکن تم نے غرناطہ سے واپس آکر

مجھے یہ نہیں بتایا تھا کہ موسیٰ نے ان کے نام کوئی خط بھیجا ہے۔"

سعید نے جواب دیا۔ "اُنہوں نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں کسی سے اس کا ذکر تک نہ کروں۔"

حامد نے کہا۔ "میں جانے سے پہلے آپ سے یہ کہنا ضروری سمجھتا تھا کہ یہاں میرے حصے کا کام اب آپ کو کرنا پڑے گا۔

اہلِ غرناطہ کے اندرونی خلفشار، ابوعبداللہ کی نااہلیت اور غداروں کی پے درپے سازشوں کے باعث جنوب کے آزاد قبائل مایوس ہو چکے ہیں۔ موسیٰ صرف اس صورت میں جنگ جاری رکھ سکتا ہے جب کہ اُسے ان علاقوں سے رسد اور کمک ملتی رہے۔ آپ کے لئے مقامی قبائل کو یہ سمجھانا مشکل نہیں ہو گا کہ اگر اہلِ غرناطہ ہماری طرف سے مایوس ہو گئے تو ابوعبداللہ کے دربار میں امن پسندوں کا پلہ بھاری ہو جائے گا۔ موسیٰ نے اپنے خط میں یہ لکھا ہے کہ اس وقت بھی بعض سرکردہ لوگ ابوعبداللہ کو ہتھیار ڈالنے کا مشورہ دے رہے ہیں اور علماء کا ایک بااثر گروہ بھی اُن کا ہم خیال ہو چکا ہے میں اس اُمید پر جا رہا ہوں کہ ہمارے بھائی ہمیں مایوس نہیں کریں گے۔ وہ اُندلس کی حکومت کے دعویداروں کی خانہ جنگی سے لاتعلق رہ سکتے تھے لیکن اب فرڈیننڈ کو شکست دینا لاکھوں مسلمانوں کی بقا کا مسئلہ بن چکا ہے۔ میری غیر حاضری میں منصوبہ کی نگہداشت آپ کے ذمے ہو گی اور مجھے یقین ہے کہ سعید کو بھی آپ اپنا بیٹا سمجھیں گے۔ میں نے موسیٰ بن ابی غسان کا خط پڑھتے ہی جعفر کو یہ پیغام دے کر اُن کی خدمت میں بھیج دیا ہے کہ میں بہت جلد روانہ ہو رہا ہوں۔"

ہاشم نے کہا۔ "میری دُعائیں آپ کے ساتھ ہیں لیکن آپ کو یقین ہے کہ باہر کے مسلمان ہماری مدد کے لئے تیار ہو جائیں گے اور اہلِ غرناطہ اُن کے انتظار میں جنگ جاری رکھ سکیں گے؟"

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

حامد نے جواب دیا "اگر ہم اپنے آپ کو اللہ کی نصرت کا حق دار ثابت کر سکے تو ہمارے لئے مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اہلِ غرناطہ کو بہر حال اپنے ماضی کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔ اب وہ ابو عبداللہ کے تخت و تاج کی حفاظت کے لئے نہیں بلکہ اپنی بقا کے لئے لڑ رہے ہیں اور وہ یہ جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے حوصلہ ہار دیا تو اندلس میں ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی۔ ہاشم! تمہیں مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اسلام آج بھی اس دنیا کی ایک بہت بڑی طاقت ہے۔

ہمارے ترک بھائیوں نے اہلِ یورپ کا غرور خاک میں ملا دیا ہے۔ اُن کی فتوحات کا سیلاب پولینڈ اور آسٹریا کی حدود تک پہنچ چکا ہے۔ اُن کے ہاتھوں قسطنطنیہ میں اسلام کا پرچم نصب ہو چکا ہے۔ بحیرہ روم میں اُن کے جنگی بیڑے اٹلی اور وینشیا کے ساحلوں پر آگ برسا رہے ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ اگر انہوں نے ہمارے حال پر ذرا سی توجہ کی اور اُن کے چند جہاز اندلس کے ساحل کی طرف آنکلے تو پوری قوم میں ایک نئی زندگی آجائے گی۔ میں یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ترک کتنے دنوں یا مہینوں تک ہماری مدد کے لئے پہنچیں گے لیکن یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر اہلِ غرناطہ نے فتح یا شہادت کے سوا کوئی اور راستہ قبول نہ کیا تو وہ ضرور آئیں گے۔ صبحِ امید کی روشنی صرف اُن قافلوں کا مقدر ہے جو مایوسی کی تاریکیوں میں عزم و یقین کے چراغ جلاتے ہیں۔

اہلِ غرناطہ کا یہ فرض ہے کہ جب تک فتح و نصرت کے مالک کی بارگاہ میں اُن کی دعائیں مستجاب نہیں ہوتیں وہ اپنی امیدوں اور حوصلوں کے ٹمٹماتے ہوئے چراغوں کے لئے خون مہیا کرتے رہیں۔ ایک مسلمان کے لئے شہادت کا راستہ ہی فتح و نصرت کا راستہ ہے۔ مجھے غرناطہ کے عوام سے کوئی خطرہ نہیں۔ انہیں غلامی کی ذلت کے مقابلے میں عزت کی موت کا راستہ دکھایا جا سکتا ہے۔ میں اندلس کے ساحل تک گھوم آیا ہوں

اور اُن بستیوں اور شہروں کے لوگوں کا حال جانتا ہوں جن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ نصرانیوں کی غلامی پر قانع ہو چکے ہیں اور میں یہ بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ اُن کے سینوں میں آزادی کے ولولے سرد نہیں ہوئے۔ جب کسی اُفق سے اُمید کی ہلکی سی کرن دکھائی دے گی وہ دوبارہ اُٹھ کھڑے ہوں گے۔

مجھے صرف غرناطہ کے اُن اکابر سے خدشہ ہے جو اپنی وقتی تدبیروں کو صراطِ مستقیم کا نعم البدل سمجھتے ہیں۔ مجھے اُن عافیت پسندوں سے خطرہ ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ جب غرناطہ کا سپاہی اپنی تلوار پھینک دے گا تو فرڈیننڈ اُن کے لئے امن کا پیغام لے کر آئے گا۔ اُن کے گھر اور جائیدادیں محفوظ رہیں گی اور وہ نصرانیوں کے پہرے میں آرام کی نیند سو سکیں گے۔

اگر کسی دن تم یہ محسوس کرو کہ غرناطہ میں ان خود فریب انسانوں کا پلڑا بھاری ہو رہا ہے تو تمہیں وہاں پہنچ کر انہیں راہِ راست پر لانا چاہیئے غرناطہ کے حریت پسند عوام اور حق پرست علماء تمہارا ساتھ دیں گے۔ اب میں تم سے اجازت چاہتا ہوں۔ ابھی تمہیں انتہائی قابلِ اعتماد لوگوں کے سوا کسی سے میری مہم کا ذکر نہیں کرنا چاہیئے اور عاتکہ تمہیں بھی بہت احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔"

حامد اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

ہاشم نے کہا "آپ صبح جائیں گے؟"

"نہیں میں ابھی جا رہا ہوں۔ گھر میں میرا گھوڑا تیار کھڑا ہے۔"

"آپ کے ساتھ اور کون جائے گا؟"

"میں یہاں سے اکیلا جاؤں گا اور اگلی بستی سے کسی کو ساتھ لے لوں گا۔"

"میں آپ کو آپ کے گھر سے رخصت کروں گا۔"

وہ سارا سماں اب اُس کی آنکھوں کے سامنے پھر رہا تھا جب وہ حامد بن زہرہ

Scanned by iqbalmt

کو گھر کے دروازے سے باہر آنسوؤں میں بھیگی ہوئی مسکراہٹوں کے ساتھ خدا حافظ کہہ رہی تھی اور پھر اپنے کمرے میں سر بسجود ہو کر غرناطہ کے اس رجلِ عظیم کی کامیابی کے لیے دُعائیں مانگ رہی تھی۔

حامد بن زہرہ کی روانگی کے بعد ہاشم چند ہفتے پوری تندہی سے اہلِ غرناطہ کو سامانِ رسد بھجوانے کی مہم میں حصّہ لیتا رہا لیکن جب موسمِ سرما کے آغاز کے ساتھ ایک طرف بارش اور برف باری کے باعث پہاڑی راستوں پر آمد و رفت میں مشکلات پیدا ہونے لگیں اور دوسری طرف دشمن کے چھاپہ مار دستوں کے حملے شدت اختیار کرنے لگے تو عاتکہ اُس کے طرزِ عمل میں بھی ایک غیر متوقع تبدیلی محسوس کرنے لگی تھی۔

عمیر ان ایام میں دو مرتبہ گھر آیا۔ پہلی بار اُس نے دو دن قیام کیا اور اہلِ غرناطہ کی بے بسی اور بے چارگی کے جو حالات بیان کئے وہ انتہائی حوصلہ شکن تھے۔ دوسری بار وہ رات کے وقت گھر پہنچا۔ عاتکہ کو معلوم ہو چکا تھا کہ غرناطہ سے دو با اثر آدمی اُس کے ساتھ آئے ہیں۔

وہ غرناطہ کے تازہ حالات سُننے کے لئے بے قرار تھی لیکن اُسے عمیر سے گفتگو کا موقعہ نہ ملا۔ اُس نے اپنے ساتھیوں کو مہمان خانے میں پہنچا کر اپنے باپ کو اطلاع دی کہ وہ ابوالقاسم کی طرف کوئی اہم پیغام لائے ہیں۔ ہاشم اُن کے ساتھ مہمان خانے میں چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد عمیر صحن میں نوکروں سے کہہ رہا تھا "تم جلدی سے کھانا تیار کر دو۔ اور گھوڑوں کو چارہ ڈال دو۔ زینیں اُتارنے کی ضرورت نہیں۔ ہم کھانا کھاتے ہی واپس چلے جائیں گے۔ ابا جان کا گھوڑا ابھی تیار کر دو۔ وہ بھی ہمارے ساتھ جائیں گے۔"

عاتکہ کچھ دیر اضطراب کی حالت میں اپنی چچی کی طرف دیکھتی رہی۔ بالآخر اُس نے

کہا "چچی جان! عمیر کا چہرہ بتا رہا ہے کہ وہ کوئی اچھی خبر نہیں لایا۔ اب اگر ابوالقاسم کے ایلچی راتوں رات چچا جان کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں تو اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ غرناطہ میں کوئی اہم واقعہ پیش آچکا ہے۔"

سلمٰی نے جواب دیا "بیٹی! تمہیں اس قدر پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ تم عمیر کو جانتی ہو۔ اگر کوئی بُری خبر ہوتی تو وہ اندر آتے ہی دُہائی مچا دیتا۔ تم اطمینان رکھو۔ اگر کوئی اہم بات ہوئی تو تمہارے چچا مجھے بتلائے بغیر غرناطہ نہیں جائیں گے۔ میں عمیر سے امین اور عبید کے متعلق بھی نہیں پوچھ سکی۔"

تھوڑی دیر بعد عاتکہ اضطراب کی حالت میں بالاخانے میں اپنے کمرے کا رُخ کر رہی تھی۔ زینے کے اندر بالائی منزل کے دروازے سے دو قدم نیچے ایک کھڑکی سکونتی مکان اور مہمان خانے کے درمیان ان کوٹھڑیوں کی چھت کی طرف کھلتی تھی، جہاں اُن کے مُلازم رہتے تھے۔

عاتکہ اس کھڑکی کے سامنے رُک گئی۔ پھر وہ جھجکتی ہوئی بند کھڑکی کی کُنڈی کھول کر کوٹھڑیوں کی چھت پر اُتر گئی اور دبے پاؤں آگے بڑھی۔

کوئی تیس قدم آگے اس چھت کا ایک کنارا مہمان خانے کی عقبی دیوار سے جا ملتا تھا لیکن مہمان خانے کے کشادہ کمروں کی چھت اس چھت سے کوئی ڈیڑھ گز اُونچی تھی۔ اور چھت سے ذرا نیچے دو چھوٹے چھوٹے روشندان تھے۔ ایک روشندان کھلا تھا اور وہاں سے کمرے کی دھیمی روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ عاتکہ نے گھٹنوں کے بل ہو کر اندر جھانکنے کی کوشش کی لیکن دیوار اتنی چوڑی تھی کہ اُس کی نگاہیں نیچے نہ جا سکیں۔ وہ صرف آوازیں سُن سکتی تھی۔

کوئی کہہ رہا تھا "دیکھیئے اگر یہ معاملہ اس قدر اہم نہ ہوتا تو وزیرِ اعظم ابوالقاسم آپ کو رات کے وقت سفر کرنے کی تکلیف نہ دیتے۔ وہ اپنے خط میں ساری تفصیلات

Scanned by iqbalmt

بیان نہیں کر سکے۔ تاہم آپ حالات کی نزاکت کا تھوڑا بہت اندازہ ضرور لگا سکتے ہیں ہمارے لئے غرناطہ کو تباہی سے بچانے کا آخری موقع ہے اور اگر ہم نے یہ موقع کھو دیا تو ہماری آئندہ نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی۔"

ہاشم کی آواز آئی "میں نے ابوالقاسم کے حکم کی تعمیل سے انکار نہیں کیا۔ میں غرناطہ چلنے کے لئے تیار ہوں لیکن اگر ابوالقاسم یہ چاہتے ہیں کہ میں اس علاقے کے تمام قبائل کی طرف سے کوئی ذمہ داری قبول کروں تو مجھے پہلے ان قبائل کے اکابر سے مشورہ کرنا پڑے گا۔"

دوسری آواز آئی "جناب ابوالقاسم نے آپ کو اس لئے نہیں بلایا کہ وہ آپ کو کوئی ایسی ذمہ داری سونپنا چاہتے ہیں جسے آپ پورا نہ کر سکیں۔ وہ صرف قوم کے اکابر سے مشورہ لینا چاہتے ہیں۔ اگر وہ آپ کو قائل نہ کر سکے تو ممکن ہے کہ آپ انہیں قائل کر سکیں۔ آپ کو بلایا ہی اسی لئے ہے کہ وہ آپ کی رائے کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔"

ہاشم نے کہا "بہت اچھا میں تیار ہوں۔"

عمیر نے کہا "ابا جان! مجھے یقین تھا کہ آپ انکار نہیں کریں گے۔ اسی لئے میں نے آتے ہی آپ کا گھوڑا تیار کرنے کے لئے کہہ دیا تھا۔"

ہاشم نے کہا "تم جا کر اپنی ماں کو تسلی دو کہ تمہارے بھائی بخیریت ہیں۔"

کمرے میں قدموں کی آہٹ سنائی دی اور عاتکہ جلدی سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چل پڑی۔ اُس کے دل کا بوجھ قدرے کم ہو چکا تھا اور وہ اپنے دل کو یہ تسلی دینے کی کوشش کر رہی تھی کہ وزیر ابوالقاسم دشمن پر فیصلہ کن حملہ کرنے سے پہلے قوم کے اکابر سے مشورہ کرنا چاہتا ہے لیکن اس بات سے اُسے اُلجھن محسوس ہوتی تھی کہ موسیٰ بن ابی غسان کے ہوتے ہوئے یہ پیغام وزیر کی طرف سے کیوں آیا ہے اور اُس کے چچا کے تذبذب کی وجہ کیا تھی؟

ہاشم کو غرناطہ گئے دس دن ہو چکے تھے اور گاؤں میں کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ اس دوران سعید بھی گاؤں سے غیر حاضر رہا۔ منصور ہر روز عاتکہ کے گھر آتا تھا لیکن سعید کے متعلق وہ بھی کوئی تسلی بخش اطلاع نہ دے سکا۔ ایک دن عاتکہ نے زبیدہ کو بلا کر تاکید کی کہ تم سعید کو واپس آتے ہی ہمارے ہاں بھیج دینا۔

دو دن بعد وہ صبح کی نماز سے فارغ ہوئی تھی کہ منصور بھاگتا ہوا اُس کے کمرے میں داخل ہوا اور اُس نے کہا:

"ماموں جان آگئے ہیں۔"

"کہاں ہیں وہ؟"

"مسجد میں لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں۔ ابھی یہاں پہنچ جائیں گے۔ رات کے وقت گھر پہنچے تھے۔"

عاتکہ تیزی سے منصور کے ساتھ نیچے اُتری۔ اُس نے برآمدے سے اپنی چچی کے کمرے میں جھانک کر دیکھا۔ وہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہی تھیں۔ اُس نے جلدی سے صحن عبور کیا اور ڈیوڑھی کے قریب رُک کر سعید کا انتظار کرنے لگی۔

تھوڑی دیر بعد سعید کی جھلک دکھائی دی۔ عاتکہ چند قدم بائیں طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ سعید نے اُس کے قریب پہنچ کر کہا:

"مجھے رات گھر آتے ہی تمہارا پیغام مل گیا تھا لیکن بہت دیر ہو گئی تھی۔ تم بہت پریشان ہو۔ ہوا کیا ہے؟"

عاتکہ نے پوچھا "تم غرناطہ گئے تھے؟"

"نہیں! مجھے وہاں جانے کا موقع نہیں ملا۔ میں پچھلے دنوں انفجارہ میں مصروف رہا ہوں۔ مجھے وہاں رضاکار بھرتی کرنے کا کام سونپا گیا تھا۔"

Scanned by iqbalmt

عاتکہ نے کہا "تمہیں کچھ معلوم ہے کہ غرناطہ میں کوئی اہم فیصلہ ہو رہا ہے؟"

سعید نے جواب دیا "میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ موسیٰ بن ابی غسان بہت جلد شہر سے باہر نکل کر دشمن پر حملہ کریں گے اور ساتھ ہی سمندر کے ساحل تک مفتوحہ علاقوں کے عوام دشمن پر ٹوٹ پڑیں گے۔ غرناطہ کے حالات ایسے نازک ہیں کہ ہم زیادہ دیر اکا دکا جھڑپوں پر اکتفا نہیں کر سکتے۔"

"تم نے ایک دن کہا تھا کہ ابو عبداللہ اور اُن کا وزیر ابو القاسم اس جنگ کے نتائج کے متعلق زیادہ پُر اُمید نہیں۔ اگر اُن کا بس چلا تو وہ جنگ جاری رکھنا پسند نہیں کریں گے۔"

"ہاں! غرناطہ کے عوام یہی محسوس کرتے ہیں لیکن موسیٰ بن ابی غسان کی موجودگی میں اُن کا بس نہیں چلے گا۔"

"تمہیں معلوم ہے کہ چچا ہاشم گزشتہ دس دن سے غرناطہ میں ہیں؟"

"ہاں میں نے گھر پہنچتے ہی یہ بات سُنی تھی۔"

"لیکن تمہیں یہ معلوم نہیں کہ وہ ابو القاسم کی دعوت پر وہاں گئے ہیں۔ اُن کی طرف سے دو آدمی یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ وزیرِ اعظم نے آپ کو ایک اہم مشورے کے لئے بُلایا ہے۔ عمیر اُن کے ساتھ تھا۔"

"لیکن اس میں پریشانی کی کونسی بات ہے! تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے چچا کے خیالات سپہ سالار کے خیالات سے مختلف نہیں اور وہ ابو القاسم کو کوئی غلط مشورہ نہیں دے سکتے۔"

عاتکہ نے کہا "اگر حملے کے متعلق کوئی بات ہوتی تو چچا جان کو ابو القاسم کی بجائے موسیٰ کی طرف سے پیغام آنا چاہیئے تھا۔ میں یہ خطرہ محسوس کر رہی ہوں کہ کہیں ابو القاسم نے موسیٰ کا اثر کم کرنے کے لئے قوم کے با اثر لوگوں کو اپنا ہمخیال

بنانے کی مہم نہ شروع کر دی ہو!"

سعید نے جواب دیا "موجودہ حالات میں ہمیں ایسی بات سوچنی نہیں چاہیئے۔ اگر ابو القاسم کے دل میں ایسا خیال آیا تو بھی وہ تمہارے چچا کو راز دار بنانے کی حماقت نہیں کرے گا۔ اگر اُس نے چچا ہاشم سے مشورہ کرنے کی کوئی ضرورت محسوس کی ہے تو اُس کی ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ حالات نے اُس کو موسیٰ کے ذہن سے سوچنے پر مجبور کر دیا ہے اور وہ دشمن سے آخری معرکے کے لئے قوم کے فعّال عناصر کا تعاون حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ورنہ تمہارے چچا جان کے متعلق اُسے یہ غلط فہمی نہیں ہو سکتی کہ وہ صلح کی کسی بھی تجویز پر بات کرنا پسند کریں گے۔"

عاتکہ نے پُر اُمید ہو کر کہا "اگر تم یہاں ہوتے تو مجھے اس قدر پریشانی نہ ہوتی۔ میرے دل میں طرح طرح کے وسوسے سر اُٹھا رہے تھے۔ میں یہ سوچا کرتی تھی کہ شاید فوج کا ایک عنصر اس طویل جنگ سے دل برداشتہ ہو کر صلح کا حامی بن چکا ہے اور وہ موسیٰ کو اپنے راستے سے ہٹانے کے لئے کوئی گہری سازش کر رہا ہے۔"

سعید مسکرا دیا "وہم کا تو کوئی علاج نہیں۔ تمہارے اطمینان کے لئے کیا یہ بات کافی نہیں کہ تمہارے چچا جان غرناطہ میں موجود ہیں؟"

عاتکہ نے جواب دیا "میں چچا ہاشم پر شک نہیں کرتی لیکن گزشتہ چند ہفتوں سے اُن کے طرزِ عمل میں کافی تبدیلی آ چکی ہے۔ جہاد کی تبلیغ کے متعلق اُن کا ولولہ سرد پڑ چکا ہے اور جنگ کی بجائے اب وہ اپنے بیٹوں کے متعلق سوچتے رہتے ہیں۔"

"عاتکہ! ہر باپ اپنی اولاد کے متعلق سوچتا ہے۔"

"پہلے تو یہ حالت تھی کہ اگر کوئی ذرا سی مایوسی کا اظہار کرتا تھا تو وہ اُس پر

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

برس پڑتے تھے۔ عمیر سے وہ اس لئے ناراض رہا کرتے تھے کہ وہ دُشمن کی قوت سے مرعوب تھا لیکن اب عمیر اُن کے سامنے موسیٰ پر بھی نکتہ چینی کرتا ہے تو وہ خاموش ہو جاتے ہیں"۔

سعید نے جواب دیا۔ "وہ یہ جانتے ہیں کہ عمیر بے وقوف ہے"۔

"کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ ابوالقاسم کے ایلچی عمیر کے ساتھ آتے تھے؟"

"عاتکہ! تم بلاوجہ پریشان ہو رہی ہو۔ تم یہ کیوں نہیں سوچتیں کہ غرناطہ سے آنے والے ایلچیوں نے آخر کسی رہنما کی ضرورت محسوس کی ہو گی اور تمہارا عم زاد اتنا بے وقوف نہیں کہ وہ اُنہیں اپنے گھر کا راستہ بھی نہ دکھا سکتا"۔

عاتکہ ہنس پڑی۔ اُس کے دل سے وسوسے کا رہا سہا بوجھ اُتر چکا تھا۔

سعید نے کہا۔ "چلو میں چچی جان کو سلام کرنا چاہتا ہوں"۔

اگلے روز ہاشم غرناطہ سے واپس آگیا۔

سعید اُس کی آمد کی اطلاع ملتے ہی اُس کے گھر پہنچ گیا۔ ہاشم بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ سلمیٰ اور عاتکہ اُس کے قریب بیٹھی ہوئی تھیں۔ عاتکہ سعید کے لئے اپنی کرسی خالی کر کے پیچھے ہٹ گئی اور سعید نے بیٹھتے ہی دریافت کیا۔ "مجھے ابھی منصور نے اطلاع دی تھی کہ آپ غرناطہ سے لوٹ آئے ہیں اور میں اسی وقت اُٹھ کر چلا آیا۔ کیسے۔ آپ کب پہنچے؟"

"مجھے زیادہ دیر نہیں ہوئی"۔ ہاشم نے تھکی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"آپ کی طبیعت کیسی ہے؟"

"میں بہت تھک گیا ہوں۔ غرناطہ میں مجھے آرام کا موقع نہیں ملا"۔

"آپ نے بہت دن لگا دئیے۔ چچی جان آپ کے متعلق بہت پریشان تھیں"۔

"میرا خیال تھا کہ میں ایک دو دن ٹھہر کر واپس آجاؤں گا لیکن غرناطہ کے حالات ایسے تھے کہ مجھے رُکنا پڑا"۔

"چچی جان کہتی تھیں کہ وہاں سے دو آدمی کوئی پیغام لے کر آئے تھے اور آپ اچانک روانہ ہو گئے تھے"۔

ہاشم نے گھور کر سلمیٰ کی طرف دیکھا اور پھر سعید کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ "مجھے ابوالقاسم نے بُلایا تھا۔ غرناطہ میں خوراک کے قحط نے انتہائی خطرناک صورت اختیار کر لی ہے۔ اگر دشمن نے موسم سرما کے اختتام تک محاصرہ جاری رکھا تو ہزاروں آدمی بُھوک سے ہلاک ہو جائیں گے اور عوام کی طرح لشکر میں بھی بددلی پھیل جائے گی۔

موسیٰ بن ابی غسان کو اصرار ہے کہ ہمیں کسی تاخیر کے بغیر پُوری فوج کے ساتھ شہر سے باہر نکل کر دشمن پر بھرپُور ضرب لگانی چاہیئے لیکن غرناطہ کے اکابر کا ایک بااثر گروہ اس تجویز کا مخالف ہے"۔

"آپ کو تو وزیرِ اعظم نے بُلایا تھا۔ کیا وہ بھی موسیٰ کی تجاویز کے مخالف ہیں؟"

"نہیں! وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ غرناطہ سے باہر نکل کر فیصلہ کُن جنگ سے قبل دشمن کے خلاف اور کئی محاذ کھول دئیے جائیں تاکہ اُس کی طاقت بٹ جائے۔ مجھ سے وہ یہ پوچھنا چاہتے تھے کہ کوہستانی علاقوں کے قبائل اہل غرناطہ کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے کس حد تک اُن کے ساتھ تعاون کریں گے۔

میں نے اُنہیں یہ جواب دیا تھا کہ میں اپنے قبیلے یا اپنے پڑوس کے چند قبائل کی ذمہ داری تو لے سکتا ہوں لیکن دوسرے علاقوں کے قبائل کو میدان میں لانے کے لئے اُن کے سرداروں کو اعتماد میں لینا نہایت ضروری ہے۔ اب حکومت کے ایلچی اُن کی طرف روانہ ہو چکے ہیں"۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

سعید نے کہا۔ "قبائل نے ہمیں کبھی مایوس نہیں کیا اور اب بھی اہلِ غرناطہ کو جو تھوڑی بہت مدد مل رہی ہے وہ بیشتر انہی کے ایثار و خلوص کا نتیجہ ہے۔ موسیٰ بن ابی غسان سے آپ کی مُلاقات ہوئی تھی؟"

"ہاں! اُنہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ غرناطہ کے امن پسندوں کو ہتھیار ڈالنے کے خطرات سے آگاہ کر دوں۔ یہی وجہ تھی کہ میں جلد واپس نہ آسکا۔"

سعید نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔ "اگر آپ بُرا نہ مانیں تو میں بڑے ادب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سلطان ابو عبداللہ اور ابوالقاسم، موسیٰ بن ابی غسان سے بالا بالا کوئی خطرناک فیصلہ تو نہ کر بیٹھیں گے؟"

ہاشم نے جواب دیا۔ "اُن کے متعلق میں ایسی بات سوچ بھی نہیں سکتا۔ لیکن مجھے یہ خدشہ ضرور ہے کہ اگر ہمیں بیرونی ممالک سے کوئی مؤثر امداد نہ ملی تو غرناطہ میں صلح پسند عناصر کا پلّہ بھاری ہو جائے گا۔ ابھی تک ہمیں تمہارے ابّا جان کی طرف سے بھی کوئی پیغام نہیں مِلا۔ خدا جانے وہ کہاں ہیں!

موسیٰ نے مجھے دیکھتے ہی اُن کے متعلق پوچھا تھا اور میں اس سے زیادہ کوئی جواب نہ دے سکا تھا کہ اگر وہ زندہ ہیں تو انشاء اللہ بہت جلد واپس آجائیں گے۔ سعید بیٹا! اُن کی کامیابی کے لئے دُعا کرو۔ اگر وہ ترکوں سے چند جنگی جہاز اپنے ساتھ لانے میں کامیاب ہو گئے تو اہلِ غرناطہ میں زندگی کی نئی لہر دوڑ جائے گی اور پھر تم دیکھو گے کہ اُندلس کے ہر مسلمان کا گھر ایک مضبوط قلعے میں تبدیل ہو چکا ہے۔ میں اپنی ہمّت اور استعداد کے مُطابق پُوری کوشش کر چکا ہوں کہ قوم اُن کی آمد تک دشمن کے خلاف سینہ سپر رہے لیکن قوم کی رگوں میں اب وافر خون نہیں رہا۔"

سعید نے کہا۔ "آپ کو بددل نہیں ہونا چاہیئے۔ مجھے یقین ہے کہ ابّا جان جلد واپس آئیں گے اور اہلِ غرناطہ اُن کی واپسی تک جنگ جاری رکھ سکیں گے۔"

"خدا کرے تمہاری توقعات درست ثابت ہوں لیکن میری یہ حالت ہے کہ جب مجھے قوم کے مستقبل کا خیال آتا ہے تو میرا دم گھٹنے لگتا ہے۔"

ہاشم نے یہ کہہ کر کرب کی حالت میں آنکھیں بند کر لیں۔

تھوڑی دیر بعد سعید کمرے سے باہر نکلا تو عاتکہ صحن میں پہنچ کر اُس کا انتظار کر رہی تھی۔ سعید نے اُس کے قریب رُکتے ہوئے کہا۔ "عاتکہ! سچ سچ کہو اب بھی تم اپنے چچا کے متعلق کوئی بے اطمینانی محسوس کر رہی ہو؟"

"نہیں! اب مجھے اُن کے متعلق کوئی بے اطمینانی نہیں۔ میں صرف عمیر کی وجہ سے پریشان تھی۔"

سعید نے کہا۔ "مجھے اُن کی گفتگو سے یہ محسوس ہوتا تھا کہ وہ غرناطہ کے حالات سے مطمئن نہیں ہیں۔ اس لئے میرا ارادہ ہے کہ میں وہاں ہو آؤں۔ آج شام تک پچاس رضاکار جو جنوب سے غلہ لا رہے ہیں یہاں پہنچ جائیں گے۔ میں اُن میں شامل ہو جاؤں گا اور انشاء اللہ وہاں پہنچتے ہی تازہ حالات سے آگاہ کروں گا۔"

"مگر اب غرناطہ کا کوئی راستہ محفوظ نہیں رہا۔"

"مجھے معلوم ہے لیکن گزشتہ چند ہفتوں میں دشمن کے چھاپہ مار دستے بہت نقصان اُٹھا چکے ہیں۔ اب وہ رات کے وقت پہاڑی علاقوں میں قدم رکھتے ہوئے یہ خطرہ محسوس کرتے ہیں کہ وہاں ایک ایک جھاڑی کے اندر اور ہر پتھر کی اوٹ میں ہمارے آدمی چھُپے ہوئے ہیں اور وہ کسی موڑ کے قریب پہنچتے ہی اُن کے تیروں کی زد میں آجائیں گے۔ غرناطہ کی سڑک کے آخری چند میل ہمارے لئے زیادہ غیر محفوظ تھے لیکن اب ہم نے یہ راستہ ترک کر دیا ہے اور رسد کا سامان چھکڑوں کی بجائے خچروں پر لاد کر ان تنگ اور دشوار گزار راستوں سے لایا جاتا ہے جہاں دشمن کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتا۔ ہماری فوج کو معلوم ہوتا ہے کہ رسد کا قافلہ کس راستے سے آرہا

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

ہے اور کس وقت پہنچے گا۔ اس لئے شہر کے آس پاس اگر دشمن کے حملے کا احتمال بھی ہو تو قافلے کی حفاظت کے لئے محافظ سپاہی بھیج دیئے جاتے ہیں۔"

عاتکہ بولی "میں غرناطہ کے متعلق بہت پریشان ہوں۔ آپ جلد واپس آنے کی کوشش کریں۔"

عاتکہ کا خیال تھا کہ غرناطہ کے مخدوش حالات ہاشم کو چین سے بیٹھنے کی اجازت نہیں دیں گے اور وہ ایک نئے ولولے اور تازہ جوش و خروش کے ساتھ پہاڑی قبائل میں جہاد کی تبلیغ شروع کر دے گا۔ لیکن ہاشم کی اب یہ حالت تھی کہ جہاد کی تبلیغ تو درکنار وہ تو گھر سے باہر نکلنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔

غرناطہ کے متعلق طرح طرح کی افواہوں سے پریشان ہو کر آس پاس کی بستیوں کے لوگ اُس سے ملنے آتے تھے۔ اُس کے پاس اُن کے تمام سوالات کا ایک ہی جواب تھا۔ "غرناطہ کو اب بوڑھے آدمیوں کے الفاظ کی بجائے نوجوانوں کے خون کی ضرورت ہے۔ اگر تم مزید خون دے سکتے ہو تو یہاں باتیں کرنے کی بجائے وہاں پہنچ جاؤ۔ ورنہ یہ دُعا کرو کہ باہر سے کوئی تمہاری مدد کے لئے پہنچ جائے۔ میں غرناطہ کے اکابر سے مل چکا ہوں۔ اب یہ بات اُن سے پوشیدہ نہیں رہی کہ حامد بن زہرہ اسلامی ممالک کے حکمرانوں کی اعانت حاصل کرنے کے لئے جا چکا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اُس کے کامیاب واپس آنے کی اُمید پر آخری دم تک لڑتے رہیں گے لیکن رسد کی کمی کے باعث غرناطہ کے حالات بہت نازک ہو چکے ہیں۔ اس لئے نہیں یہ دُعا کرنی چاہیئے کہ حامد بن زہرہ جلد واپس آجائے اور غرناطہ کے اکابر مایوسی کی حالت میں کوئی ایسی غلطی نہ کر بیٹھیں جو ہماری تباہی کا باعث ہو۔"

ہاشم کی بیوی اُس کے متعلق بہت پریشان تھی اور وہ عاتکہ سے کہا کرتی تھی:—

"بیٹی! اپنے چچا جان کے لئے دُعا کرو۔ وہ حوصلہ ہارنے والوں میں نہیں تھے لیکن اب کوئی غم اُنہیں اندر ہی اندر کھائے جا رہا ہے۔ وہ رات بھر کروٹیں بدلتے رہتے ہیں اور کبھی کبھی بے چینی کی حالت میں اُٹھ کر ٹہلنا شروع کر دیتے ہیں۔"

عاتکہ اُسے تسلی دیتی "چچی جان! ان دنوں قوم کا ہر بہی خواہ مضطرب ہے۔ چچا جان کو غرناطہ میں قیام کے دوران ایسے لوگوں کی باتوں سے صدمہ پہنچا ہے جو اپنی آزادی کی قیمت پر امن چاہتے ہیں۔ اُن کی بے چینی کی وجہ یہ بھی ہے کہ ابھی تک سعید کے ابا جان نے کوئی اطلاع نہیں بھیجی لیکن مجھے یقین ہے کہ جب وہ کوئی اُمید افزا پیغام لے کر آئیں گے تو اُن کے حوصلے پھر زندہ ہو جائیں گے۔"

سعید کو غرناطہ گئے ایک ہفتہ گزر چکا تھا لیکن اُس نے بھی وہاں کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں بھیجی تھی۔

پھر ایک دن غرناطہ کے سپہ سالار موسیٰ بن ابی غسان کے متعلق مختلف خبریں مشہور ہوئیں۔

ایک اطلاع یہ تھی کہ وہ انتہائی مایوسی کی حالت میں ابوعبداللہ کے دربار سے نکلے تھے۔ پھر کچھ دیر بعد اُنہوں نے تنہا شہر سے نکل کر حملہ کر دیا تھا اور دشمن کی صفیں چیرتے ہوئے رُوپوش ہو گئے تھے۔

ایک خبر یہ تھی کہ وہ دشمن سے دو دو ہاتھ کرتے اور اُس کے کئی آدمیوں کو موت کے گھاٹ اُتارتے ہوئے دریا کے کنارے پہنچ گئے تھے۔ جہاں زخموں سے چور ہونے کے بعد اُنہوں نے گھوڑے سمیت دریا میں چھلانگ لگا دی تھی اور بھاری اسلحہ کے بوجھ کی وجہ سے اُن کی لاش اُوپر نہ آسکی۔

اور بعض لوگ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ وہ دشمن سے لڑتے بھڑتے پہاڑوں میں

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

پہنچ گئے ہیں۔ وہاں سے جنگجو قبائل کی فوج تیار کرنے کے بعد واپس آجائیں گے۔

لیکن اگلے روز گاؤں میں اس خبر سے کہرام مچ گیا کہ سلطان ابو عبداللہ نے عارضی صلح کے لئے دشمن کی سب شرائط مان لی ہیں۔

اس المناک حادثے کے تین دن بعد سہ پہر کے وقت سعید گھوڑا دوڑاتا ہوا سیدھا ہاشم کے گھر پہنچا۔ وہ برآمدے کے سامنے دھوپ میں لیٹا ہوا تھا۔ سلمیٰ اس کے قریب بیٹھی ہوئی تھی۔

سعید گھوڑے سے اتر کر آگے بڑھا۔ ہاشم اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ چند ثانیے خاموشی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر سعید کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اور ہاشم نے بے بسی کی حالت میں سر جھکا لیا۔

سلمیٰ نے کہا۔ "بیٹھ جاؤ بیٹا!"

وہ ہاشم کے قریب بیٹھ گیا۔

خالدہ، سلمیٰ کی پانچ سالہ یتیم بھانجی برآمدے میں کھڑی عاتکہ کو آوازیں دے رہی تھی۔ "آپا جان! وہ آگئے ہیں منصور کے ماموں جان آگئے ہیں!"

عاتکہ ایک کمرے سے نکلتی ہوئی نظر آئی۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی آگے بڑھی اور ان کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ اس کے چہرے پر زردی چھائی ہوئی تھی اور شدتِ گریہ کے باعث آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔

سلمیٰ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ آگے بڑھ کر اس کے قریب بیٹھ گئی۔ کچھ دیر وہ خاموشی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ بالآخر سلمیٰ نے ڈوبتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "سعید! اب کیا ہوگا؟"

"چچی جان!" اس نے جواب دیا۔ "مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قوم کی روحِ آزادی سلب کر لی گئی ہے اور اب ہم اپنے مستقبل کے متعلق ہر سوال کا جواب دشمن کے چہرے

کے آثار چڑھاؤ میں تلاش کیا کریں گے۔"

سلمیٰ نے پوچھا۔ "تمہیں یقین ہے کہ موسیٰ بن ابی غسان شہید ہو چکے ہیں؟"

"ہاں! دشمن نے ان کا خالی گھوڑا شہر بھیج دیا تھا۔ اسے گلیوں اور بازاروں میں پھرایا جا چکا ہے۔ اہلِ شہر پر خوف و ہراس مسلط ہے اور حکومت کے عہدہ دار عوام کو یہ تسلی دے رہے ہیں کہ سلطان نے صرف ستر دن کے لئے جنگ بند رکھنے کا معاہدہ کیا ہے۔ اس عرصہ میں اگر ہمیں باہر سے مدد مل گئی، تو اہلِ غرناطہ دوبارہ جنگ شروع کرنے کے لئے آزاد ہوں گے۔"

ہاشم نے کہا۔ "اگر موسیٰ بن ابی غسان کو ستر دن کے بعد دوبارہ جنگ شروع کرنے کی امید ہوتی تو وہ اتنے بددل نہ ہوتے۔ فرڈیننڈ بے وقوف نہیں ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ امن کے ستر دن گزارنے کے بعد اہلِ غرناطہ دوبارہ تلوار اٹھانے پر آمادہ نہیں ہوں گے۔"

سعید نے جھجکتے ہوئے ہاشم سے سوال کیا۔ "آپ کو معلوم تھا کہ سلطان ابو عبداللہ اور وزیر ابو القاسم ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ کر چکے ہیں؟"

"نہیں! میں صرف اتنا جانتا تھا کہ ابو عبداللہ کی قوتِ فیصلہ مفلوج ہو چکی ہے اور ابو القاسم کے ہاتھ اتنے مضبوط نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے جنگ جاری رکھ سکے۔ اس لئے اگر ابو عبداللہ کے دربار میں صلح پسندوں کا پلڑا بھاری ہو گیا اور اس نے ان کی باتوں میں آکر کوئی غلط فیصلہ کر لیا تو وہ ایک وزیر کی حدود و اختیار سے باہر نکل کر مخالفت نہیں کرے گا۔

جب میں اس سے ملا تھا تو وہ بہت مایوس تھا اور اس نے مجھے بتایا تھا کہ موسیٰ بن ابی غسان کی عزیمت اور مردانگی کے باوجود ہم اس تلخ حقیقت سے آنکھیں بند نہیں کر سکتے کہ غرناطہ کے صلح پسند امراء اور علماء کی طرح فوج کے بعض عہدہ دار بھی اس جنگ کے نتائج سے مایوس ہو چکے ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ کسی دن ابو عبداللہ

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

مجھے یہ حکم نہ دے کہ ہمیں ہر قیمت پر صلح کر لینی چاہیئے۔"

سعید نے کہا۔ "لیکن غرناطہ میں تو اس قسم کی افواہیں پھیلی ہوئی ہیں کہ غرناطہ کے امن پسندوں کو ابوالقاسم کی سرپرستی حاصل تھی اور موسیٰ سے اُس کے اختلافات بہت بڑھ گئے تھے۔"

ہاشم نے جواب دیا۔ "نہیں، ابھی عوام کو اندرونی حالات کا علم نہیں۔ بات دراصل یہ تھی کہ موسیٰ کسی تاخیر کے بغیر پوری فوج کے ساتھ شہر سے باہر نکل کر فیصلہ کُن حملہ کرنا چاہتے تھے اور اُنہیں یقین تھا کہ موجودہ حالات کے پیشِ نظر غرناطہ کا کوئی سنجیدہ آدمی اُن کی تجویز کی مخالفت نہیں کرے گا۔ چنانچہ اُنہوں نے ابوعبداللہ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ فوراً شہر کے اکابر کو الحمراء میں جمع ہونے کی دعوت دیں تاکہ فیصلہ کُن جنگ کے لئے اُن کی تائید و حمایت حاصل کی جا سکے۔ لیکن ابوالقاسم کو یہ خدشہ تھا کہ امن پسند امراء اور علماء کا ایک بااثر گروہ اس تجویز کی مخالفت کرے گا۔

ابوالقاسم نے موسیٰ کو یہ سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ اگر آپ کی تجویز بھرے دربار میں ٹھکرا دی گئی تو عوام پر بہت بُرا اثر پڑے گا۔ اس لئے آپ کو یہ معاملہ کھلے دربار میں پیش کرنے کی بجائے یہ اطمینان کر لینا چاہیئے کہ وہاں آپ کے ہم خیال لوگوں کا پلہ بھاری ہوگا اور یہ اُسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ شکست خوردہ ذہن کے لوگوں کو یہ اُمید دلا سکیں کہ جب اہلِ غرناطہ میدان میں نکلیں گے تو وہ تنہا نہیں ہوں گے۔ اُن کی جنگ پورے اُندلس میں پھیل جائے گی اور پھر بیرونی ممالک کی حکومتیں بھی اُن کی پُشت پر ہوں گی۔ جب تک ایسی صورت پیدا نہیں ہوتی اہلِ غرناطہ کو اپنے حصار سے باہر نہیں نکلنا چاہیئے۔ لیکن موسیٰ کو غرناطہ کے اکابر کے متعلق غلط فہمی تھی کہ وہ خودکشی کا فیصلہ نہیں کریں گے۔ میں غرناطہ سے واپس آیا تھا تو تم بار بار یہ پوچھتے تھے کہ میں اس قدر مغموم اور پریشان کیوں ہوں اور میں تمہیں ٹالنے کی

کوشش کرتا تھا لیکن آج میں تمہیں بتا سکتا ہوں۔ مجھے اس بات کا خدشہ تھا کہ اگر یہ معاملہ کھلے دربار میں زیرِ بحث آتا تو غرناطہ کے اکابر کی اکثریت ابوموسیٰ کا ساتھ نہ دیتی۔

میں یہ نہیں کہوں گا کہ موسیٰ جلد بازی سے کام لے رہے تھے۔ غرناطہ کے حالات نے اُنہیں مجبور کر دیا تھا کہ وہ جلد کوئی قدم اُٹھائیں۔ لیکن اُن کی حقیقت پسندی اور اُن کے عزم و خلوص کا احترام کرتے ہوئے بھی مجھے یہ ڈر محسوس ہوتا تھا کہ اب اہلِ غرناطہ اس عظیم انسان کے حوصلوں کا ساتھ نہیں دیں گے۔

ابوالقاسم کو کوسنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ وہ ایک ایسے حکمران کا وزیر ہے جو اہلِ غرناطہ پر ایک عذاب کی صورت میں نازل ہوا ہے۔ اب اُس کی آخری کوشش یہی ہوگی کہ جنگ بندی کے عرصہ میں دشمن سے زیادہ سے زیادہ مراعات حاصل کی جائیں۔ اس کے بعد اگر غلامی ہمارا مقدر نہیں بن چکی تو ممکن ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ ہماری مدد کو پہنچ جائے۔ لیکن اس وقت ہمیں جوش کی بجائے ہوش سے کام لینے کی ضرورت ہے۔

اب اہلِ غرناطہ کا فیصلہ تبدیل کرنا ہمارے اختیار میں نہیں اور جب تک کوئی اُمید افزا صورت پیدا نہیں ہوتی ہمیں کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے کہ دشمن کو ہمارے علاقے پر چڑھ دوڑنے کا بہانہ مل جائے۔ تم حامد بن زہرہ کے بیٹے ہو اور تمہیں بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ اب تمہاری حفاظت میری سب سے بڑی ذمہ داری ہے اور میں تم سے وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ تم جنگ بندی کے اس زمانے میں غیر محتاط لوگوں سے الگ تھلگ رہو گے۔

غرناطہ میں ان سرپھروں کی کمی نہیں جو کسی وقت بھی مشتعل ہو سکتے ہیں۔ جب ایسے لوگ تمہارے پاس آئیں تو تمہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اُن کے ساتھ دشمن کے جاسوس بھی ہو سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اب اہلِ غرناطہ کے لئے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

رسد کے راستے کھل جائیں گے اور تمہارے بغیر بھی یہ کام ہو سکے گا اور اگر وہاں جانا پڑے تو تمہیں آمنہ اور عبید کے سوا کسی اور کے پاس نہیں ٹھہرنا چاہیئے۔

مجھے اب بھی تمہارے باپ کا انتظار ہے اور میری یہ اُمید ختم نہیں ہوئی کہ وہ دم توڑتی ہوئی قوم کے لیئے نئی زندگی کا پیغام لے کر آئیں گے۔ لیکن جب تک ہمیں کوئی سہارا نہیں ملتا ہم پُر امن رہ کر ہی کسی آنے والی آزمائش کا سامنا کرنے کے لیئے تیار ہو سکتے ہیں"۔

سعید نے کہا۔ "چچا جان! آپ مطمئن رہیں میری طرف سے کوئی بے احتیاطی نہیں ہوگی۔ لیکن میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ان دنوں آپ کا غرناطہ میں موجود رہنا ضروری ہے۔ وہاں حریت پسندوں کو آپ کے مشوروں کی ضرورت ہوگی"۔

ہاشم نے جواب دیا۔ "میں نہیں سمجھتا کہ اب میرے مشورے کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ تاہم میں دو تین دن تک غرناطہ روانہ ہو جاؤں گا اور جلد واپس آنے کی کوشش کروں گا لیکن اگر کسی وجہ سے مجھے زیادہ دن لگ جائیں اور اس عرصہ میں تمہارے ابا جان کی طرف سے کوئی پیغام آ جائے تو یہ بات کسی پر ظاہر نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر وہ خود پہنچ جائیں تو انہیں کوئی قدم اُٹھانے سے پہلے مجھ سے مشورہ کر لینا چاہیئے۔ میں اُن کی آمد کی اطلاع ملتے ہی یہاں پہنچ جاؤں گا۔

تازہ حالات سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد وہ خود ہی سمجھ جائیں گے کہ سر دست اُنہیں لوگوں کی نگاہوں سے چھُپ کر اپنا فرض ادا کرنا پڑے گا"۔

چوتھے روز ہاشم غرناطہ جا چکا تھا۔ اُس کی روانگی کے دو ہفتے بعد گاؤں کے تین آدمی جو غرناطہ کی فوج کے مُلازم تھے رخصت پر گھر آئے اور اُنہوں نے یہ خبر سنائی کہ غرناطہ کے بعض حلقوں میں جنگ بندی کے خلاف شدید اضطراب پایا جاتا ہے اور لوگ

جگہ جگہ ابو عبداللہ کے خلاف مظاہرے کر رہے ہیں۔

پچھلے ہفتے البیسین کے محلے سے مشتعل عوام کا جلوس الحمرا کی طرف روانہ ہوا اور اُسے منتشر کرنے کے لیئے فوج کو میدان میں آنا پڑا۔

شہر میں یہ افواہ بھی گرم ہے کہ فرڈیننڈ اس صورتِ حال سے بہت مضطرب ہے اور اُس نے سابقہ معاہدے کے مطابق سلطان ابو عبداللہ سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ فوج کے جن افسروں اور شہر کے بااثر خاندانوں کے جن افراد کو یرغمال کے طور پر سنٹا فے بھیجنا ہے وہ بہت جلد بھیج دئیے جائیں۔ ورنہ وہ جنگ بندی کے معاہدے کا پابند نہیں ہوگا۔

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ غرناطہ کے صلح پسند دوبارہ جنگ لڑنے کے تمام امکانات ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ اُنہوں نے ابو عبداللہ کو یہ مشورہ دیا ہے کہ جن بااثر لوگوں سے بغاوت کا کوئی خطرہ پیش آ سکتا ہے اُنہیں قابو میں رکھنے کی یہی صورت ہے کہ اُن کو یرغمال کے طور پر فوراً فرڈیننڈ کے حوالے کر دیا جائے اور ابو عبداللہ اُن کے مشورے پر عمل درآمد کرنے کے لیئے تیار ہو چکا ہے۔

سعید یہ خبر سُنتے ہی ہاشم کے گھر پہنچا اور اُس نے عاتکہ سے کہا۔ "مجھے یہ خبر ناقابلِ یقین معلوم ہوتی ہے۔ تاہم میں غرناطہ جانا چاہتا ہوں۔ چچا ہاشم کا پتا لگانا بھی ضروری ہے۔ اُنہیں وہاں گئے کافی دن ہو چکے ہیں۔ گاؤں سے چار اور آدمی میرے ساتھ جانا چاہتے ہیں اور ہم تھوڑی دیر تک روانہ ہو جائیں گے"۔

عاتکہ اور اُس کی چچی نے سعید سے محتاط رہنے اور جلد واپس آنے کا وعدہ لے کر اُسے خدا حافظ کہا اور تھوڑی دیر بعد پانچ برق رفتار سوار غرناطہ کا رُخ کر رہے تھے۔

سعید کی روانگی کے دو دن بعد ہاشم واپس آیا اور اپنے کمرے میں داخل ہوتے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

ہی نڈھال سا ہو کر گر پڑا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سلمیٰ کو بتا رہا تھا۔ "مجھے اب تک یہ امید تھی کہ شاید ابوالقاسم یرغمال میں دیئے جانے والوں کی فہرست سے امین اور عبید کے نام نکال دے گا لیکن اُس فیصلے پر سلطان کی مہر ثبت ہو چکی ہے اور فہرست کی ایک نقل فرڈیننڈ کو بھیجی جا چکی ہے۔ اب کسی وقت اچانک انھیں سینٹافے بھیج دیا جائے گا۔"

سلمیٰ نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ "لیکن ابوالقاسم تو آپ کا دوست ہے!"

"مجھے ابوالقاسم سے کوئی شکایت نہیں۔ اگر اُس کا بس چلتا تو وہ یقیناً میری مدد کرتا لیکن سپہ سالار کو اصرار تھا کہ فوج کو پُرامن رکھنے کے لئے عبید اور امین جیسے بااثر افسروں کو دشمن کے حوالے کر دینا ضروری ہے۔ تاہم ابوالقاسم نے مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ چند دن تک انھیں واپس بُلوا لے گا۔

سلمیٰ! حوصلے سے کام لو۔ میرے سامنے اپنے بیٹوں سے زیادہ اس علاقے کی بستیوں کو بچانے کا مسئلہ تھا۔ میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ فرڈیننڈ مجھے ایک دشمن اور عبداللہ مجھے ایک باغی قرار دے کر اپنی افواج اس علاقے میں بھیج دیں اور مجھے ہزاروں انسانوں کے قتلِ عام کا مجرم قرار دیا جائے۔

جن چار سو آدمیوں کو فرڈیننڈ کے کیمپ میں بھیجا گیا ہے اُن کی حیثیت قیدیوں کی بجائے مہمانوں کی سی ہوگی۔ مجھے صرف اس بات کا غم ہے کہ اب مستقبل کی امیدوں کے سارے چراغ بجھ گئے ہیں۔"

عاتکہ پتھرائی ہوئی آنکھوں سے اپنے چچا کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اُس نے ڈوبتی ہوئی آواز میں کہا۔ "سعید آپ کا پتا لگانے غرناطہ گیا تھا۔ کیا وہ آپ سے نہیں ملا؟"

"ہاں وہ مجھ سے ملا تھا۔ میں اُسے اپنے ساتھ ہی لانا چاہتا تھا لیکن اُس کو

چند ضروری کام تھے۔ اس لئے وہ میرے ساتھ نہیں آیا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ کوئی خطرناک راستہ اختیار نہیں کرے گا اور بہت جلد واپس آجائے گا۔"

اور اب عاتکہ کی نگاہیں کھڈ کے پار اُس مکان پر مرکوز تھیں جہاں وقت کی تاریک آندھیوں میں وہ آج بھی امید کی کوئی کرن دیکھ سکتی تھی ___ اسے بڑی شدت سے سعید کا انتظار تھا ___

"عاتکہ!" اُسے زینے سے چچی کی آواز سنائی دی۔ "عاتکہ بیٹی! تم ابھی تک یہاں کھڑی ہو؟ بہت سردی ہے بیٹی!"

"آتی ہوں چچی جان!" اُس نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

ہاشم کا مہمان

جنگ بندی کو ابھی صرف پچیس دن گزرے تھے، مگر پچیس دنوں کے یہ واقعات عاتکہ کو بھیانک خواب نظر آتے تھے۔ جب ان خوابوں کا تسلسل ٹوٹ جاتا تو وہ بے بسی اور بے چارگی کی حالت میں بار بار اپنے دل سے پوچھتی:

"کیا آئندہ پینتالیس دنوں میں کوئی ایسا معجزہ رُونما ہو سکتا ہے کہ ہماری بدنصیب قوم غلامی کی ذلت سے بچ جائے! کیا یہ ممکن ہے کہ حامد بن زہرہ اچانک واپس آجائے اور ہمیں یہ پیغام دے کہ ترکی، الجزائر اور مراکش سے غازیانِ اسلام کے لشکر ہماری اعانت کے لیے روانہ ہو چکے ہیں!"

ان سوالات کے جواب میں کبھی اُس کا چہرہ عزم و یقین کی روشنی سے چمک اُٹھتا اور کبھی اس پر بے یقینی اور تذبذب کے اندھیرے مسلط ہو جاتے۔

اور ایک روز سورج ڈوب رہا تھا اور مغربی اُفق پر بکھری ہوئی بدلیاں سُرخ ہو رہی تھیں۔ اچانک اُسے خالدہ کی آواز سنائی دی۔

"آپا جان! آپا جان! منصور کے ماموں آرہے ہیں!"

عاتکہ نے چونک کر زینے کی طرف دیکھا۔ خالدہ بھاگتی ہوئی آگے بڑھی اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچنے لگی۔ عاتکہ اُس کے ساتھ نیچے اُتری لیکن صحن میں کوئی نہ تھا۔ خالدہ اُسے پریشان دیکھ کر ہنس پڑی۔

"وہ یہاں نہیں ہیں۔ آیئے! میں آپ کو دکھاتی ہوں۔ میں نے اُنہیں دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔ اُن کے پیچھے ایک اور سوار بھی آرہا ہے۔"

خالدہ اُسے کھینچتی ٹالتی ڈیوڑھی کی طرف لے گئی اور دروازے کے قریب پہنچ کر بولی:

"اُوپر چلیں آپا جان! وہ یہاں سے نظر نہیں آئیں گے!"

وہ ڈیوڑھی کے قریب پہنچیں تو عاتکہ نے اِدھر اُدھر نظر دوڑانے کے بعد قدرے مضطرب ہو کر پوچھا:

"کہاں ہیں وہ؟"

خالدہ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ "آپا جان! اُوپر چلیں وہ وہاں سے نظر آئیں گے۔"

وہ ایک تنگ زینے سے ڈیوڑھی کی چھت پر پہنچیں۔ خالدہ بھاگ کر منڈیر کی طرف بڑھی اور ایک ثانیہ نیچے جھانکنے کے بعد سرگوشی کے انداز میں بولی:

"آپا جان! اِدھر دیکھیے وہ آرہے ہیں۔"

عاتکہ آگے بڑھی اور پھر یکایک اُس کی نگاہیں سعید پر جم کر رہ گئیں وہ حویلی کے مغربی کونے کے قریب پہنچ چکا تھا اور اُس کے پیچھے ایک اور سوار آرہا تھا۔

وہ دروازے کے سامنے پہنچ کر گھوڑوں سے اُتر پڑے۔ عاتکہ نے سعید کے ساتھی کو دیکھا تو ایک ثانیہ کے لیے اُس کی رگوں کا خون منجمد ہو کر رہ گیا۔ اُس کے سر پر سفید عمامہ تھا۔ آنکھیں بھوری تھیں، ایک کان کا درمیانی حصہ کنارے تک پھٹا ہوا تھا۔ آنکھ کے کونے اور کان کے شگاف کی سیدھ میں زخم کا ہلکا سا نشان تھا۔ داڑھی صاف تھی۔ سر کے بال عمامے میں چھپے ہوئے تھے۔ اگر اُس

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

کی مونچھوں اور ابروؤں کا رنگ سیاہ ہونے کی بجائے سُرخی مائل ہوتا تو وہ کسی جھجک کے بغیر یہ کہہ سکتی تھی کہ اُس کے چہرے کے خدوخال وہی ہیں جو اُس کے دل پر نقش تھے۔

نوکروں نے باہر نکل کر اُن کے گھوڑوں کی باگیں پکڑ لیں۔

سعید نے کہا۔"ان کا گھوڑا اصطبل میں باندھ دو اور میرا گھوڑا گھر پہنچا دو۔ جعفر سے کہو میں تھوڑی دیر تک پہنچ جاؤں گا۔ چچا ہاشم گھر میں ہیں نا؟"

ایک نوکر نے جواب دیا۔"وہ پڑوس کی بستی میں کسی کے جنازے میں گئے تھے، ابھی تک واپس نہیں آئے۔ آپ اندر تشریف رکھیں وہ آتے ہی ہونگے۔"

وہ ڈیوڑھی عبور کر کے صحن میں پہنچے تو عاتکہ چھت کے دوسرے کنارے پر کھڑی اُن کی طرف دیکھ رہی تھی۔

مہمان، سعید کے ساتھ مہمان خانے میں چلا گیا تو خالدہ نے عاتکہ سے پوچھا:

"آپا جان! اُنہیں بُلا لاؤں؟"

"نہیں، تھوڑی دیر ٹھہرو!"

چند منٹ بعد سعید مہمان خانے سے باہر نکلا تو عاتکہ جلدی سے نیچے اُتر کر اُس کے راستے میں کھڑی ہو گئی۔

"سعید! تمہارے ساتھ کون آیا ہے؟" اُس نے سوال کیا۔

"اُس کا نام طلحہ ہے اور میں اُس کے متعلق اس سے زیادہ نہیں جانتا کہ وہ قرطبہ سے فرار ہو کر غرناطہ آیا تھا اور اب کچھ عرصہ سے ابوالقاسم کے دفتر میں قسطالی زبان کے مترجم کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔ میں نے سُنا ہے، کہ متارکۂ جنگ کی گفتگو کے دوران میں اُس نے سلطان کے دربار میں بھی ایک مترجم کے فرائض سرانجام دیے تھے۔ چند دن قبل اس سے میری پہلی ملاقات

ہوئی تھی۔ وہ عمیر کے ساتھ آیا تھا اور عمیر نے ہمارا تعارف کراتے ہوئے کہا تھا کہ چچا ہاشم اسے جانتے ہیں۔ پچھلے دنوں جب وہ غرناطہ آئے تھے تو اس سے ملاقات ہوئی تھی اور چچا ہاشم اُس کی سرگزشت سُن کر بہت متاثر ہوئے تھے۔ اس کے بعد عمیر جب کبھی امین اور عبید کے پاس آتا تھا تو یہ اُن کے ساتھ ہوتا تھا۔ مجھے وہ ایک مظلوم آدمی معلوم ہوتا ہے۔ آج صبح مجھے معلوم ہوا کہ جن آدمیوں کو یرغمال کے طور پر دشمن کے حوالے کرنے کا فیصلہ ہوا تھا اُنہیں رات کے پچھلے پہر سینٹافے روانہ کر دیا گیا ہے۔"

"عبید اور امین بھی اُن کے ساتھ جا چکے ہیں؟"

"ہاں! میں یہ خبر سُنتے ہی اُن کے دوستوں سے ملا تھا اور پھر عمیر نے بھی اس بات کی تصدیق کی تھی۔ میرا ارادہ تھا کہ میں گھر پہنچ کر چچا ہاشم کو تسلی دوں لیکن مجھے حریت پسندوں کے ایک خفیہ اجتماع میں شریک ہونا پڑا اور وہاں کافی دیر لگ گئی۔ پھر دوپہر کے قریب میں واپس آ کر سفر کی تیاری کر رہا تھا کہ عمیر طلحہ کو میرے پاس لے آیا اور اُس نے یہ کہا کہ اگر تم گاؤں جا رہے ہو تو طلحہ کو ساتھ لیتے جاؤ۔ وزیرِ اعظم نے ابا جان کی تشفی کے لیے اُسے ایک ذاتی خط دیا ہے۔ عمیر بذاتِ خود اُس کے ساتھ آنا چاہتا تھا لیکن غرناطہ کے موجودہ حالات کے پیشِ نظر اُس نے چھٹی لینا مناسب نہیں سمجھا۔"

عاتکہ نے کچھ سوچ کر پوچھا:

"تمہیں یقین ہے کہ اس کا نام طلحہ ہی ہے؟"

"ہاں میں نے اس کا یہی نام سُنا ہے لیکن تم اس قدر پریشان کیوں ہو؟"

عاتکہ نے جواب دیا:

"ماضی کے واقعات نے مجھے ہر انسان پر شک کرنا سکھا دیا ہے۔"

Scanned by iqbalmt

میں نے تم سے عتبہ کا ذکر کیا تھا۔ اس کے یہی خد و خال تھے۔ وہ میرے تیر سے زخمی ہوا تھا اور بالکل اسی جگہ سے اس شخص کا کان بھی پھٹا ہوا ہے لیکن اُس کے سر اور داڑھی کے بال سُرخ تھے۔ یہ داڑھی کے بغیر ہے اور اِس کے سر کے بال مجھے نظر نہیں آئے۔ لیکن اگر مونچھیں اور بھویں سیاہ ہونے کی بجائے سُرخی مائل ہوتیں تو میں یہی سمجھتی کہ اُس نے اپنا نام تبدیل کر لیا ہے۔"

سعید نے کہا:

"عاتکہ! تم نے جو حادثہ بچشم خود دیکھا ہے وہ انتہائی مضبوط دل انسان کے لیے بھی ناقابلِ برداشت تھا لیکن اِس آدمی کے متعلق تمہیں وہم میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ تمہارے باپ کا قاتل تمہارے گھر میں قدم رکھنے کی جرات کیسے کر سکتا ہے! اور پھر تم خود ہی یہ کہہ رہی ہو کہ اُس کی بھویں اور مونچھیں سرخ تھیں۔ میرے خیال میں اُس کے زخم کے نشان سے تم کو وہم ہوا ہے۔ لیکن ایسے اتفاقات ناممکن نہیں۔ کئی آدمیوں کے زخموں کے نشان ایک جیسے ہو سکتے ہیں۔"

عاتکہ نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا:

"سعید! میں سچ مچ وہمی ہو گئی ہوں۔ میں سوچ رہی تھی کہ شاید اُس نے کسی مصنوعی طریقے سے اپنے بالوں کا رنگ تبدیل کر لیا ہے۔ چلو اندر چلو! چچی جان بہت پریشان ہیں۔"

سعید عاتکہ کے ساتھ چل پڑا اور تھوڑی دیر بعد وہ سلمٰی کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ سعید نے اُسے غرناطہ کے حالات سُنائے اور عبید اور امین کے متعلق تسلی دینے کے بعد کچھ دیر ہاشم کا انتظار کیا اور بالآخر اُٹھتے ہوئے کہا:

"ہو سکتا ہے کہ وہ رات کے وقت رُک جائیں۔ اس لئے مجھے اجازت دیجئے میں کل علی الصبح اُن کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ — عاتکہ! اگر تمہیں مہمان کے متعلق اب بھی کوئی اُلجھن محسوس ہوتی ہے تو میں اُسے اپنے ساتھ لے جاتا ہوں۔"

"نہیں! نہیں! مجھے اُس کے متعلق کیا اُلجھن ہو سکتی ہے۔ اُسے رہنے دیں۔ اگر چچا جان آ گئے تو وہ بُرا مانیں گے۔"

(۱۱)

سلمٰی نے عشاء کی نماز تک ہاشم کا انتظار کیا اور پھر ایک خادمہ سے کہا:

"اب شاید وہ نہ آئیں۔ اس لئے تم مہمان کے لئے کھانا بھیج دو۔"

کچھ دیر بعد وہ عاتکہ سے باتیں کر رہی تھی کہ خادمہ کمرے میں داخل ہوئی اور اس نے کہا:

"آقا آ گئے ہیں اور سیدھے مہمان خانے میں چلے گئے ہیں۔ کھانے کے متعلق اُنہوں نے یہ کہا ہے کہ وہ مہمان سے مُلاقات کے بعد کھائیں گے۔"

عاتکہ نے اچانک اُٹھ کر کہا:

"چچی جان! میں جاتی ہوں۔ مجھے نیند آ رہی ہے۔"

"اتنی جلدی؟"

"چچی جان! میری طبیعت ٹھیک نہیں۔ شاید میں نماز پڑھتے ہی سو جاؤں۔"

خالدہ ساتھ والے کمرے سے باہر آتی ہوئی نظر آئی اور اُس نے کہا:

"آپا! آپ نے کہانی سنانے کا وعدہ کیا تھا۔ میں آپ کے ساتھ چلوں گی۔"

Scanned by iqbalmt
Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

"نہیں! نہیں! اُس نے پریشان ہوکر کہا۔ "تم اپنے بستر میں لیٹی رہو۔ میں نماز سے فارغ ہوکر تمہارے پاس آجاؤں گی۔"

خالدہ نے بسورتے ہوئے کہا:

"آپ تو نماز کے بعد سو جائیں گی۔"

عاتکہ اضطراب کی حالت میں اُس کا بازو پکڑ کر دوسرے کمرے میں لے گئی اور جلدی سے بستر پر لٹانے اور اُوپر لحاف ڈالنے کے بعد ذرا غصّے سے کہا:

"باتونی لڑکی! اب آرام سے لیٹی رہو ورنہ آئندہ کبھی کہانی نہیں سناؤں گی۔"

خالدہ اُس کے تیور دیکھ کر سہم گئی۔ عاتکہ کمرے سے باہر نکل کر زینے کی طرف بڑھی۔ اُس کا دل دھڑک رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنے کمرے میں نماز پڑھنے کی بجائے اُس روشندان سے کان لگائے اپنے چچا اور مہمان کی گفتگو سن رہی تھی جو نوکروں کی کوٹھڑیوں کی چھت سے چند بالشت اُونچا تھا۔

ہاشم کہہ رہا تھا:

"یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ واپس آچکا ہو اور مجھے خبر نہ ہو۔ ابوالقاسم کو ایسی افواہوں پر یقین نہیں کرنا چاہیئے۔"

مہمان نے کہا:

"جناب! حامد بن زہرہ کے متعلق پہلی اطلاع یہ تھی کہ وہ مالٹا کے قید خانے میں پڑا ہوا ہے۔"

"ابوالقاسم کو یہ معلوم تھا کہ وہ قید ہوچکا ہے؟"

"نہیں! فرڈیننڈ نے یہ خبر پوشیدہ رکھی تھی اور اُسے واپس لانے کے لئے ایک جنگی جہاز روانہ کردیا تھا اس خیال سے کہ مالٹا میں اُس کے سفیر نے کسی دوسرے

آدمی کو حامد بن زہرہ نہ سمجھ لیا ہو۔ اس جہاز پر اُس کی شناخت کے لئے دو جاسوس بھی بھیج دیئے تھے۔

یہ جہاز کئی دنوں سے لاپتہ تھا اور اب مالٹا سے اس بات کی تصدیق ہوچکی ہے کہ جس قیدی کو اُس پر لایا جارہا تھا وہ حامد بن زہرہ ہی تھا۔ اُن دنوں بحیرہ روم کے مغربی حصّے میں ترکوں اور ان کے بربر حلیفوں کے جہاز گشت کررہے تھے اور یہ بات بعید از قیاس نہ تھی کہ اُسے کوئی حادثہ پیش آگیا ہو۔ فرڈیننڈ کا خیال تھا کہ اگر دہل بربر یا ترکوں کی مداخلت کے باعث حامد بن زہرہ آزاد ہوچکا ہے تو اس کی پہلی کوشش یہی ہوگی کہ متارکۂ جنگ کی مدّت ختم ہونے سے پہلے غرناطہ پہنچ جائے۔

اب آخری اطلاع یہ ہے کہ کسی بیرونی حملہ آور کے تین جہاز رات کی تاریکی سے فائدہ اُٹھا کر ساحل کے قریب پہنچ گئے اور قسطلہ کے دو جہاز غرق کرنے کے بعد اچانک رُوپوش ہوگئے۔

تباہ ہونے والے جہازوں کے جو ملاح بچ گئے تھے اُن کی زبانی یہ خبر ملی ہے کہ ایک جہاز جس کی گولہ باری زیادہ تباہ کُن ثابت ہوئی، ساحل سے بہت قریب تھا۔

ہاشم نے سوال کیا: "آپ کا مطلب ہے کہ یہ نامعلوم جہاز حامد بن زہرہ کو ساحل پر اُتارنے کے لئے آئے تھے؟"

فرڈیننڈ کو یہی تشویش ہے کہ حملہ آور کسی اہم ضرورت کے بغیر اتنا بڑا خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے۔"

کمرے میں کچھ دیر خاموشی چھائی رہی۔ بالآخر ہاشم نے کہا:

"مجھے اب بھی یقین نہیں آتا، لیکن اگر حامد بن زہرہ کو واقعی ساحل پر اُتارا

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

جا چکا ہے تو اُسے یہاں پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی۔

مہمان نے کہا: "ممکن ہے کہ وہ موجودہ حالات میں غرناطہ یا اپنے گاؤں کا رُخ کرنے کی بجائے کسی جگہ چھُپ کر مناسب وقت کا انتظار کرے۔ بہرحال یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔ اُسے ایسے حالات پیدا کرنے کا موقعہ نہیں ملنا چاہیئے کہ فرڈینینڈ کو جنگ بندی کا معاہدہ توڑنے کا بہانہ مل جائے۔"

ہاشم نے کہا: "اگر وہ باہر سے کوئی اُمید افزا پیغام لے کر آیا ہے تو وہ یہاں آئے گا یا پھر سیدھا غرناطہ کا رُخ کرے گا اور اگر وہ لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل رہنا چاہتا ہے تو ابوالقاسم کو اُس کے متعلق پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔"

"ابوالقاسم اس لئے پریشان ہیں کہ اُن پر اُن چار سو آدمیوں کی جانیں بچانے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو یرغمال کے طور پر دشمن کے سپرد کئے جا چکے ہیں اور آپ کے دو فرزند اُن میں شامل ہیں۔ ابوالقاسم آپ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ اگر آپ دوسروں کے متعلق نہیں تو کم از کم اپنے بیٹوں کے متعلق اپنی ذمہ داری ضرور محسوس کریں گے۔"

"کیا ابوالقاسم اب بھی یہ خیال کرتا ہے کہ میں حامد بن زہرہ کو اپنا گھر جلانے کے لیے آگ مہیا کروں گا؟"

"نہیں! انہیں صرف اس بات کا خدشہ ہے اگر آپ نے اُسے راہِ راست پر لانے کی کوشش نہ کی اور اُس نے کوئی ہنگامہ برپا کر دیا تو نصرانی سب سے پہلے اس علاقے میں بربریت کا مظاہرہ کریں گے اور اہلِ غرناطہ کو آپ کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہوگی۔ پھر فرڈینینڈ کی قید میں آپ کے بیٹوں کا جو حشر ہوگا، وہ آپ بہتر سوچ سکتے ہیں!"

کمرے میں پھر ایک بار خاموشی چھا گئی۔

تھوڑی دیر بعد ہاشم نے کہا: "لیکن میں کیا کر سکتا ہوں۔ میں کس طرح اُسے راہِ راست پر لا سکتا ہوں۔ اگر وہ قبائل کو بغاوت پر اُکسانے میں کامیاب ہو گیا تو اس علاقے کا کوئی آدمی کھُلے بندوں اس کی مخالفت میں آواز بلند کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔"

"وزیرِ اعظم یہی کہتے تھے کہ اُسے لوگوں کو بغاوت پر اُکسانے کا موقع نہیں ملنا چاہیئے۔ آپ اُسے فوراً تلاش کریں، اُسے سمجھائیں اور پھر اگر آپ اُس سے کوئی خطرہ محسوس کریں تو ایسی تجاویز سوچی جا سکتی ہیں کہ چند ہفتے یا چند مہینے اس کا منہ بند رکھا جا سکے۔"

"آپ کا خیال ہے کہ اُسے گرفتار کر لیا جائے؟"

"ہاں! اگر اُس کو راہِ راست پر لانے کی کوئی اور صورت نہ ہو تو آپ کو اس اقدام سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ اُسے کسی ایسی جگہ رکھا جا سکتا ہے جہاں سے اُس کی آواز لوگوں کے کانوں تک نہ پہنچ سکے۔ اگر وہ غرناطہ پہنچ جائے تو ہم مناسب قدم اُٹھا سکیں گے اور ہمیں آپ کو تکلیف دینے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔ لیکن اگر اُس نے باہر رہ کر بغاوت پھیلانے کی کوشش کی تو یہ ناخوشگوار فریضہ آپ کو سرانجام دینا ہی پڑے گا۔ ہمیں معلوم تھا کہ سعید اس کا بیٹا ہے اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ اُس کا کمسن نواسہ بھی یہیں رہتا ہے اور آپ یہ جانتے ہیں کہ وہ حامد بن زہرہ کو کس قدر عزیز ہیں!"

"میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ اگر حامد بن زہرہ بغاوت کا جھنڈا بلند کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے تو اپنے دس بیٹوں اور بیس نواسوں کی جان خطرے میں دیکھ کر بھی اُس کے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔"

"یہی وجہ تھی کہ حمید کو غرناطہ میں گرفتار نہیں کیا گیا۔ وزیرِ اعظم کوئی ایسا قدم

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

نہیں اُٹھانا چاہتے جس کے باعث عوام مشتعل ہو جائیں۔"

"پھر وہ کیا چاہتے ہیں؟"

"وہ یہ چاہتے ہیں کہ آپ اُن بااثر لوگوں سے رابطہ قائم کریں اور انہیں ہر قیمت پر حامد سے دُور رکھنے کی کوشش کریں۔ بعض سرداروں کو فرڈیننڈ کے انتقام سے خوفزدہ کیا جا سکتا ہے۔ بعض ایسے ہیں جنہیں انعامات کا لالچ دے کر قابو میں رکھا جا سکتا ہے۔ ابوالقاسم اس بات کا ذمہ لیتے ہیں کہ آپ اُن سے جو وعدے کریں گے وہ پورے کئے جائیں گے۔ مزید تسلی کے لئے وہ انہیں ایسی تحریریں بھجوا دیں گے جن پر سلطان ابو عبداللہ اور فرڈیننڈ کی مہریں ثبت ہوں گی۔"

کمرے کے اندر کچھ دیر سکوت طاری رہا۔ عاتکہ پوری قوت سے چلا کر اپنے چچا کو یہ بتانا چاہتی تھی کہ ابوالقاسم کا یہ ایلچی میرے باپ کا قاتل ہے اور اس کا اصلی نام عتبہ ہے لیکن اُس کے حلق سے آواز نہ نکلی۔ وہ وہاں سے بھاگنا چاہتی تھی لیکن اُس میں قدم اُٹھانے کی سکت نہ تھی۔

ہاشم نے کہا: "اگر حامد بیرونی اعانت کے متعلق کوئی اُمید افزا خبر لے کر آ گیا اور لوگوں کو یہ پتہ چل گیا کہ میں اُس کی مخالفت کر رہا ہوں تو میرے لئے اس علاقے میں سانس لینا مشکل ہو جائے گا۔"

"اگر آپ کو کوئی خطرہ پیش آیا تو آپ ابوالقاسم کی دوستی پر اعتماد کر سکتے ہیں انہوں نے آپ کو یہ مشورہ نہیں دیا کہ آپ سوچے سمجھے بغیر اُس کے خلاف میدان میں آ جائیں۔ جب تک ساری صورت حال کھل کر سامنے نہیں آ جاتی آپ کو انتہائی رازداری سے کام لینا چاہیئے۔ ابوالقاسم کو یقین ہے کہ وہ ہر حالت میں کوئی قدم اُٹھانے سے پہلے آپ کو اعتماد میں لینے کی کوشش کرے گا اور اگر آپ اُسے یہ مشورہ دے سکیں کہ باہر کے قبائل کو بغاوت پر آمادہ کرنے سے پہلے غرناطہ کے

حریت پسندوں کو ساتھ ملانا ضروری ہے تو آپ کی ساری اُلجھنیں دُور ہو جائیں گی۔ حامد بن زہرہ صرف غرناطہ سے دُور رہ کر ہی ہمارے لئے کسی پریشانی کا باعث ہو سکتا ہے۔ آپ صبح ہوتے ہی اُس کی تلاش شروع کر دیں۔ یہ بات زیادہ دیر اُس سے پوشیدہ نہیں رہے گی کہ چار سو بااثر انسان یرغمال کے طور پر فرڈیننڈ کے حوالے کئے جا چکے ہیں اور جب آپ اُس کے سامنے اس قسم کے خدشات کا اظہار کریں گے کہ اگر فرڈیننڈ جنگ بندی کی مدت سے پہلے بھی غرناطہ پر قبضہ کرنے کا فیصلہ کر لے تو اہلِ غرناطہ مزاحمت نہیں کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کے مشورے کے بغیر بھی وہاں پہنچ جائے گا اور وہاں وہ کوئی بڑا خطرہ پیدا نہیں کر سکتا۔"

ہاشم نے کہا: "مجھے کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے سوچنے کی ضرورت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ صبح تک میں آپ کو کوئی تسلی بخش جواب دے سکوں لیکن ایک بات میں اس وقت بھی کہہ سکتا ہوں کہ میں کسی حالت میں بھی یہ برداشت نہیں کروں گا کہ غرناطہ میں اُس کے ساتھ ایک دشمن کا سا سلوک کیا جائے۔ اگر وہاں اُسے جان کا خطرہ پیش آیا تو میں سلطان ابو عبداللہ اور وزیر ابوالقاسم کے منافقی کی حیثیت سے زندہ رہنے پر حامد بن زہرہ کی رفاقت میں موت کو ترجیح دوں گا اور عبید اور ایلن کو بھی میرے لئے اس کے سوا کوئی اور راستہ پسند نہیں ہو گا۔"

مہمان نے کہا: "آپ یہ کیسے سوچ سکتے ہیں کہ اگر اُسے غرناطہ میں کوئی خطرہ پیش آیا تو ابوالقاسم ایک لمحہ کے لئے بھی وزیر رہنا پسند کرے گا اور میرا خیال ہے کہ غرناطہ میں اُس کے بدترین مخالف بھی اُس پر کوئی زیادتی برداشت نہیں کریں گے۔ ہمارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ اُسے خاموش اور پُرامن رکھا جائے اور مجھے یقین ہے کہ اس مسئلہ میں آپ کی رائے ابوالقاسم کے خلاف نہیں ہے۔ اب آپ آرام کریں۔ میں پچھلے پہر یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا۔ اُس وقت

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

شاید آپ سے ملاقات نہ ہو سکے"۔

"نہیں! آپ اُٹھیں گے تو مجھ کو یہاں موجود پائیں گے اور ممکن ہے کہ رات کوئی ایسی بات میرے ذہن میں آجائے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہی روانہ ہو جاؤں بہر حال آپ کو الوداع کہنے کے لئے ضرور آؤں گا"۔

تھوڑی دیر بعد عاتکہ انتہائی اضطراب کی حالت میں اپنے کمرے کے اندر ٹہل رہی تھی ۔

"میرے اللہ! میں کیا کروں۔ میں کمزور اور بے بس ہوں۔ اس گھر میں میری حیثیت ایک یتیم لڑکی سے زیادہ نہیں۔ اس بستی کا کوئی آدمی چچا کے خلاف میری باتوں پر یقین نہیں کرے گا۔ اے جزا اور سزا کے مالک! مجھے ہمت عطا کر کہ میں چچا کو اس گناہ سے بچا سکوں"!

پھر وہ نماز کے لئے کھڑی ہوئی تو اُس کی آنکھیں آنسوؤں سے نمناک تھیں۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ اُٹھی اور نڈھال سی ہو کر بستر پر لیٹ گئی ــــــ باہر کہیں دُور بادل کی گرج سُنائی دے رہی تھی۔ وہ دیر تک بے چینی کی حالت میں کروٹیں بدلتی رہی۔ پھر اچانک اُسے ایسا محسوس ہوا کہ نیچے کوئی دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ وہ چند ثانیے بے حس و حرکت لیٹی رہی۔ پھر اچانک اُٹھی اور جلدی سے ایک دریچہ کھول کر صحن کی طرف جھانکنے لگی۔

ہاشم تیزی سے صحن عبور کر رہا تھا اور اُس کے آگے آگے ایک پہرے دار مشعل اُٹھائے ہوئے تھا۔ آن کی آن میں وہ اُس کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکے تھے۔

"وہ کہاں گئے ہ؟ کیا چچا ہاشم نے اچانک اُس مہمان سے کچھ کہنے کی ضرورت محسوس کی ہے ؟ کیا یہ ممکن ہے کہ چچا کا ضمیر اچانک جاگ اُٹھا ہو اور وہ ایک غدار

کا گلا گھونٹنے پر آمادہ ہو گئے ہوں یا اُنہوں نے صبح کی بجائے اسی وقت حامد بن زہرہ کو تلاش کرنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔ عاتکہ کے دل میں کئی سوال تھے لیکن وہ کوئی اطمینان بخش جواب نہ سوچ سکی۔

اچانک بجلی کی کڑک سے مکان کے در و دیوار لرز اُٹھے۔ اس کے ساتھ ہی ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا اور مُوسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ عاتکہ نے جلدی سے کھڑکی بند کر دی۔ پھر وہ اپنے بستر کے قریب کھڑی سوچ رہی تھی:

"اِس گھن گرج میں وہ سفر نہیں کریں گے اور اگر صبح تک بارش ہوتی رہی تو شاید مہمان کو بھی رُکنا پڑے۔ چچا کی موجودگی میں میرے لئے سعید کے گھر جانا آسان نہیں ہو گا لیکن سعید کو خبردار کرنا ضروری ہے۔ اب اگر وہ زیادہ دیر مہمان کے ساتھ باتیں کرتے رہے تو اُنہیں صبح آرام کرنے کی ضرورت محسوس ہو گی اور میں دروازہ کھُلتے ہی باہر نکل جاؤں گی۔

سعید نے کہا تھا کہ وہ صبح چچا کے پاس آئے گا۔ ممکن ہے کہ صبح تک بارش رُک جائے اور وہ مسجد میں نماز ادا کرنے کے بعد سیدھا ہمارے گھر کا رُخ کرے۔ بہر حال کچھ بھی ہو میں اُس کے پاس ضرور جاؤں گی۔ میرے لئے اُس غدار کے ساتھ چچا کی گفتگو کا ایک ایک لفظ سننا ضروری تھا۔ ممکن ہے کہ مجھے کوئی نئی بات معلوم ہو جاتی لیکن اب بارش اور ہوا کے شور میں اُن کی آواز میرے کانوں تک نہیں پہنچ سکے گی"۔

عاتکہ دوبارہ بستر پر لیٹ گئی اور ایک ساعت کروٹیں بدلنے کے بعد اُسے نیند آگئی۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

عاتکہ کا اضطراب اور ہاشم کی بیچارگی

عاتکہ گہری نیند سے بیدار ہوئی۔ کمرے میں ابھی تک اندھیرا تھا۔ اُس نے کروٹ بدل کر آنکھیں بند کرلیں لیکن اچانک ایک وحشتناک خیال سے اُس کا سارا وجود لرز اُٹھا۔ وہ بستر سے اُٹھی اور جلدی سے اپنی چادر اوڑھ کر زینے کی طرف لپکی۔ چند ثانیے بعد وہ صحن میں کھڑی تھی۔

بارش تھم چکی تھی اور فضا میں اس قدر دُھند چھائی ہوئی تھی کہ چند قدم آگے دیکھنا مشکل تھا۔ وہ صحن عبور کرکے ڈیوڑھی کے قریب پہنچی تو دروازہ بند تھا۔ اُس نے بھاری کواڑ دھکیلنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ اندر سے زنجیر لگی ہوئی ہے۔

پھر اچانک اُسے دروازے کے سامنے گیلی زمین پر گھوڑوں کے سُموں کے تازہ نشان دکھائی دیئے اور یہ دیکھ کر وہ جلدی سے مہمان خانے کی طرف دوڑی۔ درمیانی کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ ایک ثانیہ کے لئے رُکی اور پھر اصطبل کی طرف بھاگنے لگی۔ وہاں صرف تین گھوڑے موجود تھے اور مہمان کے گھوڑے کے علاوہ اس کے چچا کا ایک گھوڑا ابھی غائب تھا۔ اب اُسے اس بارے میں کوئی شبہ نہ رہا تھا کہ وہ جاچکے ہیں۔ وہ اُسی طرح بھاگتی ہوئی واپس مڑی اور زور زور سے ڈیوڑھی کا دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد نوکروں کو آوازیں دینے لگی۔

ایک نوکر نے دروازہ کھولا اور حیرت زدہ ہوکر عاتکہ کی طرف دیکھنے لگا۔

ڈیوڑھی کے اندر ایک کونے میں ایک اور نوکر لحاف میں دبکا ہوا لیٹا تھا۔

عاتکہ نے سوال کیا۔ "چچا جان کہاں گئے ہیں؟"

"اُنہوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کہاں جارہے ہیں۔ وہ آدھی رات کے قریب سعید کے گھر سے واپس آئے تھے اور پچھلے پہر مہمان کے ساتھ روانہ ہوگئے تھے۔"

"تمہیں یقین ہے کہ وہ سعید کے ہاں گئے تھے؟"

"جی ہاں! اُنہوں نے مہمان سے ملاقات کے بعد تھوڑی دیر آرام کیا تھا کہ جعفر آگیا۔ میں نے بہت کہا کہ وہ سو رہے ہیں لیکن اُس نے اصرار کیا کہ میں اسی وقت اُن سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"تمہیں معلوم ہے جعفر کیوں آیا تھا؟"

"نہیں! وہ صرف یہ کہتا تھا کہ میں ایک ضروری پیغام لایا ہوں۔ گھر میں کسی اور کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہیئے کہ میں اُن سے ملنے آیا ہوں۔"

مجھے ڈر تھا کہ وہ کمرے سے باہر نکلتے ہی مجھ پر برس پڑیں گے اور اُس کے بعد جعفر کی شامت آئے گی۔ میں نے ڈرتے ڈرتے اُن کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ گرجتے ہوئے باہر نکلے لیکن جب میں نے جعفر کا نام لیا تو اُن کا سارا غصہ جاتا رہا۔ خدا کی قسم! یہ اُن کیلئے ایک مصیبت کی رات تھی۔ وہ گھر سے باہر نکلے تو بارش شروع ہوگئی۔ آدھی رات تک ہم اُن کا انتظار کرتے رہے۔ پھر وہ واپس آئے تو ہمیں اطمینان نصیب ہوا۔ لیکن پچھلے پہر اُنہوں نے پھر ہمیں جگا دیا اور گھوڑوں پر زینیں ڈالنے کا حکم دیا۔"

"وہ مہمان بھی سعید کے گھر اُن کے ساتھ گیا تھا؟"

"نہیں، وہ مزے سے سو رہا تھا۔"

"اچھا، باہر کا دروازہ کھول دو۔"

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

"اتنی جلدی! ابھی تو صبح بھی نہیں ہوئی۔"

"بیوقوف مت بنو۔ صبح ہو چکی ہے۔ جلدی کرو۔"

"آپ کہیں جا رہی ہیں؟"

"ہاں، تم وقت ضائع نہ کرو۔ جلدی کرو۔"

نوکر نے جھجکتے ہوئے باہر کا دروازہ کھول دیا۔

عائشہ بھاگتی ہوئی باہر نکلی اور آن کی آن میں نوکر کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک کھڈ میں اتر رہی تھی۔ نشیب کے تنگ راستے پر پھسلن کے باعث اُس کی رفتار سست تھی۔ کھڈ کے درمیان ابھی تک تھوڑا تھوڑا پانی بہہ رہا تھا۔ وہ ابھرے ہوئے پتھروں پر پاؤں رکھتی ہوئی آگے بڑھی لیکن ایک پتھر پر اُس کا پاؤں ڈگمگایا اور وہ پانی میں گر پڑی۔ کمر تک اُس کا لباس تر ہو چکا تھا مگر وہ جلدی سے اُٹھی اور پانی اور کیچڑ کی پروا کئے بغیر پھر بھاگنے لگی۔

چند منٹ بعد وہ کھڈ کے دوسرے کنارے سعید کے مکان کے سامنے کھڑی تھی۔ باہر کا پھاٹک بند تھا۔ وہ زور زور سے کواڑ پر ہاتھ مارنے اور اُسے دھکے دینے کے بعد پوری قوت سے سعید کو آوازیں دینے لگی لیکن اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔

مکان کی دیوار کی طرح پھاٹک بھی زیادہ اُونچا نہ تھا۔ عائشہ چند ثانیے اضطراب کی حالت میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے بعد اُچھل کر پھاٹک کے ساتھ لٹک گئی اور دوسری طرف کود گئی۔

کشادہ صحن کا نصف حصہ عبور کرنے کے بعد اُس کی نگاہوں کے سامنے دھند کے بادلوں سے دو منزلہ مکان کے نقش و نگار اُبھرنے لگے۔ پھر اُسے کونے کے ایک کمرے کے روزن سے دھندلی سی روشنی دکھائی دی۔ اُس نے آگے بڑھ کر دروازے کو دھکا دیا۔ دروازہ کھل گیا۔

عائشہ "سعید! سعید!" پکارتی ہوئی تند ہوا کے ایک جھونکے کی طرح کمرے میں داخل ہوئی۔ ایک آدمی خالی بستر کے قریب قبلہ رُو بیٹھا دُعا مانگ رہا تھا۔ عائشہ اُس کا چہرہ نہ دیکھ سکی۔ اُس نے جلدی سے دُعا ختم کی اور مڑ کر عائشہ کی طرف دیکھنے لگا۔ لیکن یہ سعید نہ تھا۔

عائشہ بدحواس ہو کر چلائی۔ "آپ کون ہیں۔ سعید کہاں ہے؟"

اجنبی نے سر سے لے کر پاؤں تک اُس کی طرف دیکھا اور اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ سعید سے نصف بالشت اُونچا تھا اور اُون کی بھاری چادر سے باہر اُس کا چہرہ ہی عائشہ کو یہ احساس دلانے کے لئے کافی تھا کہ وہ کوئی عام آدمی نہیں ہے۔ اُس نے اطمینان سے جواب دیا:

"سعید یہاں نہیں ہے۔"

"وہ کہاں ہے؟" عائشہ نے مضطرب ہو کر سوال کیا۔

"وہ کسی ایسی مہم پر جا چکا ہے جس کا ذکر کرنے سے پہلے میرے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ آپ کون ہیں؟"

عائشہ نے تلملا کر کہا۔ "وہ میرے چچا کے ساتھ گیا ہے؟"

"مجھے معلوم نہیں کہ آپ کے چچا کون ہیں۔ میں اس گاؤں میں ایک اجنبی ہوں۔"

"میرے چچا کو رات کے وقت یہاں بلایا گیا تھا۔ خدا کے لئے مجھے پریشان نہ کیجئے۔ جعفر کہاں ہے؟"

اجنبی نے پوچھا۔ "آپ کا نام عائشہ ہے؟"

عائشہ ایک ثانیہ کے لئے مبہوت ہو کر رہ گئی۔ پھر اُس نے سنبھلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "ہاں، لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا؟"

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

"مجھے آپ کے متعلق بہت کچھ معلوم ہے۔ میں کچھ عرصہ حامد بن زہرہ کا ہمسفر رہ چکا ہوں اور وہ اپنے بیٹے اور نواسے کی طرح آپ کو بھی اکثر یاد کیا کرتے تھے۔ میں اس قلعے کے متعلق بھی سن چکا ہوں جہاں آپ کے والدین دفن ہیں۔ میں اس گھر میں ایک دوست کی حیثیت سے آیا ہوں اور اگر آپ کو کوئی پریشانی ہے تو آپ سعید اور جعفر کی طرح مجھ پر بھی اعتماد کر سکتی ہیں۔"

"جعفر بھی اُن کے ساتھ گیا ہے؟"

"ہاں!"

"آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ حامد بن زہرہ کے ہمسفر رہ چکے ہیں؟"

"ہاں!"

"آپ اُن کی طرف سے سعید کے لئے کوئی پیغام لائے تھے؟"

وہ مذبذب سا ہو کر اُس کی طرف دیکھنے لگا۔ دروازے کے باہر قدموں کی آہٹ سنائی دی اور عاتکہ مُڑ کر دیکھنے لگی۔ زبیدہ کمرے میں داخل ہوئی اور اُس نے حیرت زدہ ہو کر کہا:

"بیٹی تم! — اس وقت؟"

عاتکہ تلملا کر بولی: "پھپی! یہ باتوں کا وقت نہیں۔ میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ سعید کے ابا جان اس وقت کہاں ہیں؟"

"بیٹی! وہ رات کے وقت اچانک چلے گئے تھے اور میرا خیال ہے کہ اب غرناطہ پہنچ چکے ہوں گے۔ لیکن ابھی تمہیں یہ بات کسی پر ظاہر نہیں کرنی چاہیئے۔"

عاتکہ کے چہرے پر زردی چھا گئی اور اُس نے مرجھائی ہوئی آواز میں کہا:

"چچا ہاشم اُن سے مل چکے ہیں؟"

"ہاں! انہوں نے یہاں پہنچتے ہی اُن کو بُلا لیا تھا اور ملاقات کے تھوڑی

دیر بعد اچانک یہاں سے روانہ ہو گئے تھے۔"

عاتکہ مڑ کر اجنبی سے مخاطب ہوئی۔ "آپ اُن کے ساتھ آئے تھے؟"

"ہاں! میں انہیں یہاں تک پہنچانے آیا تھا۔"

"انہوں نے آپ کو یہ بتایا تھا کہ وہ مالٹا میں قید تھے اور دشمن نے اپنا جنگی جہاز انہیں لانے کے لئے بھیجا تھا؟"

اجنبی نے حیرت زدہ ہو کر جواب دیا۔ "ہاں! لیکن یہ باتیں آپ کو کیسے معلوم ہوئیں؟"

عاتکہ نے اُس کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔ "میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ قسطلہ کے جہاز سے کس طر[illegible] تھے اور وہ تین جہاز جو اندلس کے ساحل پر قسطلہ کے دو جہاز غرق کرنے کے بعد حامد بن زہرہ کو ساحل پر چھوڑ گئے تھے کہاں سے آئے تھے؟"

اجنبی نے جواب دیا۔ "میں آپ کے ہر سوال کا جواب دے سکتا ہوں لیکن آپ کو اتنی جلدی یہ خبر کیسے مل گئی کہ دشمن کے دو جہاز غرق ہو چکے ہیں؟"

عاتکہ نے جواب دیا۔ "گزشتہ شام وزیر ابوالقاسم کا ایلچی میرے چچا کے پاس آیا تھا۔ اُن کی گفتگو سُن کر میں نے یہ خطرہ محسوس کیا تھا کہ اگر حامد بن زہرہ غرناطہ چلے گئے تو انہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ یہاں پہنچ چکے ہیں ورنہ میں اُسی وقت انہیں خبردار کرنے کی کوشش کرتی۔"

اجنبی نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "آپ کو اس قدر پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ حامد بن زہرہ کو اُن خطرات کا پورا پورا احساس ہے جو انہیں غرناطہ میں پیش آ سکتے ہیں۔ تاہم انہیں یہ اطمینان تھا کہ اگر وہ غداروں کے خبردار ہو جانے سے قبل شہر میں داخل ہو گئے تو عوام اُن کے ساتھ ہوں گے۔ یہی وجہ تھی کہ اس

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

مسئلہ میں انہوں نے آپ کے چچا کو بھی اعتماد میں نہیں لیا تھا۔"

"لیکن آپ کو یہ معلوم نہیں کہ میرے چچا پچھلے پہر کہیں جا چکے ہیں اور ابوالقاسم کا ایلچی بھی اُن کے ساتھ ہی چلا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ غرناطہ کے سوا اور کہیں نہیں گئے اور ان کا مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ وہ غرناطہ میں اُن کے خلاف غداروں کی سازش میں حصہ دار بننا چاہتے ہیں۔"

"چچی!" اُس نے مُڑ کر زبیدہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں غرناطہ جا رہی ہوں آپ جلدی سے ایک نوکر کو جگا کر یہ کہیں کہ وہ وادی سے آگے سڑک پر پہنچ کر میرا انتظار کرے۔ میں تھوڑی دیر میں گھوڑا لے کر پہنچ جاؤں گی۔"

عاتکہ دروازے کی طرف بڑھی۔

"ٹھہریے!" اجنبی نے کہا۔ وہ مُڑ کر اُس کی طرف دیکھنے لگی۔

"آپ کو یقین ہے کہ آپ کے چچا....!"

عاتکہ نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں جانتی ہوں کہ اگر میں اپنے چچا کے خلاف کوئی بات کہوں تو لوگ مجھے پگلی سمجھیں گے لیکن اگر آپ حامد بن زہرہ سے میرے والد کی شہادت اور قلعے کی تباہی کے واقعات سُن چکے ہیں تو شاید اُنہوں نے آپ کو اُس "غدار" کے متعلق بھی بتایا ہو گا جس نے بارود سے قلعہ کی دیوار اُڑانے کے بعد دشمن کے لئے راستہ صاف کر دیا تھا۔ اس وقت آپ کے لئے یہ جان لینا کافی ہے کہ وہ غدار رات کے وقت میرے چچا کا مہمان تھا۔ اُس نے اپنا نام بدل لیا ہے اور بالوں کا رنگ بھی تبدیل کر لیا ہے لیکن وہ کان تبدیل نہیں کر سکا جو میرے تیر سے زخمی ہوا تھا۔ میں اُسے دیکھتے ہی پہچان گئی تھی مگر وہ کوئی وزیر ہوتو بھی اپنے چچا سے اُس کی گفتگو سُننے کے بعد مجھے اس بارے میں کوئی شبہ نہیں رہا کہ وہ ایک غدار ہے اور غرناطہ کی آزادی کا سودا کرنے والوں نے اُسے

میرے چچا کے ضمیر کی قیمت چکانے کے لئے بھیجا تھا۔"

اجنبی نے کہا۔ "موجودہ حالات میں آپ کا غرناطہ جانا مناسب نہیں۔ میں آپ کا پیغام پہنچانے کا ذمہ لیتا ہوں۔ اگر حامد بن زہرہ کو غرناطہ میں کسی جاں نثار ساتھی کی ضرورت ہو تو آپ مجھ پر اعتماد کر سکتی ہیں۔ میں نے عمداً آپ کے سوالات کا جواب دینے سے گریز کیا تھا۔ اب آپ کی تسلی کے لئے یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ہسپانیہ کے جس جہاز پر حامد بن زہرہ بالمانیے سے سوار ہوئے تھے اُس پر ترکوں کے ایک جہاز نے حملہ کیا تھا اور پھر اسی جہاز پر اُنہیں اُندلس کے ساحل پر لایا گیا تھا۔"

عاتکہ بولی۔ "اور آپ اُسی جہاز پر اُن کے ہمسفر تھے؟"

"ہاں!" اُس نے آنکھیں نیچی کرتے ہوئے کہا۔ "میں اُس جہاز کا کپتان ہوں اور دوسرے دو جہاز ہماری اعانت کے لئے آئے تھے۔"

عاتکہ پہلی بار توانائی، شرافت اور سادگی کے ایک پیکرِ مجسّم کو غور سے دیکھ رہی تھی اور اُسے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ خوف و اضطراب اور مایوسی کے اندھیروں سے یکایک روشنی کا ایک مینار اُبھر آیا ہے۔

اُس نے کہا۔ "لیکن آپ ترک نہیں ہو سکتے!"

زبیدہ نے کہا۔ "بیٹی! منصور کے نانا کہتے تھے کہ یہ اُندلس کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور اُنہوں نے دو بار میری جان بچائی ہے لیکن یہ غرناطہ نہیں جا سکتے۔ آقا نے میرے سامنے یہ کہا تھا کہ ان کے لئے غرناطہ جانا بہت خطرناک ہے۔ وہ بہت جلد واپس آ کر انہیں رخصت کریں گے۔ اگر وہ کسی وجہ سے رُک گئے تو سعید کو بھیج دیں گے اور سعید نے بھی مجھے یہ تاکید کی تھی کہ انہیں گاؤں میں کسی سے بھی نہیں ملنا چاہیئے۔"

اجنبی نے کہا۔ "انہیں یہ بات پسند نہ تھی کہ میں بلاوجہ غرناطہ جانے کا خطرہ مول

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

لوں۔ لیکن اب مجھے ضرور جانا چاہیئے۔ آپ نوکر سے کہیں میرا گھوڑا تیار کر دے۔"

عاتکہ نے بے چین سی ہو کر کہا "چچی! خدا کے لئے جلدی کرو۔"

زبیدہ باہر نکل گئی۔

عاتکہ اجنبی سے مخاطب ہوئی۔ "آپ غرناطہ میں کسی کو جانتے ہیں؟"

"نہیں ــــ اپنے بچپن میں ایک مرتبہ اپنے والد کے ساتھ وہاں گیا تھا اور وہ چار دن کسی دوست کے ہاں ٹھہرے تھے لیکن اب مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ وہ کون تھا؟"

"پھر آپ ایک نوکر کو ساتھ لے جائیں۔"

"نہیں! اگر حکومت اتنی چوکس ہے تو اس بستی کا کوئی آدمی بھی میرے ساتھ نہیں ہونا چاہیئے۔"

"میرا خیال ہے کہ انہیں تلاش کرنے میں آپ کو کوئی دِقت پیش نہیں آئے گی۔ آپ البیسن کے بڑے چوک میں پہنچ جائیں۔ وہاں مسجد کے ساتھ ہی اُن کی درس گاہ ہے۔ اُن کے مکان کا ایک دروازہ درس گاہ کے صحن کی طرف اور دوسرا عقب کی ایک تنگ گلی میں کھلتا ہے۔ مکان ایک مدت سے بند پڑا ہے ممکن ہے کہ وہ وہاں ٹھہرنے کی بجائے کسی دوست کے ہاں چلے گئے ہوں۔ بہرحال آپ کو درس گاہ سے اُن کا پتا مل جائے گا۔ اب جلدی تیار ہو جائیں، میں باہر انتظار کرتی ہوں۔"

یہ کہہ کر عاتکہ کمرے سے باہر نکل گئی۔

چند منٹ بعد اجنبی کمرے سے باہر نکلتا ہوا نظر آیا۔ اُس کے سر پر سفید عمامہ تھا اور باقی لباس ایک بھاری اور ڈھیلی عبا کے اندر چھپا ہوا تھا اور عبا کے اوپر اُس کی تلوار کی نیام کمر پر کسی ہوئی چمڑے کی پیٹی کے ساتھ آویزاں تھی۔

صحن میں عاتکہ اور زبیدہ کے علاوہ دو نوکر جن میں سے ایک نے اُس کے گھوڑے کی باگ تھام رکھی تھی کھڑے تھے۔ وہ لمبے لمبے قدم اُٹھاتا ہوا آگے بڑھا اور نوکر کے ہاتھ سے باگ پکڑتے ہی گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ آن کی آن میں وہ پھاٹک سے باہر جا چکا تھا۔

اچانک منصور ایک کمرے سے نکلا اور اُس نے آگے بڑھ کر گھٹی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "وہ چلے گئے ہیں؟"

زبیدہ نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "بیٹا! وہ ایک ضروری کام سے گئے ہیں۔"

"لیکن ماموں جان کہتے تھے کہ وہ اُن کی واپسی تک نہیں جائیں گے۔ آپ نے مجھے کیوں نہیں جگایا! اب وہ نہیں آئیں گے۔"

"وہ ضرور واپس آئیں گے بیٹا! اگر میری بات پر یقین نہیں آتا تو کمرے میں جا کر اُن کا سامان دیکھ لو۔ وہ کئی چیزیں یہیں چھوڑ گئے ہیں۔"

منصور قدرے پُر اُمید ہو کر سلمان کے کمرے کی طرف بھاگا اور عاتکہ زبیدہ سے مخاطب ہوئی۔

"آپ کو اس کا نام معلوم ہے؟"

"اُس کا نام سلمان ہے۔"

"چچا ہاشم کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ وہ ترکوں کی بحری فوج سے تعلق رکھتا ہے؟"

"نہیں! آقا نے تمہارے چچا کو صرف یہ بتایا تھا کہ یہ نوجوان الفجارہ کے ایک عرب قبیلے کے سردار کا بیٹا ہے اور اسے راستے میں میری حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔"

"آپ نے اُن کی ساری گفتگو سُنی تھی؟"

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

"ہاں! جب وہ باتیں کر رہے تھے تو میں ساتھ والے کمرے میں موجود تھی۔ تمہارے چچا کی باتیں سننے کے بعد میں یہ سوچ بھی نہیں سکتی کہ وہ غداروں کے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں۔ سعید کے والد اس بات سے بہت خفا تھے کہ انہوں نے اپنے دو بیٹے یرغمال میں بھیج دیتے ہیں وہ انہیں بے غیرتی اور بزدلی کا طعنہ دے رہے تھے لیکن تمہارے چچا بار بار یہی کہہ رہے تھے کہ یہ ایک مجبوری تھی۔ ہم تیاری کے لئے مہلت چاہتے تھے۔ اب اگر آپ بیرونی اعانت کی کوئی امید لے کر آئے ہیں تو میں آپ کے ساتھ ہوں اور دشمن کے خلاف تلوار اٹھاتے ہوئے مجھے اس بات کی پروا نہیں ہو گی کہ وہ میرے بیٹوں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ تم یہ کہہ رہی ہو کہ غرناطہ میں کوئی خطرناک سازش ہو رہی ہے۔ لیکن اگر تمہارے چچا ان کے دشمن ہوتے تو وہ بار بار یہ کیوں کہتے کہ موجودہ حالات میں غرناطہ آپ کے لئے قطعاً غیر محفوظ ہے۔"

"چچا ہاشم نے یہ کہا تھا؟"

"ہاں!"

"اور انہوں نے کیا جواب دیا تھا؟"

"انہوں نے یہ کہا تھا کہ میں اس مسئلہ پر سوچوں گا۔ ابھی مجھے آرام کی ضرورت ہے۔"

عاتکہ نے کہا۔ "چچی! اس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا کہ چچا ہاشم انہیں کریدنا چاہتے تھے کیونکہ سعید کے والد نے انہیں اعتماد میں لینے سے گریز کیا تھا اور ان کی اچانک روانگی کی وجہ یہی تھی کہ وہ چچا ہاشم کو اس بات کا موقع نہیں دینا چاہتے تھے کہ وہ ابوالقاسم اور دوسرے غداروں کو خبردار کر دیں تاکہ انہیں غرناطہ پہنچتے ہی گرفتار کر لیا جائے۔ اب بھی مجھے یقین ہے کہ وہ سیدھے

غرناطہ گئے ہوں گے۔"

زبیدہ نے کچھ سوچ کر سوال کیا۔ "تمہیں معلوم ہے وہ کس وقت روانہ ہوئے تھے؟"

"نوکروں نے مجھے یہ بتایا تھا کہ وہ رات کے پچھلے پہر روانہ ہو گئے تھے۔"

"سعید کے والد آدھی رات کے قریب تمہارے چچا کو رخصت کرتے ہی چلے گئے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمہارے چچا سے بہت پہلے غرناطہ پہنچ جائیں گے۔"

منصور مسکراتا ہوا واپس آیا اور اس نے کہا۔ "وہ اپنی کمان، ترکش اور کپڑوں کا ایک جوڑا چھوڑ گئے ہیں لیکن اپنی تلوار اور طپنچہ ساتھ لے گئے ہیں۔"

عاتکہ نے پوچھا۔ "تم نے ان کے پاس طپنچہ دیکھا تھا؟"

"ہاں! وہ انہوں نے میرے سامنے تپائی پر رکھ دیا تھا۔ میں نے چمڑے کی پیٹی کے ساتھ بارود کی ایک تھیلی بھی دیکھی تھی۔ خالہ عاتکہ! کہیں وہ باقی چیزوں کو بیکار سمجھ کر تو نہیں چھوڑ گئے؟ آپ کو یقین ہے کہ وہ ضرور واپس آئیں گے؟"

"انشاء اللہ! وہ ضرور آئیں گے۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم اتنے پریشان کیوں ہو؟"

"میں پریشان نہیں ہوں۔ مجھے اس بات پر غصہ آ رہا ہے کہ وہ مجھ سے ملے بغیر کیوں چلے گئے اور چچی زبیدہ نے مجھے جگانے کی کوشش کیوں نہ کی۔ جب نانا جان جا رہے تھے تو انہوں نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ اب ان کے میزبان تم ہو۔"

"تم اس وقت جاگ رہے تھے؟" عاتکہ نے پوچھا۔

"ہاں اور نانا جان کو رخصت کرنے کے بعد بھی میں نے کافی دیر ان سے باتیں کی تھیں۔"

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

"وہ تمہاری بے معنی باتوں سے بیزار تو نہیں ہُوا تھا؟"

"کس سے؟"

"تمہاری گفتگو سے!"

"وہ کیوں؟" منصُور نے بگڑ کر پوچھا۔

"تم اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے کہ لوگ آدھی رات کے وقت باتیں کرنے کی بجائے سونا زیادہ پسند کرتے ہیں۔" عاتکہ اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔ منصُور نے بگڑ کر کہا۔ "چچی زبیدہ! ذرا ان کا لباس تو دیکھئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساری رات مچھلیاں پکڑتی رہی ہیں۔"

عاتکہ ہنس پڑی۔

زبیدہ نے کہا۔ "بیٹی! تمہیں سردی نہ لگ جائے۔ اندر چلو۔ میں ابھی آگ جلاتی ہوں۔"

"نہیں میں اب گھر جاؤں گی۔" "کیوں منصُور! تم میرے ساتھ چلو گے نا؟" منصُور نے جواب دینے کی بجائے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

غرناطہ کے آٹھ سرکردہ آدمی وزیر سلطنت ابوالقاسم کے عالی شان محل کے ایک کشادہ کمرے میں بیٹھے تھے۔ ہاشم ایک نوکر کے ساتھ کمرے کے دروازے پر رُکا اور قدرے توقف کے بعد "السلام علیکم" کہہ کر جھجکتا ہُوا اندر داخل ہُوا۔ وہ "وعلیکم السلام" کہہ کر تعظیم کے لئے اُٹھے لیکن ہاشم کسی سے مصافحہ کرنے کی بجائے دروازے کے قریب ہی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اُس کا چہرہ اُترا ہُوا تھا۔ کمرے میں تھوڑی دیر خاموشی چھائی رہی۔ پھر غرناطہ کے ایک معمولی تاجر نے سوال کیا۔ "کیا بات ہے آپ بہت پریشان نظر آرہے ہیں؟"

ہاشم نے گھٹی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ "اب پریشانی کا لفظ ہمارے احساسات کی ترجمانی کے لئے کافی نہیں۔ ابوالقاسم کب آئیں گے؟"

"اگر الحمراء میں کوئی اہم مسئلہ پیش نہ آگیا تو وہ آہی رہے ہوں گے۔ ہم کافی دیر سے اُن کا انتظار کر رہے ہیں۔"

ایک ساعت بعد چار اور آدمی مُلاقاتیوں میں شریک ہو چکے تھے اور ہاشم انتہائی حیرانی کی حالت میں ابوعبداللہ کی دُور اندیشی اور ابوالقاسم کے تدبّر اور فرڈنینڈ کی فیاضی کے متعلق اُن کی گفتگو سُن رہا تھا۔ ایک عمر رسیدہ آدمی جو اپنے لباس سے کسی درس گاہ کا معلّم معلوم ہوتا تھا کہہ رہا تھا "ہمیں اندیشہ تھا کہ بعض کوتاہ اندیش صلح کی شرائط کے خلاف عوام کو بھڑکانے کی کوشش کریں گے لیکن خدا کا شکر ہے اہل غرناطہ نے شرپسندوں سے منہ پھیر لیا ہے۔ جو لوگ کل تک وزیر اعظم کو بے حسی اور بُزدلی کے طعنے دیتے تھے وہ اب اُنہیں قوم کا محسن سمجھتے ہیں۔ اب غرناطہ کی مائیں سلطان معظم کو بھی دُعائیں دیتی ہیں کہ اُنہوں نے قوم کو مزید تباہی سے بچا لیا ہے۔"

حکومت کے ایک عہدہ دار نے کہا۔ "ہمیں وزیر اعظم کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اُنہوں نے شہر کے انتہائی بااثر خاندانوں کے آدمی فرڈنینڈ کے حوالے کر کے آئندہ کے لئے جنگ کے امکانات ختم کر دئیے ہیں۔ اب اگر کسی شرپسند نے عوام کو مشتعل کرنے کی کوشش کی تو اُسے منہ کی کھانی پڑے گی۔"

دوسرے عہدیدار نے کہا۔ "چند دن قبل یہ کون کہہ سکتا تھا کہ دشمن کا فوجی مستقر ہمارے لئے ایک منڈی بن جائے گا اور غرناطہ کے بازاروں میں غلّے اور عمدہ پھلوں اور سبزیوں کے انبار لگ جائیں گے۔ پرسوں طلوعِ آفتاب سے لے کر غروبِ آفتاب تک سینٹافے سے ساٹھ چھکڑے غرناطہ پہنچے تھے۔ کل اُن

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

کی تعداد سو سے زیادہ تھی۔ خچروں اور گدھوں پر بھی کافی سامان پہنچ رہا ہے۔ غرناطہ کے بازار میں ضروریاتِ زندگی کی قیمتیں تیزی سے گر رہی ہیں۔

اس کے علاوہ جنوب کے راستوں کی ناکہ بندی کر کے فرڈینیڈ نے ہمارے لئے مزید آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ ابوالقاسم کا یہ کارنامہ ایک سیاسی معجزے سے کم نہیں کہ انہوں نے قوم کو موت کے چنگل سے نکال کر امن اور خوشحالی کے راستے پر ڈال دیا ہے۔"

اچانک ہاشم کی قوتِ برداشت جواب دے گئی اور اس نے کہا "خدا کے لئے اپنے آپ کو فریب نہ دیجئے!"

حاضرین کی نگاہیں ہاشم پر مرکوز ہو کر رہ گئیں اور کمرے میں تھوڑی دیر کے لئے سناٹا چھا گیا۔ پھر ایک آدمی نے پوچھا "آپ کا مطلب؟"

ہاشم نے جواب دیا "میرا مطلب یہ ہے کہ ہمارے چار سو آدمی چند ہفتوں کے لئے دشمن کی میزبانی کا لطف اٹھائیں گے اور پھر اس کے عوض پوری قوم کے گلے میں غلامی کا طوق ڈال دیا جائے گا۔ تم چند دن فرڈینیڈ کی فیاضی اور اپنے اکابر کی دور اندیشی کے گیت گاؤ گے اور اس کے بعد تمہاری آئندہ نسلیں صدیوں تک تمہاری قبروں پر لعنتیں بھیجتی رہیں گی۔ تم اس بات سے خوش ہو کر سینٹافے سے تجارت کا راستہ کھل گیا ہے اور تمہارے لئے امن اور خوشحالی کا ایک نیا دور شروع ہو گیا ہے لیکن تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اس راستے سے تم پر کتنی بلائیں نازل ہونے والی ہیں اور تمہاری آئندہ نسلوں کو تمہاری چند دن کی خوش حالی کی کتنی قیمت ادا کرنی پڑے گی؟"

حاضرین چند ثانیے دم بخود ہو کر ہاشم کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر غرناطہ کے ایک بڑے تاجر نے کہا "ہاشم! تمہیں کیا ہو گیا ہے! کیا تم جنگ بندی

سے خوش نہیں ہو؟"

اُس نے جواب دیا "ایک شکست خوردہ اور مایوس انسان اپنے مصائب سے نجات حاصل کرنے کے لئے موت کی تمنا تو کر سکتا ہے لیکن پوری قوم کی غلامی اور ہلاکت سے خوش نہیں ہو سکتا۔"

ایک فوجی افسر نے کہا "لیکن پہلے تمہارے خیالات یہ نہیں تھے اور جہاں تک مجھے معلوم ہے تمہیں اپنے دو بیٹوں کو فرڈینیڈ کے حوالے کرنے پر بھی اعتراض نہیں تھا۔ اب تمہیں کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے جو غرناطہ کے امن کے منافی ہو۔"

ہاشم نے جواب دیا "کیا اب مجھے اپنی غلطی پر پشیمان ہونے کا حق بھی نہیں رہا؟"

ایک عمر رسیدہ آدمی نے جواب دیا "تم جی بھر کر پشیمان ہو سکتے ہو لیکن اس کے لئے سلطنت کے وزیرِ اعظم کی قیام گاہ موزوں نہیں ہے۔"

ہاشم نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا "جہاں تک مجھے معلوم ہے چھ ہفتوں کے بعد غرناطہ پر فرڈینیڈ قابض ہو جائے گا اور پھر یہ جگہ ہمارے مدبّر اور دور اندیش وزیرِ اعظم کی قیام گاہ نہیں ہو گی۔"

ایک اور آدمی بولا "آپ ہاشم سے بات نہ کریں۔ یہ اپنے بیٹوں کے متعلق پریشان ہیں لیکن مجھے یقین ہے ان کا اضطراب بہت جلد دور ہو جائے گا۔ ہم ابوالقاسم سے درخواست کریں گے کہ وہ آپ کے لئے اپنے بیٹوں سے ملاقات کا بندوبست کرا دیں۔"

ہاشم چلّایا "خدا کے لئے بار بار میرے بیٹوں کا ذکر نہ کرو۔"

اس کے بعد کسی کو اُس سے ہمکلام ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

تھوڑی دیر بعد ابوالقاسم کمرے میں داخل ہوا اور حاضرین تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ابوالقاسم نے کھڑے کھڑے ایک نوجوان سے سوال کیا:

"اب شہر کی فضا کیسی ہے؟"

"جناب ابھی تک کوئی ایسی اطلاع نہیں ملی جس پر کسی تشویش کا اظہار کیا جا سکے۔"

ابوالقاسم آگے بڑھ کر حاضرین مجلس کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور اُس نے کہا: "آپ حضرات کو اپنے عزیزوں کی خیریت دریافت کرنے کے لئے بار بار میرے پاس آنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ وہ فرڈیننڈ کے پڑاؤ میں آپ کی نسبت زیادہ آرام سے ہیں۔ اگر ہم فرڈیننڈ کو یہ اطمینان دلا سکے کہ ہم خلوص دل سے متارکۂ جنگ کی شرائط پوری کرنا چاہتے ہیں تو مجھے یقین ہے کہ وہ زیادہ دیر انہیں یرغمال بنا کر رکھنا پسند نہیں کرے گا۔ سینٹافے سے تجارت کا راستہ کھل جانا ایک بہت بڑی کامیابی ہے اور مجھے توقع ہے کہ چند دن تک آپ کو قیدیوں سے ملاقات کی اجازت بھی مل جائے گی۔ اب آپ کو بے کار وقت ضائع کرنے کی بجائے عوام کے پاس جانا چاہیئے اور اُنہیں یہ تسلی دینی چاہیئے کہ حکومت جو کچھ کر رہی ہے اُن کی بہتری کے لئے ہے۔"

ہاشم دیر تک سر جھکائے اُن کی باتیں سُنتا رہا۔ اچانک ابوالقاسم اس کی طرف دیکھ کر چونک اُٹھا۔ "ہاشم! معاف کیجیئے مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ یہاں ہیں۔ آپ کب آئے؟"

"میں ابھی آیا ہوں۔" اُس نے بددلی سے جواب دیا۔

ایک آدمی بولا۔ "جناب یہ آپ کی کامیابیوں سے مطمئن نہیں ہیں۔ ان

کا خیال یہ ہے کہ غرناطہ کا راستہ کھول کر آپ ایک بہت بڑا خطرہ مول لے چکے ہیں۔"

"آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں اُن کی رائے کا بہت احترام کرتا ہوں۔ اب اگر آپ حضرات مجھے اجازت دیں تو میں ان سے چند ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

ابوالقاسم کھڑا ہو گیا اور وہ باری باری اُس سے مصافحہ کرنے کے بعد کمرے سے نکل گئے۔

ابوالقاسم دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا اور اُس نے ہاشم سے پوچھا:

"آپ کو میرا پیغام مل گیا تھا؟"

"ہاں۔"

"تو پھر آپ کو غرناطہ آنے کی بجائے اپنے گھر رہنا چاہیئے تھا۔ ہو سکتا ہے کہ حامد بن زہرہ کی واپسی کے متعلق میرے خدشات بے بنیاد ہوں لیکن اُندلس کے ساحل پر فرڈیننڈ کے دو جہازوں کی تباہی معمولی واقعہ نہیں۔ اس سے قبل فرڈیننڈ کی طرف سے ہمیں یہ اطلاع مل چکی تھی کہ حامد بن زہرہ کو مالٹا کے قید خانے سے نکال کر جس جہاز پر واپس لایا جا رہا ہے وہ سمندر میں لاپتہ ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ بعید از قیاس نہیں کہ راستے میں ترک یا بربر جہاز رانوں نے حملہ کر دیا ہو اور حامد بن زہرہ کو چھڑانے کے بعد اُندلس کے ساحل پر اُتارنے کی کوشش کی ہو۔

میرا خیال تھا کہ حامد بن زہرہ غرناطہ پہنچنے سے پہلے آپ کے ساتھ رابطہ قائم کرے گا اور آپ کی حوصلہ افزائی کے بغیر کوئی بڑا قدم نہیں اُٹھائے گا۔ اگر حامد بن زہرہ واپس آ گیا تو اُسے قبائل کو مشتعل کرنے میں دیر نہیں لگے گی۔ اس لئے آپ فوراً واپس چلے جائیں اور قبائل کو پُرامن رکھنے کی کوشش کریں۔ فرڈیننڈ آپ کی یہ خدمت فراموش نہیں کرے گا۔ میرے لئے یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ آپ اپنے لڑکوں کے متعلق بہت پریشان ہیں لیکن آپ کو مجھ پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ حامد بن

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

زہرہ کا خطرہ دُور ہوتے ہی میں اُنہیں رہا کروانے کی کوشش کروں گا۔"

ہاشم نے ملتجی ہو کر کہا۔ "جناب مجھ پر احسان کیجئے اور اُنہیں آج ہی واپس بُلا لیجئے۔"

"لیکن میں اچانک آپ کے پریشان ہونے کی وجہ نہیں سمجھ سکا!"

"جناب میں اُندلس سے ہجرت کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔"

"اس کی وجہ؟"

"مجھے ڈر ہے کہ غرناطہ میں دشمن کا داخلہ میرے لئے ناقابلِ برداشت ہوگا۔ آپ میرے متعلق یہ اطمینان چاہتے تھے کہ میں پُرامن رہوں اور جب میں اپنی بستی سے ہجرت کر جاؤں گا تو میرے متعلق آپ کے سارے خدشات دُور ہو جائیں گے۔"

ابوالقاسم نے جواب دیا۔ "مجھے ذاتی طور پر کوئی بے اطمینانی نہیں۔ لیکن تم جانتے ہو کہ وہ چار سو آدمی فرڈیننڈ کے اطمینان کے لئے اُس کے حوالے کئے گئے ہیں اگر میں کسی کو واپس بُلانے کے لئے دوڑ دھوپ شروع کر دوں تو فرڈیننڈ کیا خیال کرے گا۔ اور غرناطہ میں دوسرے لوگوں کے عزیز و اقارب کا کیا ردِ عمل ہوگا؟"

ہاشم نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ "خدا کے لئے میری مدد کیجئے یا اپنے بیٹوں کی جگہ میں بذاتِ خود فرڈیننڈ کے پڑاؤ میں جانے کے لئے تیار ہوں۔"

ابوالقاسم نے بے اعتنائی سے جواب دیا۔ "اس سے پہلے تم قطعاً پریشان نہ تھے۔ اب اگر تمہیں اچانک کوئی بے اطمینانی محسوس ہوئی ہے تو اس کے لئے کوئی معقول وجہ ہونی چاہیئے۔"

"اس سے پہلے میں یہی سوچتا تھا کہ میں ہجرت نہیں کروں گا لیکن اب مجھے

اندلس میں ایک دن گزارنا بھی صبر آزما محسوس ہوتا ہے۔ میں مرنے سے پہلے اپنے بیٹوں کے متعلق یہ اطمینان چاہتا ہوں کہ وہ کسی آزاد ملک میں آباد ہو گئے ہیں۔"

ابوالقاسم نے غور سے اُس کی طرف دیکھا اور اچانک اپنا لہجہ تبدیل کرتے ہوئے کہا۔ "تم مجھ سے کوئی بات چھپا رہے ہو۔ تمہاری آنکھیں کسی فوری خطرے کے احساس کی ترجمانی کر رہی ہیں۔ تم کسی ایسی محفل سے اُٹھ کر میرے پاس آئے ہو جہاں امن کے معاہدہ کے خلاف باتیں ہو رہی ہیں۔"

"میں سیدھا اپنے گاؤں سے آپ کی خدمت میں پہنچا ہوں۔"

"مجھے معلوم ہے — لیکن تم سیدھی بات کیوں نہیں کرتے؟"

"سیدھی بات؟"

"ہاں! تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ ہماری اطلاعات غلط نہیں تھیں۔ حامد بن زہرہ واپس آ گیا ہے۔ تم اُس سے مُلاقات کر چکے ہو اور اس مُلاقات کے بعد تمہیں اپنی ذمہ داریوں سے فرار کا راستہ تلاش کرنے کی فکر ہے۔ ہاشم تم مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتے۔ میں نے تمہاری صورت دیکھ کر ہی یہ سمجھ لیا تھا کہ حامد بن زہرہ آ چکا ہے اور تم اُس کی آمد کو کسی نئے طوفان کا پیش خیمہ سمجھتے ہو۔ اب ذرا ہمت سے کام لو۔ اگر وہ غرناطہ میں داخل ہو چکا ہے تو یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ اُسے نئے فتنے جگانے کا موقع نہ ملے۔ ہم ایک ہی کشتی میں سوار ہیں اور اس کشتی کو ڈوبنے سے بچانا ہمارا پہلا فرض ہے۔ بتاؤ وہ کہاں ہے؟"

"جناب! وہ غرناطہ نہیں پہنچا اور اگر وہ یہاں پہنچ چکا ہوتا تو بھی میں آپ کو یہ نہ بتاتا کہ وہ کہاں ہے۔"

"تم گزشتہ رات اپنے گھر میں تھے۔ اگر حامد بن زہرہ ابھی تک یہاں نہیں پہنچا تو وہ تمہارے گاؤں میں ہوگا۔ میں تمہارا شکر گزار ہوں۔"

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

ہاشم چلایا: "آپ اُسے گاؤں میں گرفتار نہیں کر سکتے۔"

"اُسے وہاں گرفتار کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں صرف اُسے شہر کے دروازوں سے دُور رکھنا چاہتا ہوں اور اگر تم اپنے بیٹوں کے دشمن نہیں ہو تو تمہیں میرے ساتھ تعاون کرنا پڑے گا۔"

ابوالقاسم نے یہ کہہ کر تالی بجائی۔ ایک پہرے دار کمرے میں داخل ہوا۔ ابوالقاسم نے اُسے حکم دیا:

"تم فوراً کوتوال کے پاس جاؤ اور اُس سے کہو کہ شہر کے تمام دروازوں پر پہرہ بٹھا دیا جائے اور اگر حامد بن زہرہ شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو اُسے گرفتار کر کے فوراً ہمارے سامنے پیش کیا جائے۔"

پہرے دار چلا گیا تو وہ ہاشم کی طرف متوجہ ہوا۔ "اگر اُس نے غرناطہ پہنچنے سے پہلے قبائلی لوگوں کو بغاوت پر آمادہ کرنا ضروری سمجھا تو مجھے قدم قدم پر تمہاری اعانت کی ضرورت پیش آئے گی اور اگر تم اپنے بیٹوں کے بہی خواہ ہو تو تمہیں حکومت کے ساتھ پورا تعاون کرنا پڑے گا۔ میں تم سے یہ وعدہ کر سکتا ہوں کہ اُس کا بال بیکا نہیں ہوگا۔ میرا مقصد صرف غرناطہ کو تباہی سے بچانا ہے۔ اگر تم مجھے یہ بتا سکو کہ اہلِ بربر اور ترکوں کے جہاز اندلس کے ساحل پر لنگر انداز ہونے والے ہیں تو میں اُن کا استقبال کرنے کے لئے سب سے آگے ہوں گا۔ لیکن اگر وہ تنہا واپس آیا ہے تو غرناطہ کے عوام کے لئے اُس کے پاس موہوم اُمیدوں اور خوش کُن باتوں کے سوا کچھ نہ ہوگا۔"

ہاشم نے جواب دیا۔ "جناب! میں یہ کوشش کروں گا کہ وہ غرناطہ آنے کا ارادہ تبدیل کر دے لیکن اُس کی گرفتاری کے لئے میں آپ سے کوئی تعاون نہیں کروں گا۔"

ابوالقاسم نے قدرے نرم ہو کر کہا۔ "میں تم سے یہ وعدہ کر سکتا ہوں کہ میرے ہاتھوں حامد بن زہرہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور اگر تم چاہو تو اُسے گرفتاری سے بھی بچا سکتے ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ اُسے لوگوں کو مشتعل کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔"

ایک نوکر کمرے میں داخل ہوا اور اُس نے کہا:

"جناب! غرناطہ کے کوتوال آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ وہ کوئی اہم خبر لائے ہیں۔"

"اُسے یہاں لے آؤ!"

نوکر کمرے سے باہر نکل گیا اور تھوڑی دیر بعد ایک قوی ہیکل آدمی جس کی عمر پچاس سال سے اُوپر معلوم ہوتی تھی کمرے میں داخل ہوا اور اُس نے کسی تمہید کے بغیر کہا:

"جناب! میں اُس طرف آ رہا تھا کہ راستے میں آپ کا ایلچی مل گیا۔ میں نے آپ کے حکم کے مطابق پہریداروں کو ہدایات بھیج دی ہیں۔"

ابوالقاسم نے برہم ہو کر کہا۔ "اور اب تم میرے حکم کی وجہ دریافت کرنے آئے ہو!"

"نہیں جناب! میں اتنی بات سمجھ سکتا ہوں کہ آپ کا کوئی حکم خالی از مصلحت نہیں ہوتا۔ لیکن میں نے ایک اہم خبر سنی ہے۔"

"کیسی خبر؟"

کوتوال جواب دینے کی بجائے تذبذب کی حالت میں ہاشم کی طرف دیکھنے لگا۔ ابوالقاسم نے جھنجھلا کر کہا۔ "تم خاموش کیوں ہو گئے۔ ہاشم سے غرناطہ کی کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے۔"

کوتوال نے کہا۔ "جناب! میں آپ کو یہ بتانے آ رہا تھا کہ حامد بن زہرہ شہر میں داخل ہو گیا ہے۔ وہ البیسین میں کسی کے پاس ٹھہرا ہوا ہے۔ اُس کا اپنا

اردو فینز ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

مکان خالی ہے اور وہ اپنی درس گاہ میں بھی نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ صرف ایک افواہ ہو لیکن شہر کے لوگ البیّسن کی گلیوں اور چوراہوں میں جمع ہو رہے ہیں۔ اور ہمارے آدمیوں نے کئی لوگوں کو یہ باتیں کرتے ہوئے سنا ہے کہ حامد بن زہرہ واپس آگیا ہے اور وہ آج ہی البیّسن کی مسجد میں اہلِ شہر سے خطاب کرے گا۔ شہر میں اس قسم کی باتیں بھی ہو رہی ہیں کہ وہ اسلامی ممالک کے حکمرانوں کی طرف سے کوئی حوصلہ افزا پیغام لایا ہے۔"

ابوالقاسم نے ہاشم کی طرف دیکھا تو اُس نے کہا:

"یہ ناممکن ہے۔ میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ یہاں آ پہنچ چکا ہے۔"

ابوالقاسم نے کہا۔ "تم نے اُسے غرناطہ آنے سے منع کیا تھا؟"

"ہاں!"

"اور تم نے اُسے یہ بھی بتا دیا تھا کہ تمہارے بیٹے غرناطہ کے چار سو آدمیوں کے ساتھ یرغمال کے طور پر جا چکے ہیں۔"

"یہ بات اُنہیں میری ملاقات سے پیشتر ہی معلوم ہو چکی تھی۔"

"ابوالقاسم نے قدرے سوچ کر کہا۔ "ان حالات میں یہ بعید از قیاس نہیں کہ اُس نے تمہارے متعلق تھوڑی بہت بے اطمینانی محسوس کی ہو اور تم سے غرناطہ آنے کا ارادہ ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا ہو بہرحال اگر وہ یہاں پہنچ چکا ہے تو ہمیں صحیح صورتِ حال معلوم کرنے میں دیر نہیں لگے۔"

ابوالقاسم یہ کہہ کر کوتوال کی طرف متوجہ ہوا۔ "اب تمہیں یہ سمجھانے کی ضرورت نہیں کہ موجودہ حالات میں تمہاری ذمہ داریاں کیا ہیں! تم البیّسن میں ایسے لوگوں کی خدمات حاصل کر سکتے ہو جو تمہیں ایک ایک لمحہ کی خبر دیتے رہیں لیکن تمہاری طرف سے کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہیئے جس سے عوام مشتعل ہو جائیں۔

Scanned by iqbalmt

اب مجھے دوبارہ سلطان کے پاس جانا پڑے گا اور میری کوشش یہ ہوگی کہ غرناطہ کے تمام با اثر لوگ خصوصاً وہ جن کے بیٹے اور بھائی یرغمال کے طور پر بھیجے جا چکے ہیں الحمرا میں جمع ہو جائیں۔ سرِدست شہر کے دروازے بند رہنے چاہئیں۔"

کوتوال نے جھجکتے ہوئے کہا۔ "جناب! مجھے اندیشہ ہے کہ اگر حامد بن زہرہ غرناطہ پہنچ چکا ہے تو چین سے نہیں بیٹھے گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو البیّسن میں بھی ایسے افراد کی خدمات حاصل کی جا سکتی ہیں جو اُسے ٹھکانے لگا دیں۔"

ہاشم اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اُس نے غصے سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا:

"غرناطہ میں حامد بن زہرہ پر ہاتھ ڈالنا بچوں کا کھیل نہیں۔ اگر اُسے قتل کرنے کی کوشش کی گئی تو شہر کا کوئی گوشہ تمہارے لئے محفوظ نہ ہوگا!"

پھر اُس نے ملتجی ہو کر ابوالقاسم کی طرف دیکھا۔ "جناب! مجھے اجازت دیجئے!"

"تم کہاں جانا چاہتے ہو؟"

"جناب! میں حامد بن زہرہ کو تلاش کرنے کی کوشش کروں گا ممکن ہے کہ میں اُسے تباہی کے راستے سے روک سکوں۔"

"نہیں! اب تم باہر نہیں جا سکتے!"

ہاشم چند ثانیے سکتے کی حالت میں اُس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اُس نے ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔ "آپ کا مطلب ہے کہ میں آپ کی قید میں ہوں؟"

"نہیں! میرا مطلب یہ ہے کہ اب تمہاری حفاظت میری ذمہ داری ہے۔ اگر حامد بن زہرہ کے کسی حامی نے تمہیں میرے گھر سے نکلتے دیکھ لیا تو تم زندہ واپس نہیں آسکو گے۔ اس لئے جب تک میں کوئی اور فیصلہ نہیں کرتا، تم یہیں رہو گے!"

ہاشم نے کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن ابوالقاسم اور کوتوال کمرے سے باہر

Scanned by iqbalmt

سخت نادم ہوں۔"

ایک نوجوان بھاگتا ہوا باہر نکلا اور اُس نے غضب ناک ہو کر کہا۔ "آپ کو کسی کُھلے میدان میں سواری کی مشق کرنی چاہیئے اور اپنی آنکھیں بھی کُھلی رکھنی چاہیئیں۔"

گاڑیبان نیچے کُود کر بھاگتا ہوا آگے بڑھا اور اُس نے کہا۔ "مسعود! تمیز سے بات کرو! میں دیکھ رہا تھا ان کی غلطی نہیں تھی۔"

بوڑھے آدمی نے جلدی سے اُٹھ کر کہا۔ "مسعود! تم بہت احمق ہو۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ ان کا کوئی قصور نہیں۔ غلطی میری تھی۔"

حویلی سے ایک لڑکی نمودار ہوئی اور اُس نے آگے بڑھ کر بوڑھے آدمی سے پوچھا۔ "کیا ہوا بابا؟"

"کچھ نہیں بیٹی!"

لڑکی کی عمر دس سال کے لگ بھگ معلوم ہوتی تھی۔ اُس کا دُبلا پتلا چہرہ گزشتہ جنگ کے آلام و مصائب کا آئینہ دار تھا۔ اُس نے سلمان کی طرف دیکھا اور جھجکتے ہوئے سوال کیا:

"آپ غرناطہ سے آئے ہیں؟"

"نہیں میں وہاں جا رہا ہوں۔"

سلمان یہ کہہ کر مسعود کی طرف متوجہ ہوا۔ "بھائی! یہ اچانک گھوڑے کی زد میں آ گئے تھے اور مجھے افسوس ہے کہ میں انہیں کوشش کے باوجود گرنے سے نہ بچا سکا۔"

مسعود نے جواب دیا۔ "جناب! میں اپنی غلطی پر سخت نادم ہوں اور آپ سے معافی چاہتا ہوں۔"

Scanned by iqbalmt

سلمان کا گھوڑا پسینے میں شرابور تھا اور بُری طرح ہانپ رہا تھا۔ گاڑی بان نے اُس کی باگ پکڑ لی اور بولا۔

"جناب! آپ کا گھوڑا بہت پیاسا معلوم ہوتا ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں اسے پانی پلا لاتا ہوں۔"

"بہت اچھا لیکن ذرا جلدی لوٹیں۔ مجھے دیر ہو رہی ہے۔"

"جناب! میں ابھی آتا ہوں۔"

لڑکا گھوڑا لے کر مسجد کے قریب کنوئیں کی طرف چل دیا۔

لڑکی نے کہا۔ "شاید آپ بہت دُور سے آئے ہیں؟"

"ہاں!"

"شاید آپ نے ابھی تک ناشتا بھی نہیں کیا! ہمارے گھر میں کھانا تیار ہے آئیے!"

"نہیں شکریہ! مجھے بہت جلدی ہے۔"

عمر رسیدہ آدمی نے کہا۔ "چلو بیٹا! اس گاؤں کے سردار کی بیٹی تم کو دعوت دے رہی ہے۔ جنگ کے بعد تم اس اُجڑے ہوئے گھر میں پہلے مہمان ہو گے۔ اسماء کی حوصلہ شکنی نہ کرو!"

سلمان نے پیار سے لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "اگر مجھے جلدی نہ ہوتی تو میں تمہاری دعوت رد نہ کرتا۔ اپنے ابا جان سے میرا سلام کہو اور ان سے یہ کہو کہ اگر مجھے واپسی پر موقع ملا تو یہاں سے کھانا کھا کر جاؤں گا۔"

مسعود نے کہا۔ "جناب! ان کے ابا جان شہید ہو چکے ہیں۔"

سلمان نے اسماء کی طرف دیکھا۔ اُس کی آنکھوں میں آنسو چھلک رہے تھے۔

Scanned by iqbalmt

بوڑھے نے کہا۔ "جنگ کے ایّام میں یہ گاؤں ویران ہوگیا تھا۔ ہمارے آقا نے اپنی بیوی اور بچّی کو اندراش بھیج دیا تھا۔ اب ہم پچھلے ہفتے یہاں آئے ہیں۔ چند لوگ ہم سے پہلے یہاں پہنچ چکے تھے اور اگر جنگ دوبارہ شروع نہ ہوگئی تو اُمید ہے باقی گھر بھی جلد آباد ہوجائیں گے۔"

اسماء نے آستین سے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ "بابا! جنگ ضرور شروع ہوگی۔ امّی جان کہتی تھیں کہ اس مرتبہ ہم اندراش جانے کی بجائے غرناطہ میں ہی رہیں گے۔"

گاڑی بان جو گھوڑے کو پانی پلانے کے بعد واپس آرہا تھا قریب پہنچ کر بولا:

"جناب! آپ کا گھوڑا بہت پیاسا تھا۔ آپ کو ایسے خوب صورت جانور کا بہت خیال رکھنا چاہیئے۔"

سلمان اُس کے ہاتھ سے باگ پکڑ کر اسماء کی طرف متوجہ ہوا۔ "اسماء! میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر موقع ملا تو واپسی میں تم سے مِل کر جاؤں گا۔"

"آپ کب آئیں گے؟"

"غرناطہ میں مجھے زیادہ کام نہیں۔ ممکن ہے کہ آج ہی واپس آجاؤں۔"

"آپ کہاں سے آئے ہیں؟"

"میں بہت دُور سے آیا ہوں۔" سلمان گھوڑے پر سوار ہوگیا۔

اسماء نے کہا۔ "تھوڑی دیر ٹھہرئیے میں ابھی آتی ہوں۔" اور وہ بھاگتی ہوئی اندر چلی گئی۔ سلمان پریشان سا ہوکر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔

بوڑھے آدمی نے کہا۔ "اس بچّی کی خاطر آپ کو یہاں ضرور آنا چاہیئے۔ اب تو یہ کچھ سنبھل گئی ہے۔ ورنہ اندراش میں جب آقا کی شہادت کی خبر پہنچی تھی تو اس کی یہ حالت تھی کہ اگر دُور سے کوئی مسلح سوار دکھائی دیتا تھا تو یہ اُسے اپنے باپ کا دوست اور ساتھی سمجھ لیتی تھی۔"

گاڑیبان نے کہا۔ "غرناطہ میں آپ اپنے کسی عزیز کے پاس ٹھہریں گے یا سرائے میں قیام کریں گے؟"

"مجھے معلوم نہیں۔ یہ وہاں کے حالات پر منحصر ہے۔ ممکن ہے کہ مجھے ٹھہرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔"

"جناب! میں اس لئے یہ پوچھ رہا تھا کہ غرناطہ میں گھوڑوں کے لئے چارہ بہت مشکل سے ملتا ہے اور آپ کا گھوڑا ایسا نہیں کہ اسے بھوکا رکھا جائے اگر آپ ہماری سرائے میں ٹھہرنا پسند کریں تو وہاں چارے کی تکلیف نہیں ہوگی۔ ہم اس بات کا خاص طور پر خیال رکھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ لوگ وہاں ٹھہرنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ میں کل یہاں گھاس خریدنے آیا تھا اور اب بڑی مشکل سے چند گٹھے حاصل کئے ہیں۔"

"شکریہ! اگر مجھے وہاں ٹھہرنا پڑا تو میں اپنے گھوڑے کو بھوکا رکھنا پسند نہیں کروں گا۔ تمہاری سرائے کہاں ہے؟"

"آپ جنوبی دروازے سے سیدھے سڑک پر چلے جائیں۔ آپ کو بائیں ہاتھ سرائے کا دروازہ دکھائی دے گا۔ مالک کا نام عبدالمنّان ہے۔ لیکن آپ کو کسی سے پوچھنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ دروازہ اتنا بڑا ہے کہ اُس میں سے بگھی گزر سکتی ہے۔ سڑک کے پار سرائے کے بالکل سامنے ایک حمام ہے اور چند قدم آگے آپ کو ایک وسیع چوک دکھائی دے گا ــــ میرا نام عثمان ہے۔"

اسماء بھاگتی ہوئی نمودار ہوئی اور اُس نے آگے بڑھ کر دو سیب سلمان کو پیش کردئے۔ "ہم نے اپنے اُجڑے ہوئے باغ سے چند سیب تلاش کئے

Scanned by iqbalmt
Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

تھے۔ اگر آپ پہلے آتے تو میں جھولی بھر کر لاتی۔ امی جان نے سارے تقسیم کر دئیے اور صرف یہ دو باقی رہ گئے تھے۔"

سلمان نے تذبذب کی حالت میں لڑکی کی طرف دیکھا اور اُس کے ہاتھ سے ایک سیب لے کر گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔۔۔ پھر کچھ دیر بعد ایک معصوم، اُداس اور ذہین چہرہ جو اندلس کے ماضی کے اُجالوں اور مستقبل کے اندھیروں کا آئینہ دار تھا اُس کی نگاہوں کے سامنے گھومتا رہا۔

سلمان شہر کے دروازے کے قریب پہنچا تو ایک بگھی ڈیوڑھی میں داخل ہو رہی تھی اور اس سے چند قدم پیچھے گھاس ایندھن اور غلے سے لدے ہوئے چند چھکڑوں کی قطار لگی ہوئی تھی۔ جب بگھی کے پیچھے گھاس کا چھکڑا ڈیوڑھی کی طرف بڑھا تو پہرے داروں نے اچانک اُسے روک دیا اور گاڑی بان کو نیزہ دکھا کر پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔

ایک آدمی نے جو سر پر مرغیوں کا ٹوکرا اُٹھائے ہوئے تھا کترا کر آگے بڑھنے کی کوشش کی لیکن پہرے دار نے غضب ناک ہو کر اُسے دھکا دیا اور وہ ٹوکرے سمیت پیٹھ کے بل گر پڑا۔

ایک لکڑہارا اپنا گدھا چھوڑ کر بھاگتا ہوا آگے بڑھا۔ اُس نے گرنے والے آدمی کو سہارا دے کر اُٹھایا اور غصے کی حالت میں پہرے داروں پر برس پڑا: "تمہیں ایک کمزور آدمی کے ساتھ زور آزمائی کرتے ہوئے شرم آنی چاہیئے۔"

اُس کی دیکھا دیکھی دوسرے آدمیوں نے بھی شور مچانا شروع کر دیا۔ مرغیوں والے نے جلدی سے اپنا ٹوکرا اُٹھایا اور چند قدم پیچھے ہٹ کر پہرے داروں

کو بے تحاشا گالیاں دینا شروع کر دیں۔

سلمان نے چند قدم دُور گھوڑا روک کر ایک گاڑی بان سے اس ہنگامے کی وجہ دریافت کی۔ اُس نے جواب دیا:

"جناب! یہ پہرے دار بڑے ظالم ہیں۔ جب جی چاہتا ہے دروازہ بند کر دیتے ہیں۔ ہم ایک گھنٹہ سے یہاں کھڑے ہیں۔ ابھی کسی امیر آدمی کی بگھی یہاں آئی تھی تو انہوں نے ایک منٹ میں اس کے لئے دروازہ کھول دیا تھا۔ اب وہ پھر دروازہ بند کر رہے ہیں۔"

سلمان نے چونک کر ڈیوڑھی کی طرف دیکھا۔ دو سپاہی کواڑ دھکیل رہے تھے۔ اُس نے جلدی سے گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔ دروازے کے سامنے اور ڈیوڑھی کے اندر جو پہرے دار اُس کے راستے میں کھڑے تھے وہ چیختے چلاتے دائیں بائیں ہٹ گئے اور ڈیوڑھی کے آگے دو مسلح آدمی اپنے نیزے سنبھالتے رہ گئے۔

پہرہ دار اُس کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ سلمان نے صرف ایک بار انہیں مڑ کر دیکھا اور اس کے بعد اُن کی طرف توجہ دینے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ اُس کا گھوڑا ہوا سے باتیں کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اُسے بائیں ہاتھ ایک کشادہ ڈیوڑھی دکھائی دی۔ اُس نے گھوڑے کو روک کر ایک ثانیہ کے لئے پیچھے کی طرف دیکھا اور پھر باگ موڑ کر دو منزلہ عمارت کے وسیع صحن میں داخل ہو گیا۔ وہاں درمیانی عمر کا ایک خوش وضع آدمی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ سلمان اُس کے قریب پہنچ کر گھوڑے سے کود پڑا۔ سامنے برآمدے سے ایک نوکر بھاگتا ہوا آگے بڑھا اور اُس نے سلمان کے ہاتھ سے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

"یہ عبدالمنّان کی سرائے ہے؟" سلمان نے سوال کیا۔

"جی ہاں!" نوکر نے جواب دیا۔

"وہ کہاں ہیں؟"

خوش وضع آدمی نے اُٹھ کر کہا۔ "فرمائیے! میرا ہی نام عبدالمنّان ہے۔"

"مجھے عثمان نے آپ کا پتا دیا تھا۔" سلمان نے مُڑ کر دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "راستے کی ایک بستی میں ہماری مُلاقات ہوئی تھی۔ مجھے شہر میں ایک ضروری کام ہے لیکن میرا گھوڑا تھکا ہُوا ہے۔ اس لئے اسے یہاں چھوڑنا چاہتا ہوں۔"

عبدالمنّان نے نوکر سے کہا۔ "گھوڑے کو اصطبل میں لے جاؤ!"

نوکر گھوڑے کو لے کر چل دیا اور سلمان جلدی سے ڈیوڑھی کی طرف بڑھا۔

"ٹھہرئیے!" عبدالمنّان نے آواز دی۔

سلمان رُک گیا اور مُڑ کر اضطراب کی حالت میں اُس کی طرف دیکھنے لگا۔

"دیکھئے مجھے بہت جلدی ہے۔"

عبدالمنّان نے آگے بڑھ کر سلمان کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔ "میں اس گستاخی کے لئے معذرت چاہتا ہوں۔ لیکن اگر آپ کو کوئی خطرہ درپیش ہے یا کوئی آپ کا پیچھا کر رہا ہو تو اب ادھر اُدھر بھاگنے کی ضرورت نہیں۔ میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں۔"

سلمان نے جواب دیا۔ "مجھے اندیشہ یہ ہے کہ دروازے کے پہرے دار میرا پیچھا کریں گے۔ جب میں وہاں پہنچا تھا تو وہ دروازہ بند کر رہے تھے۔ مجھے جلدی تھی اور میں غچّہ دے کر وہاں سے نکل آیا ہوں اور اُنہیں بہت پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔ اگر اُن کی مدد کے لئے سوار نہ پہنچ گئے تو مجھے فوری طور پر کوئی خطرہ

نہیں اور شہر میں ایک ضروری کام سے فارغ ہونے کے بعد مجھے اس بات کی پروا نہیں ہوگی کہ وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔"

"اگر صرف اتنی ہی بات ہے تو آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ پہریدار یہاں تک آپ کا پیچھا کرنے کی جرأت نہیں کریں گے۔ آج شہر کی یہ حالت ہے کہ آپ کسی بازار میں کھڑے ہو کر حکومت کے خلاف چند نعرے لگا دیں تو آس پاس کی آبادی آپ کی حمایت کے لئے نکل آئے گی۔ آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟"

"میں البسین تک جانا چاہتا ہوں۔"

"آپ کو اگلے چوک سے بگھی مِل جائے گی۔"

سڑک پر پہنچ کر سلمان نے کہا۔ "میں آپ کا شکرگزار ہوں۔ اب مجھے اجازت دیجئے۔"

عبدالمنّان نے اُس سے مصافحہ کرتے ہوئے پُوچھا۔ "عثمان نے آپ کو یہ نہیں بتایا کہ وہ کب آئے گا؟"

"وہ روانہ ہونے کے لئے تیار کھڑا تھا لیکن اگر پہرے داروں نے دروازہ نہ کھولا تو اُسے شہر سے باہر رُکنا پڑے گا۔"

"میں وہاں جا رہا ہوں اور انشاءاللہ جب آپ واپس آئیں گے تو عثمان آپ کے استقبال کے لئے موجود ہوگا۔"

سلمان چوک کے قریب پہنچا تو اُسے ایک چھوٹا سا جلوس دکھائی دیا جس کے آگے آگے ایک آدمی نقارہ بجا رہا تھا۔ سلمان آگے بڑھا تو نقارہ بجانے والا یہ اعلان کر رہا تھا:

"غرناطہ کے حریت پسندو! شیخ حامد بن زہرہ تمہارے لئے ایک نئی زندگی کا پیغام لائے ہیں۔ وہ غرناطہ پہنچ چکے ہیں اور آج نمازِ مغرب

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

کے بعد البیسن کی جامع مسجد میں قوم سے خطاب کریں گے۔ اگر آپ قوم کے غداروں کی سازشیں ناکام بنانا چاہتے ہیں تو اُن کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔"

یہ اعلان سُننے کے بعد حامد بن زہرہ کی سلامتی کے متعلق سلمان کی پریشانی بہت حد تک دُور ہو چکی تھی اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک بگھی پر سوار ہو کر البیسن کا رُخ کر رہا تھا۔

(۱۱)

بگھی مدرسے کے دروازے کے سامنے رُکی اور سلمان نے نیچے اُتر کر ایک دینار کوچوان کے ہاتھ میں تھما دیا اور جلدی سے بند دروازے کی طرف بڑھا۔ کئی بار بھاری کواڑ پر دستک دینے کے بعد اُس نے دھکا دینے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ اندر سے زنجیر لگی ہوئی ہے۔ کچھ دیر دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد وہ آوازیں دے رہا تھا:

"کوئی ہے! کوئی ہے! دروازہ کھولو!"

پاس ہی چند لڑکے اور تین مسلح نوجوان کھڑے تھے۔ اُن میں سے ایک قد آور اور خوش پوش آدمی نے کہا:

"جناب! اندر کوئی نہیں۔ مدرسے میں چھٹی ہو چکی ہے۔"

سلمان مُڑ کر کوچوان سے مخاطب ہوا۔ "اُن کی قیام گاہ کا ایک دروازہ پچھلی گلی میں ہے۔ وہاں کوئی نوکر ضرور موجود ہو گا۔"

کوچوان نے کہا۔ "آیئے! میں آپ کو گلی کے سامنے پہنچا دیتا ہوں۔"

سلمان جلدی سے بگھی پر بیٹھ گیا۔

کوچوان نے بگھی موڑ لی اور تھوڑی دیر میں وہ مسجد کے اُوپر سے چکر لگانے

کے بعد عقب کی تنگ گلی کے سامنے پہنچ چکا تھا۔ کوچوان نے کہا:

"جناب! آگے گلی تنگ ہے۔ بگھی اندر نہیں جا سکتی۔ آپ خود جا کر پتا لگائیں۔ ممکن ہے کہ مدرسے کی طرح مکان بھی خالی ہو اور آپ کو واپس جانا پڑے۔ آپ مجھے دو طرفہ کرائے سے بہت زیادہ دے چکے ہیں۔ میں بخوشی آپ کا انتظار کروں گا۔"

"نہیں تم جاؤ۔ مجھے وہاں کچھ وقت لگے گا۔" سلمان یہ کہہ کر چل پڑا۔

کوچوان بگھی موڑ رہا تھا کہ وہ تین نوجوان جنہیں اُس نے مدرسے کے دروازے کے سامنے دیکھا تھا اُس کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔

"یہ کون تھا؟" دراز قامت آدمی نے پوچھا۔

کوچوان نے جواب دیا۔ "معلوم نہیں لیکن میرا خیال ہے کہ وہ کہیں باہر سے آیا ہے۔ اُسے البیسن کا راستہ معلوم نہ تھا۔ کسی شریف گھرانے سے تعلق رکھتا ہے۔ مجھے اُس نے ایک دینار دیا ہے۔"

"وہ کس کو تلاش کر رہا ہے؟"

"مجھے معلوم نہیں۔ اُس نے پہلے مجھے یہ کہا تھا کہ مجھے البیسن کی جامع مسجد کی طرف لے چلو۔ پھر اُس نے یہ کہا کہ مسجد کے ساتھ ایک مدرسہ ہے مجھے وہاں اُتار دو۔ میں وہاں ایک عزیز کا پتہ لگانا چاہتا ہوں۔"

"احمق آدمی! تمہیں یہ خیال نہیں آیا کہ اس گلی میں حامد بن زہرہ کا گھر ہے اور آج غرناطہ کا ہر غدار اُنہیں تلاش کر رہا ہے۔ اب یہاں سے بھاگ جاؤ!"

کوچوان نے پریشان ہو کر گھوڑے کو چابک رسید کر دیا اور یہ تین آدمی گلی میں داخل ہوئے۔

Scanned by iqbalmt

سلمان تھوڑی دُور آگے ایک عمر رسیدہ آدمی سے پُوچھ رہا تھا:

"آپ اِسی گلی میں رہتے ہیں؟"

"جی ہاں! اِس سے آگے ساتواں مکان میرا ہے۔"

"یہ حامد بن زہرہ کا مکان ہے؟"

"ہاں!"

"آپ کو معلوم ہے کہ اِس کا دروازہ کب سے بند ہے؟"

"میں صبح کی نماز سے واپس آیا تھا تو دروازہ کُھلا تھا۔ اِس کے بعد میں نے بن زہرہ کی آمد کی خبر سُنی تو بھاگتا ہُوا یہاں پہنچا لیکن دروازے پر تالا لگا ہوا تھا اور کئی آدمی باہر کھڑے تھے۔ میں نے مدرسے کے دروازے کی طرف جا کر اُن کا پتا کیا تو معلوم ہُوا کہ مدرسے میں چُھٹی ہو چکی ہے۔ میرا خیال ہے کہ چوکیدار مدرسے کا دروازہ بند کرنے کے بعد اِس مکان کے راستے باہر نکل گیا ہوگا۔"

سلمان نے کہا: "دیکھئے! میں حامد بن زہرہ سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے ایسے آدمی کا پتا بتا سکتے ہیں جسے اُن کی جائے قیام کا علم ہو؟"

"جناب! میں نے کئی آدمیوں سے اُن کی قیام گاہ معلوم کی ہے لیکن کسی کو اُن کا ٹھکانا معلوم نہیں۔"

دراز قامت آدمی نے جو خاموشی سے چند قدم دُور کھڑا اُن کی گفتگو سُن رہا تھا آگے بڑھ کر کہا:

"اگر کوئی ضروری بات ہے تو میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ ایک آدمی کو اُن کا ٹھکانا معلوم ہوگا۔ آیئے!"

"وہ کہاں ہے؟"

"اُس کا گھر زیادہ دُور نہیں، آپ میرے ساتھ چلیں۔"

Scanned by iqbalmt

سلمان اُس کے ساتھ چل پڑا اور باقی نوجوان اُس کے پیچھے ہو لئے۔ کوئی دو سو قدم چلنے کے بعد وہ دائیں ہاتھ مُڑ کر قدرے کشادہ گلی میں داخل ہوئے۔ سلمان کے رہنما نے اچانک سوال کیا:

"آپ کہاں سے آئے ہیں؟"

"میں اندراش سے آیا ہوں۔"

"آپ آج ہی آئے ہیں؟"

"ہاں!"

"آپ کو حامد بن زہرہ کی آمد کی اطلاع وہاں ملی تھی؟"

سلمان نے قدرے پریشان ہو کر جواب دیا:

"میں آپ کو ساری باتیں نہیں بتا سکتا۔ آپ کی تسلی کے لئے یہ عرض کر دینا کافی سمجھتا ہوں کہ حامد بن زہرہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں اور میں اُنہیں ایک ضروری پیغام دینا چاہتا ہوں۔"

"مُعاف کیجئے! میں آپ پر شک نہیں کرتا لیکن ان دنوں ہم ایسے حالات کا سامنا کر رہے ہیں کہ ایک بھائی کو دوسرے بھائی کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے بھی خوف محسوس ہوتا ہے۔"

"مجھے معلوم ہے لیکن اب آپ باتوں میں وقت ضائع نہ کریں!"

دوسرے نوجوان نے کہا: "ولید! یہ درست کہتے ہیں۔ ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔"

گلی کے موڑ پر دائیں ہاتھ مُڑتے ہوئے اُنہیں چند لڑکے دکھائی دئے۔ جو بظاہر طالب علم معلوم ہوتے تھے۔ ایک لڑکا حامد بن زہرہ کی آمد کا اعلان کر رہا تھا اور لوگ اِس پاس کے گھروں سے نکل کر اُن کے گرد جمع ہو رہے تھے۔ ایک

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

آدمی سلمان کے ساتھی کو دیکھ کر چلایا:

"دیکھو وہ ولید آ رہا ہے۔ اُسے یقیناً معلوم ہوگا کہ وہ کہاں ٹھہرے ہیں۔"

وہ آن کی آن میں ولید کے گرد جمع ہوگئے اور ایک آدمی نے اُس سے پوچھا:

"آپ کو معلوم ہے کہ حامد بن زہرہ کہاں ہیں؟"

"نہیں۔"

"کیا وہ واقعی غرناطہ پہنچ چکے ہیں؟"

"تمہیں مُنادی کرنے والوں پر اعتبار کرنا چاہیئے۔ مجھے یقین ہے کہ جب وہ تقریر کرنے کے لئے مسجد میں آئیں گے تو آپ انہیں بچشم خود دیکھ سکیں گے۔ لیکن اس وقت اگر کسی کو اُن کا ٹھکانا معلوم بھی ہو تو وہ آپ کو نہیں بتائے گا۔ آپ کے لئے اتنا جان لینا کافی ہے کہ اس وقت آپ سے کہیں زیادہ حکومت کے جاسوس اور قوم کے غدار اُن کے متعلق فکر مند ہیں جنہیں اُن کی آمد کے باعث دوبارہ جنگ شروع ہو جانے کا خوف ہے۔ ہم نے کئی غداروں کو مسجد کے آس پاس پھرتے دیکھا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اُن میں سے کوئی یہاں بھی موجود ہو۔ اس لئے آپ کو شام تک صبر سے کام لینا چاہیئے۔ اب میرا وقت ضائع نہ کیجئے۔ مجھے ایک ضروری کام ہے۔"

ولید آگے بڑھا اور لوگ اِدھر اُدھر ہٹ گئے۔

سلمان نے کچھ دیر قبل اپنے راہنما کے سوالات سے جو ہلکا سا اضطراب محسوس کیا تھا وہ اب دُور ہو چکا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک پُرانی عمارت کے اندر داخل ہوئے جو مکان کی بجائے ایک مسافر خانہ معلوم ہوتی تھی۔ ڈیوڑھی سے آگے کشادہ صحن کے تین اطراف

چھوٹے چھوٹے کمرے تھے۔ سلمان کو وہاں ایک بوڑھے نوکر کے سوا جو ڈیوڑھی سے باہر دھوپ میں لیٹا خراٹے لے رہا تھا کوئی اور آدمی نظر نہ آیا۔

"آپ مجھے کہاں لے آئے ہیں؟" سلمان نے اپنے رہنما سے پوچھا۔

ولید نے جواب دیا۔ "یہ طلباء کی قیام گاہ ہے لیکن اس وقت وہ سب حامد بن زہرہ کی تقریر کی مُنادی کر رہے ہیں۔"

"لیکن آپ مجھے یہاں کس لئے لے آئے ہیں؟"

"آپ تھوڑی دیر جمیل کے کمرے میں آرام کریں۔ میں ابھی اُن کا پتا لگا کر واپس آجاؤں گا۔"

"جمیل کون ہے؟"

"جناب جمیل میرا نام ہے۔ آئیے!" دوسرے نوجوان نے جواب دیا۔

سلمان نے ولید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "دیکھئے اگر آپ حامد بن زہرہ کی جان کی کوئی قیمت سمجھتے ہیں تو وقت ضائع نہ کیجئے اور مجھے فوراً اُن کے پاس پہنچا دیجئے!"

"آپ کا مطلب ہے کہ اُن کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے؟"

سلمان نے مضطرب ہو کر کہا۔ "میں ایک بار آپ کو بتا چکا ہوں کہ اُن کی زندگی خطرے میں ہے۔"

ولید نے کہا۔ "اگر آپ انہیں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ غرناطہ میں غداروں کی جماعت اُن کے خون کی پیاسی ہے تو یہ بات اُن کے لئے نئی نہیں ہوگی۔ تاہم میں یہ کوشش کروں گا کہ آپ کو بلا تاخیر اُن کے پاس پہنچا دیا جائے۔ میں نے اُن کے جس دوست کا ذکر کیا تھا اُس کا گھر زیادہ دُور نہیں۔ اگر وہ حامد بن زہرہ کی جائے قیام کا پتا دینے پر آمادہ ہوگیا تو میں فوراً وہاں جاؤں گا اور انہوں نے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

آپ کو قابلِ اعتماد سمجھا تو میں آپ کو اُن کے پاس لے جاؤں گا۔ ممکن ہے کہ وُہ بذاتِ خود یہاں تشریف لے آئیں۔ آپ مجھے صرف اپنا نام بتا دیجیے۔"

"میرا نام سلمان ہے لیکن اگر آپ کے دل میں کوئی شبہ ہے تو بھی مجھے اس بات کا موقع ملنا چاہیے کہ میں اپنی صفائی پیش کر سکوں اور میں غرناطہ میں حامد بن زہرہ کے سوا میں کوئی اور گواہ پیش نہیں کر سکتا۔"

"دیکھیے! اس بحث سے کوئی فائدہ نہیں۔ اگر آپ مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے تو تھوڑی دیر صبر کریں۔"

ولید یہ کہہ کر تیزی سے واپس مڑا اور آن کی آن میں ڈیوڑھی سے باہر نکل گیا۔ سلمان اضطراب اور بے بسی کی حالت میں اُس کے ساتھیوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

جمیل نے اپنے ساتھی سے کہا۔ "اویس! تم ڈیوڑھی کا دروازہ بند کر دو اور باہر کے کسی آدمی کو اندر آنے کی اجازت نہ دو۔"

پھر وہ سلمان سے مخاطب ہوا۔ "جناب! پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں اگر حامد بن زہرہ آپ کو جانتے ہیں تو انشاء اللہ بہت جلد آپ کی ملاقات ہو جائے گی۔ آئیے!"

سلمان مجبوری کی حالت میں اُس کے ساتھ چل پڑا۔ جمیل نے صحن عبور کرنے کے بعد ایک کمرے کا دروازہ کھول دیا اور وہ اندر داخل ہوئے۔

کمرے کا سامان بہت مختصر تھا۔ فرش پر معمولی چٹائی بچھی ہوئی تھی۔ دائیں ہاتھ دیوار کے ساتھ ایک چھوٹی سی چارپائی پر بستر لگا ہوا تھا۔ اُوپر ایک طاقچے میں چراغ کی سیاہی جمی ہوئی تھی۔ چارپائی کے ساتھ ایک طرف چھوٹی سی تپائی اور صندلی پڑی ہوئی تھی۔ کونے میں لکڑی کے ایک صندوق کے علاوہ پانی کی صراحی نظر آتی تھی۔

جس کے اُوپر مٹی کا ایک پیالہ ڈھکنے کا کام دے رہا تھا۔ دائیں ہاتھ دروازے کے ساتھ ایک کشادہ الماری میں کتابیں سجی ہوئی تھیں۔ سامنے کی دیوار میں چھت کے قریب ایک چھوٹا سا روزن تھا۔

"تشریف رکھیے!" جمیل نے صندلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

سلمان نے تلوار اُتارنے کی بجائے کمر کی پیٹی ڈھیلی کر دی اور صندلی پر بیٹھ گیا۔ جمیل نے اُس کے سامنے چارپائی پر بیٹھتے ہوئے کہا:

"جب میں پہلی بار اس کمرے میں داخل ہوا تھا تو مجھے ایسا محسوس ہوا تھا کہ میں کسی قید خانے میں آگیا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ آپ کا تاثر بھی یہی ہوگا۔"

"ہاں!" سلمان نے بے توجہی سے جواب دیا۔ "مجھے یہ عمارت کچھ عجیب سی معلوم ہوتی ہے۔"

جمیل نے کہا۔ "اس کی عمر سو سال سے زیادہ ہے۔ پہلے یہ ایک چھوٹا سا قید خانہ تھا۔ کوئی چالیس سال قبل مرکزی قید خانے کی توسیع کے بعد حکومت نے اسے ایک یہودی تاجر کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا اور اُس نے اسے ایک سرائے میں تبدیل کر دیا۔ پھر چند سال بعد وہ یہودی مر گیا تو اُس کی بیوہ نے یہ سرائے ایک مسلمان تاجر کے ہاتھ فروخت کر دی۔ جنگ کے ابتدائی ایام میں اس تاجر کا اکلوتا بیٹا شہید ہو گیا اور وہ اپنی وسیع جائداد کا نصف حصّہ مستحق طلباء کی اعانت کے لئے وقف کر کے طنجہ چلا گیا۔"

سلمان بظاہر بڑے غور سے جمیل کی گفتگو سُن رہا تھا لیکن اس کو اس عمارت کی تاریخ سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔

جمیل نے اچانک اُٹھ کر کہا۔ "معاف کیجیے! میں نے آپ سے کھانے کے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

متعلق نہیں پوچھا۔ میرا خیال ہے کہ ابھی تک آپ نے ناشتا بھی نہیں کیا۔ میں ابھی منگواتا ہوں۔"

سلمان نے کہا۔ "نہیں نہیں، آپ میرے کھانے کی فکر نہ کریں۔ مجھے اپنا فرض ادا کرنے سے پہلے بھوک محسوس نہیں ہوگی۔"

"ایک سپاہی کی اولین ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنی قوت اور توانائی برقرار رکھے!" جمیل یہ کہہ کر باہر نکل گیا۔

چند منٹ بعد وہ واپس آیا تو اُس کے ہاتھ میں پانی کا کوزہ تھا۔

"آئیے!" اُس نے دہلیز سے باہر کوزہ رکھتے ہوئے کہا۔ "ہاتھ دھو لیجیے!"

سلمان اُٹھ کر آگے بڑھا تو جمیل کے پیچھے نوکر کھانے کا طشت اُٹھائے آرہا تھا۔ جمیل نے اُس کے ہاتھ دُھلاتے ہوئے کہا:

"مجھے باہر سے کھانا منگوانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ طلبا، حامد بن زہرہ کی آمد کی اطلاع ملتے ہی باہر چلے گئے تھے اور اُن کا کھانا اُسی طرح پڑا ہوا ہے۔"

نوکر تپائی پر طشت رکھ کر باہر نکل گیا اور سلمان اور اس کا میزبان پھر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ گئے۔

"بسم اللہ کیجئے!" جمیل نے طشت سے کپڑا اُٹھاتے ہوئے کہا۔

"آپ نہیں کھائیں گے؟" سلمان نے پوچھا۔

"میں ایک دوست کے گھر سے کھا چکا ہوں۔"

"پھر اپنے ساتھی کو بُلا لیجئے!"

"وہ بھی کھا چکا ہے۔"

سلمان کھانا کھانے میں مصروف ہوگیا۔ ابھی اُس نے روٹی کے دو لوالے

حلق سے اُتارے ہی تھے کہ صحن میں کسی کے پاؤں کی آہٹ سُنائی دی اور چند ثانیے بعد اویس دروازے میں کھڑا تھا۔

"جمیل" اُس نے کہا۔ "ذرا باہر آؤ! محلّے کے چند بیوقوف آدمی ڈیوڑھی کے سامنے جمع ہو رہے ہیں۔ کسی نے یہ افواہ اُڑا دی ہے کہ حامد بن زہرہ یہاں چھپے ہوئے ہیں اور وہ اندر آنے پر مُصر ہیں۔ میں نے اُنہیں سمجھایا ہے کہ اندر کوئی نہیں لیکن وہ میری بات سُننے کے لئے تیار نہیں۔ شاید تم اُنہیں سمجھا سکو!"

"چلو!" جمیل نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اویس نے اچانک کواڑ بند کر کے باہر سے زنجیر چڑھا دی۔

سلمان سراسیمہ ہو کر اُٹھا اور بھاگ کر دروازے کی طرف بڑھا۔

"اویس! جمیل!" وہ کواڑ کھولنے کی ایک ناکام کوشش کے بعد چلایا۔

"تم کیا کر رہے ہو؟ دروازہ کھولو!"

لیکن اُسے کوئی جواب نہ ملا۔ وہ کچھ دیر غم و غصّے کی حالت میں دروازے کو دھکّے دیتا رہا لیکن اُس کی جدوجہد بے نتیجہ رہی۔ باہر کی دیوار بہت چوڑی تھی اور دروازے کی چوکھٹ اور کواڑ اتنے مضبوط تھے کہ سلمان کو زور آزمائی میں کوئی فائدہ نظر نہ آیا۔

باہر سے اویس کی آواز سُنائی دی۔ "جناب! آپ کو زبردستی باہر نکلنے کا خیال اپنے دل سے نکال دینا چاہیئے۔ جب شہر میں حامد بن زہرہ کا کام ختم ہو جائے گا تو آپ کو ایک لمحہ کی تاخیر کے بغیر آزاد کر دیا جائے گا۔"

سلمان چلایا۔ "احمق آدمی! اگر تم حامد بن زہرہ کے دشمن اور حکومت کے جاسوس نہیں ہو تو میری بات سنو!"

"آپ ہمیں جی بھر کر گالیاں دے سکتے ہیں لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

ہوگا۔ ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ البسین میں ہر ناواقف آدمی کو اپنا دشمن سمجھیں اور آپ ہمارے لئے سراسر ایک اجنبی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کی باتوں سے ہمارے دل میں جو شبہات پیدا ہوئے ہیں وہ غلط ہوں اور ہمیں بعد میں نادم ہونا پڑے، لیکن اس وقت ہمارے سامنے اس کے سوا اور کوئی مسئلہ نہیں کہ حامد بن زہرہ مسجد تک پہنچ جائیں اور انہیں عوام سے آخری بات کہنے کا موقع مل جائے۔"

سلمان چلایا "خدا کے لئے ولید کو بلاؤ۔ میں اُس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

ولید کی آواز سنائی دی۔ "دیکھئے میرے ساتھ گفتگو سے بھی آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ آپ کو بہر حال شام تک یہاں رہنا پڑے گا۔ ہمیں حامد بن زہرہ کی آمد کا اعلان اس لئے کرنا پڑا کہ اس کے سوا عوام کو مسجد میں جمع کرنے کا اور کوئی طریقہ نہ تھا۔ ورنہ ہمیں ان خطرات کا پورا پورا احساس ہے جو انہیں قوم کے دشمنوں کی طرف سے پیش آ سکتے ہیں۔ غدار اس بات کی ہر ممکن کوشش کریں گے کہ اُن کی آواز حلق سے باہر نہ آ سکے۔ شہر میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جنہیں معمولی لالچ دے کر اُن کے قتل پر آمادہ کیا جا سکتا ہے لیکن اگر آپ حامد بن زہرہ کے بہی خواہ ہیں اور آپ کو اُن کی سلامتی کے متعلق پریشانی ہے تو آپ کے لئے یہ اطمینان کافی ہونا چاہیئے کہ اُن کے جانثار اپنی ذمہ داریوں سے غافل نہیں۔ ہم نے کسی موہوم خطرے کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ یہ باتیں میں نے اس لئے کہی ہیں کہ میں ذاتی طور پر آپ کے متعلق تذبذب میں ہوں۔ اب میں آپ سے مؤدبانہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ اطمینان سے شام ہونے کا انتظار کریں اور ہمارے لئے یا خود اپنے لئے مزید بدمزگی پیدا نہ کریں۔ جب وقت آئے گا تو آپ کو اُن کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ آخری بات جو میں آپ سے کہنا ضروری سمجھتا ہوں یہ ہے کہ شام سے قبل اس کمرے سے نکلنے کے لئے آپ کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اگر آپ دروازے کی کسی دراڑ سے باہر جھانک کر دیکھ سکیں تو آپ کو آٹھ آدمی پوری طرح مسلح نظر آئیں گے۔ آپ یقیناً یہ پسند نہیں کریں گے کہ اُن کے ہاتھوں سے ناحق آپ کا خون ہو جائے۔ خدا حافظ!"

سلمان نے کرب انگیز لہجے میں کہا۔ "ولید! خدا کے لئے میری ایک بات سُن لو! میں حامد بن زہرہ کا دوست ہوں۔ اُن کا بیٹا سعید اور جعفر نامی نوکر مجھے جانتے ہیں۔ اگر شام سے پہلے آپ کو اُن میں سے کسی کے ساتھ بات کرنے کا موقع ملے تو اُسے اتنا ضرور بتا دیجئے کہ وہ ہاشم کا اعتبار نہ کریں۔ ہاشم اُن کے گاؤں کا ایک رئیس ہے۔ میں یہ اطلاع دینے آیا تھا کہ وہ غداروں کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اُسے کسی صورت میں بھی حامد بن زہرہ تک رسائی کا موقع نہیں ملنا چاہیئے"۔

ولید نے کہا۔ "اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اندلش کی بجائے اُن کے گاؤں سے آئے ہیں اور آپ کا پہلا بیان غلط تھا۔ بہر حال میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں کہ اگر مجھے موقع ملا تو آپ کا یہ پیغام پہنچا دیا جائے گا۔ جہاں تک ہاشم کا تعلق ہے آپ کو قطعاً پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ غرناطہ میں اُن سے زیادہ خطرناک دشمن موجود ہیں اور آپ مجھے اُن کے متعلق اپنی ذمہ داری پورا کرنے سے روک رہے ہیں۔ خدا حافظ!"

سلمان کچھ دیر دروازے سے دور جاتے ہوئے قدموں کی چاپ سنتا رہا۔ اور پھر نڈھال ہو کر بیٹھ گیا۔

کچھ دیر بعد اُس کی یہ حالت تھی کہ وہ کبھی اُٹھ کر کواڑ کی دراڑ سے باہر جھانکنے کی کوشش کرتا اور کبھی بے چینی کی حالت میں ٹہلنا شروع کر دیتا۔ اس قید سے آزاد ہونے کی مختلف تدبیریں اُس کے ذہن میں آئیں اور اگر اُسے اس بات کا

Scanned by iqbalmt

یقین ہوتا کہ وہ ولید اور اُس کے ساتھیوں کی اعانت کے بغیر حامد بن زہرہ کو تلاش کر سکے گا تو وہ اس کوٹھری سے نکلنے کے لئے بڑے سے بڑا خطرہ مول لینے کے لئے تیار ہو جاتا۔ تلوار، خنجر اور طمنچے کے علاوہ بارُود کی ایک تھیلی اُس کے پاس تھی اور وہ یہ جانتا تھا کہ بارُود سے دیوار کے کسی حصّے میں شگاف ڈالنا مشکل نہیں۔

اس میں خطرہ ضرور تھا لیکن سلمان فطرتاً ایک نڈر آدمی تھا۔ وہ ولید کی اس دھمکی سے بھی مرعوب نہیں تھا کہ اُسے باہر نکلتے ہی تیروں کی بوچھاڑ کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اُس کی ذہنی کیفیت یہ تھی کہ تھوڑی دیر کے لئے کسی خطرناک ارادہ سے اُس کے خون کی گردش تیز ہو جاتی اور پھر یکایک اُس کی قوتِ فیصلہ جواب دے جاتی — وہ اپنے دل سے پوچھتا کیا حامد بن زہرہ کے متعلق ولید اور اُس کے ساتھیوں کے جذبات میرے جذبات سے مختلف ہیں؟ کیا اُن کی احتیاط کی وجہ یہ نہیں کہ میں بہر حال ایک اجنبی ہوں اور یہ لوگ ایسے حالات کا سامنا کر رہے ہیں کہ انہیں اپنے سائے سے بھی خوف محسوس ہوتا ہے؟ اگر میں اُن کی جگہ ہوتا تو کیا میرا طرزِ عمل اُن سے مختلف ہوتا؟

اور پھر سلمان کو ایسا محسوس ہوتا کہ ولید اُس کے سامنے کھڑا یہ کہہ رہا ہے:

"میرے بھائی! ہمیں تم سے کوئی عناد نہیں۔ ہم صرف اپنا فرض ادا کر رہے ہیں اور تم نے یہ کیوں سمجھ لیا ہے کہ تمہارے سوا کسی اور کو حامد بن زہرہ کی زندگی عزیز نہیں۔ تمہاری طرح غرناطہ کے ہزاروں آدمی انہیں تلاش کر رہے ہیں۔ ان میں حریت پسند بھی ہیں اور غدار بھی۔ ہمارے لئے اُن سب کو پرکھنے کا یہ وقت نہیں۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ حامد بن زہرہ قوم کے ضمیر کی آخری آواز ہیں اور قوم کے مجرم اُن کے

خون کے پیاسے ہیں۔ ہماری مستعدی اور فرض شناسی کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اُن کی قیام گاہ تلاش نہیں کر سکے۔"

سلمان کا ذہنی اضطراب آہستہ آہستہ دُور ہو رہا تھا اور تقریباً ایک پہر بعد وہ بستر پر لیٹا یہ اطمینان محسوس کر رہا تھا کہ وہ اپنی سمجھ اور ہمت کے مطابق اپنا فرض پورا کر چکا ہے اور اس سے زیادہ اُس کے بس کی بات بھی نہیں تھی۔ پھر کچھ دیر اُونگھنے کے بعد اُسے نیند آگئی۔

Scanned by iqbalmt
اردو فینز ڈاٹ کام
Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

پیغام

البسین کی مسجد میں حامد بن زہرہ کی آواز گونج رہی تھی:

"فرزندانِ قوم! اگر تمہیں خوابِ غفلت سے بیدار کرنے یا اس قبرستان کا سناٹا توڑنے کے لئے میری چیخوں کی ضرورت ہے تو میں یہ آخری فریضہ ادا کرنے کی پوری پوری کوشش کروں گا۔ تمہاری آزادی کے بجھتے ہوئے چراغوں کو آج خون کی ضرورت ہے لیکن ایک بوڑھا اور کمزور آدمی تمہیں آنسوؤں کے سوا کچھ نہیں دے سکتا اور ایک تنہا فرد کے آنسو ایک قوم کے اجتماعی گناہوں کا کفارہ نہیں ہو سکتے —— اس دنیا میں کئی سیاسی غلطیوں کی تلافی ممکن ہے۔ ہاری ہوئی جنگیں دوبارہ لڑی اور جیتی جا سکتی ہیں۔ شکستہ قلعے دوبارہ تعمیر ہو سکتے ہیں تاریک راتوں میں بھٹکے ہوئے قافلے صبح کی روشنی میں اپنا راستہ تلاش کر سکتے ہیں لیکن ایک اجتماعی گناہ ایسا بھی ہے جس کے لئے کوئی کفارہ کافی نہیں ہوتا اور بھٹکے ہوئے قافلوں کے لئے ایک رات ایسی بھی آتی ہے جس کے

لئے کوئی صبح نہیں ہوتی۔

اہلِ غرناطہ! میں تمہیں اُس آخری گناہ سے روکنا چاہتا ہوں جس کے بعد قوموں کے لئے رحم اور بخشش کے دروازے بند ہو جاتے ہیں —— میں تمہیں اُس تاریک رات کی ہولناکیوں سے خبردار کرنا چاہتا ہوں جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔

ایک قوم کا آخری گناہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ظلم کے خلاف لڑنے کے حق سے دستبردار ہو جاتی ہے اور بدقسمتی سے تمہارے اکابر اس گناہ کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ اُنہوں نے تم پر اللہ کی رحمت کے سارے دروازے ہمیشہ کے لئے بند کر دئیے ہیں۔ اُنہوں نے مستقبل کی تمام اُمیدوں کا گلا گھونٹ دیا ہے۔ اُنہوں نے وہ ذہنی اور اخلاقی حصار توڑ دئیے ہیں جو مظلوم اور بے بس انسانوں کے لئے آخری جائے پناہ کا کام دیتے ہیں۔

اگر اس گناہ کی سزا تمہاری موجودہ نسل تک محدود رہ سکتی تو مجھے اس قدر اضطراب نہ ہوتا لیکن تمہارے حکمرانوں نے وہ سارے چراغ بجھا دئیے ہیں جو تمہاری آئندہ نسلوں کو سلامتی کا راستہ دکھا سکتے تھے —— یاد رکھو! جب وہ غرناطہ کا مستقبل، تمہاری آزادی اور بقا دشمنوں کو سونپ دیں گے تو تمہارے آلام و مصائب

اردو سنٹر ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

کی نہ ختم ہونے والی رات شروع ہو جائے گی ــــــ اور میری روح اس رات کے اندھیروں کے تصور سے کانپ اُٹھتی ہے۔

دوستو! مجھے اُس معاہدے پر تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں جسے تم مستقبل کے امن اور خوشحالی کی ضمانت سمجھتے ہو۔ یہ اُس عفریت کے چہرے کا حسین نقاب ہے جس کے خون آشام ہاتھ تمہاری شاہ رگ تک پہنچ چکے ہیں ــــــ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم بھیڑیں بن کر بھیڑیوں کی ہمسائیگی اور سرپرستی میں زندہ رہ سکتے ہو تو مجھے تم سے ہمکلام ہونے کی ضرورت نہیں لیکن اگر انسانیت کے ماضی سے کوئی سبق سیکھ سکو تو میں بار بار یہ کہوں گا کہ تم اس جہنم کے دروازے پر دستک دے رہے ہو جو گمراہی اور ذلت کے راستے کی آخری منزل ہے۔ مجھے صرف اس بات کا اندیشہ نہیں کہ تم اس جہنم کی آگ میں بھسم ہو جاؤ گے بلکہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری آئندہ نسلیں بھی برسوں اور شاید صدیوں تک اس جہنم کا ایندھن بنتی رہیں گی۔

تم صرف زندہ رہنے کے لئے دشمن کی غلامی اختیار کرنے پر آمادہ ہو لیکن تمہارے بیٹے اور پوتے غلامی کی زنجیروں کو اپنے ہاتھوں کا زیور سمجھنے کے بعد بھی اپنے آقاؤں سے زندہ رہنے کا حق نہیں منوا سکیں گے ــــــ

مجھے صرف یہ اندیشہ نہیں کہ تمہیں ایک بدترین غلامی اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے گا بلکہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں اپنی روح اور بدن کی ساری آزادیوں سے دست بردار ہونے کے بعد بھی زندہ رہنے کا حق دار نہیں سمجھا جائے گا۔

تم قسطلہ اور ارغون کے سپاہیوں کی وحشت اور بربریت دیکھ چکے ہو لیکن ابھی تم نے کلیسا کے پادریوں کی سفاکی نہیں دیکھی۔ تم نے محکمہ احتساب کے وہ اذیت خانے نہیں دیکھے جہاں آہنی شکنجوں میں جکڑے ہوئے انسان ناکردہ گناہوں کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ تم نے آگ کی چتا میں بھسم ہونے والوں کی چیخیں نہیں سُنیں لیکن میں یہ سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔"

مجمع میں سے کسی نے جوش میں آکر نعرہ بلند کیا ــــ "ابوعبداللہ غدار ہے! ابوالقاسم دشمن کا جاسوس ہے"۔ اور مسجد کے مختلف گوشوں سے اُن کے خلاف آوازیں بلند ہونے لگیں اور چند ثانیے توقف کے بعد حامد زہرہ کی آواز پھر بلند ہوئی:

میرے عزیزو! تمہارے نعرے اُنہیں راہِ راست پر نہیں لا سکتے۔ وہ امن کی تلاش میں قبرستان کے دروازے پر دستک دے رہے ہیں۔ اُن کی جنگ اپنے اقتدار کے لیے تھی۔ اب ابوعبداللہ اپنے دل کو یہ فریب دے سکتا ہے کہ اُسے اپنی غداری کی قیمت مل جائے گی اُس کے وزیر اور عمّال بھی اس خود فریبی میں مبتلا ہو سکتے ہیں

Scanned by iqbalmt

کہ آقاؤں کی تبدیلی اُن کے مستقبل پر اثر انداز نہیں
ہوگی اور وہ ابو عبداللہ کے بعد فرڈیننڈ کے خادم بن کر اپنی
جان و مال کا تحفظ کر سکیں گے اور شاید بعض مفتیانِ
دین بھی جنہوں نے دین کے احکام کو اپنے بد طینت اور
نا اہل حکمرانوں کی خواہشات کے سانچوں میں ڈھالنا اپنا
شیوہ بنا لیا ہے یہی سوچتے ہوں کہ زمانے کے نئے
حالات احکامِ ربانی کی نئی تعبیروں کے متقاضی ہیں
اب وہ ابو عبداللہ کی بجائے فرڈیننڈ کی قبا کو بوسے دے
کر اپنے حالات کو سازگار بنا سکیں گے لیکن تمہاری
جنگ اپنی آزادی اور بقا کی جنگ ہے۔ یہ وہ انسانی
ذمہ داری ہے جس سے فرار کا ہر راستہ مکمل ہلاکت پر
ختم ہوتا ہے۔

اگر تم انسانیت کے بلند مقاصد سے منہ پھیر لو۔
اگر تم اسلام سے منحرف ہو جاؤ تو صرف حیوانوں کی طرح
زندہ رہنے کے لئے بھی تمہیں اُن درندوں کا مقابلہ کرنا
پڑے گا جو تمہارا خون پینے، تمہارا گوشت نوچنے اور
تمہاری ہڈیاں چبانے سے پہلے یہ اطمینان چاہتے ہیں
کہ تم مکمل طور پر اُن کے نرغے میں آ چکے ہو اور تمہارے
اندر اپنی مدافعت کے لئے وہ حیوانی شعور بھی باقی نہیں
رہا جو کمزور بکریوں کو بھی سینگ مارنے پر مجبور کر دیتا
ہے۔

غرناطہ اسلامیانِ اُندلس کا آخری حصار ہے۔ یہ اُن
مجبور و مقہور انسانوں کے لئے بھی آخری سہارا ہے
جو قرطبہ، بلنسیہ، اشبیلیہ، طلیطلہ اور شمال کے دوسرے
علاقوں میں صرف اس اُمید پر زندہ ہیں کہ یہاں سے
کوئی مردِ مجاہد نمودار ہوگا اور اُس کے عزم و یقین کی
روشنی سے غلامی کے اندھیرے چھٹ جائیں گے۔

لیکن جب دشمن تمہارے اس آخری حصار پر بھی قبضہ
کرلے گا تو اُندلس کے طول و عرض میں اُن لاکھوں
انسانوں کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی۔

تمہیں اس بات سے خوش نہیں ہونا چاہیئے کہ
معاہدے کی شرائط بہت نرم ہیں اور آزادی کا سودا
کرنے کے بعد تم اپنے عالی شان مکانات، اپنی
دولت، اپنے باغات اور اپنے کھیت بچا سکو گے
یاد رکھو! جب دشمن کو یہ اطمینان ہو جائے گا کہ تمہاری
طاقت اور توانائی کے تمام سوتے خشک ہو چکے ہیں،
تمہاری اُمیدوں کے سارے چراغ بجھ چکے ہیں اور
تمہاری رُوح کسی ظلم کے خلاف بغاوت نہیں کر سکتی
تو اس عفریت کو اپنا خونخوار چہرہ مکر و ریا کے لبادوں
میں چھپانے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

پھر تم وحشت و بربریت کا وہ سیلاب دیکھو گے جو
رُوئے زمین کی کسی قوم نے آج تک نہیں دیکھا۔

Scanned by iqbalmt

اِس معاہدے سے جب صورت الفاظ کے معنی بدل جائیں گے۔ اُس وقت تم یہ محسوس کرو گے کہ ظلم و وحشت کی آگ کے انگاروں کو امن کے پھول سمجھ کر تم نے اپنی جھولیاں بھر لی تھیں ——

مجھے صرف یہی خدشہ نہیں کہ تمہاری درس گاہیں بند کر دی جائیں گی۔ تمہارے کتب خانے جلا دیے جائیں گے اور تمہاری مساجد گرجوں میں تبدیل ہو جائیں گی۔ بلکہ مَیں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں ہلاکت اور تباہی کے راستے کی ہر نئی منزل پچھلی منازل سے بہت زیادہ تاریک نظر آئے گی۔

پھر مستقبل کے مؤرخ تمہارے اُجڑے ہوئے شہروں کے کھنڈرات دیکھ کر یہ کہا کریں گے —— یہ ویرانے اُس بدنصیب قوم کی یادگار ہیں جس نے آسمان کی بلندیوں سے ہمکنار ہونے کے بعد ذلت اور پستی کا راستہ اختیار کیا تھا۔ یہ اُس قافلے کی آخری منزل ہے جس کے رہنماؤں نے اپنی آنکھوں پر پٹیاں باندھ لی تھیں۔ یہ اُس قوم کا قبرستان ہے جس نے اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹ لیا تھا۔

میرے عزیزو! مجھ سے یہ سوال بار بار پوچھا گیا ہے کہ میں سمندر پار کے بھائیوں کی طرف سے کیا پیغام لایا ہوں۔ میرا جواب یہ ہے کہ اگر اہلِ غرناطہ

عزت کا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہو گئے تو میں انہیں یہ اطمینان دلا سکتا ہوں کہ دُنیائے اسلام کی تمام تر ہمدردیاں اُن کے ساتھ ہوں گی۔ اگر تم نے اپنے دین کے حصار میں پناہ لے کر دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ اُندلس میں کفر و اسلام کا آخری معرکہ شروع ہو چکا ہے اور تم فتح یا شہادت کے سوا کوئی اور راستہ اختیار نہیں کرو گے تو تم بے یار و مددگار نہیں ہو گے۔

اہلِ بربر تمہاری اعانت اپنا فرض سمجھیں گے صرف اہلِ بربر ہی نہیں ترکوں کی وہ عظیم سلطنت بھی تمہاری پُشت پر ہو گی جس کے پرچم کا سایہ دجلہ اور فرات سے لے کر ڈینیوب کی وادیوں تک پہنچ چکا ہے۔ اگر تم اپنی قربانیوں اور اپنے ناقابلِ شکست عزائم کی بدولت غرناطہ کی جنگِ آزادی کو کفر و اسلام کا معرکہ ثابت کر دیا تو بحیرۂ روم میں ترکوں کے جنگی بیڑے کو اُندلس کے ساحل تک پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی۔

لیکن اگر تم مایوسی اور بزدلی کا شکار ہو گئے۔ یا تم نے یہ سمجھ لیا کہ دوسروں کے سہارے ہی تمہاری اندرونی توانائی کا نعم البدل ہو سکتے ہیں تو کوئی بھی تمہاری مدد کے لیے نہیں آئے گا۔

تم باہر کے مسلمانوں کو غرناطہ کا راستہ دکھانا چاہتے

Scanned by iqbalmt
Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

ہو تو پہلے اپنے خون سے آزادی کے چراغ روشن کر لو۔
میں اگر تم موت کی نیند سو گئے تو وہ تمہیں اس قبرستان
کے اندھیروں میں آوازیں نہیں دیں گے"۔

اس مرحلہ پر ایک آدمی نے اُٹھ کر کہا۔ "جناب! میں آپ کی ہر بات تسلیم کرتا ہوں لیکن اگر آپ اسے گستاخی نہ سمجھیں تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے قیدیوں کے متعلق کیا سوچا ہے؟"

مسجد کے مختلف گوشوں سے مشتعل لوگوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں:

"بیٹھ جاؤ! خاموش رہو! اسے باہر نکال دو! یہ حکومت کا جاسوس ہے!"

حامد بن زہرہ دونوں ہاتھ بلند کرتے ہوئے پوری قوت سے گرجے:

"حضرات! آپ کو مشتعل نہیں ہونا چاہیے۔ میں اس سوال کا جواب دے سکتا ہوں۔ ابھی میں نے اپنی تقریر ختم نہیں کی"۔

لوگ ایک دوسرے کو خاموشی کی تلقین کرنے لگے۔

حامد بن زہرہ نے تھوڑی دیر توقف کیا اور پھر سوال پوچھنے والے سے مخاطب ہوئے:

"میرے بھائی! یہ سوال یقیناً بہت اہم ہے۔ اور میں اس کا جواب دینے سے ہرگز پہلو تہی نہیں کروں گا لیکن میرے نزدیک ایک اور سوال اس سے کہیں زیادہ اہم ہے اور وہ یہ کہ جن لوگوں نے دشمن کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اُنہیں قیدی بنا کر سینٹافے بھیج دیا تھا اُنہوں نے قوم کے متعلق کیا سوچا تھا؟ میں اُن جوانوں کو الزام نہیں دیتا جنہیں

تمہارے نام نہاد حکمرانوں اور راہنماؤں نے ایک شرمناک سازش کی تکمیل کے لئے دشمن کے حوالے کر دیا ہے۔ اُنہیں یہ فریب دیا گیا تھا کہ اگر تم کچھ عرصہ کے لئے دشمن کا یرغمال بننا قبول کر لو تو وہ مطمئن ہو جائے گا اور تمہاری قوم کو تیاری کا موقع مل جائے گا ——— اور اب تمہارے ذہن میں یہ بات ڈالی جا رہی ہے کہ اگر تم اجتماعی خودکشی پر آمادہ نہ ہوئے اور تم نے دوبارہ جنگ شروع کر دی تو تمہارے بھائی واپس نہیں آ سکیں گے لیکن ہم اس سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

دوستو! وہ چار سو یرغمالی نوجوان غرناطہ کے لشکر کی رُوح تھے۔ غرناطہ کے غدّار اُنہیں قید تو کروا سکتے تھے لیکن اُنہیں واپس لانا اُن کے بس کی بات نہیں۔ اب صرف تمہاری ہمت، غیرت اور تمہارے ناقابلِ شکست حوصلے ہی اُنہیں واپس لا سکتے ہیں۔ اب تمہیں اس بات کا عملی ثبوت دینا پڑے گا کہ تم اُندلس کی زمین پر عزت اور آزادی کے ساتھ زندہ رہنے کا حق رکھتے ہو اور اگر بھیڑوں کا راستہ اختیار کرو گے تو خونخوار بھیڑیئے تمہیں ہلاک کر ڈالیں گے۔

میرے ہم وطنو! متارکہ جنگ کے معاہدے کی جو شرائط مجھے معلوم ہوئی ہیں اُن کے مطابق تمہیں

Scanned by iqbalmt

ہتھیار ڈال دینے یا دوبارہ جنگ شروع کرنے کا فیصلہ کرنے کے لئے ستر دن کی مہلت دی گئی تھی۔ لیکن یہ ایک فریب تھا۔ جن غداروں نے اپنا مستقبل فرڈیننڈ کے ساتھ وابستہ کر لیا تھا وہ اُسے یہ اطمینان دلا چکے تھے کہ وہ ستر دن کی مہلت ختم ہونے سے پہلے ہی ایسے حالات پیدا کر دیں گے کہ تمہارے دلوں میں لڑنے کا حوصلہ باقی نہ رہے گا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس وقت قوم کے غدار الحمرا میں جمع ہیں۔ اُن سے یہ بعید نہیں کہ وہ اچانک دشمن کے لئے شہر کے دروازے کھول دیں اور تمہیں یہ معلوم ہو کہ تم غلام بنا دئے گئے ہو ——— اس لئے تمہیں ایک لمحہ کے لئے بھی اُن کی سازشوں سے غافل نہیں رہنا چاہیئے ——— !

میں آج ہی غرناطہ پہنچا ہوں۔ آئندہ اقدامات کا فیصلہ کرنے کے لئے مجھے اُن لوگوں کے مشورں کی ضرورت ہے جو جنگی معاملات کو مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں۔ آپ کو حال اور مستقبل کے خطرات سے آگاہ کرنا میری پہلی ذمہ داری تھی اور آپ گواہ ہیں کہ میں اپنی ہمت اور استعداد کے مطابق یہ ذمہ داری پوری کر چکا ہوں۔"

تقریر کے اختتام پر حامد بن زہرہ نے ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگی۔ پھر البسین کے

خطیب نے اُٹھ کر کہا :

"حضرات! اس وقت شہر کے اکابر کسی جگہ جمع ہو کر آپ کے جلیل القدر راہنما کا انتظار کر رہے ہیں اس لئے حامد بن زہرہ آپ سے رخصت چاہتے ہیں میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اُن کے لئے راستہ چھوڑ دیں اور اُن کے پیچھے بھاگنے کی کوشش نہ کریں۔ صرف چند رفقاء اُن کے ساتھ جائیں گے۔ مسجد کے باہر بھی اُن کی حفاظت کے لئے مسلح رضاکار موجود ہیں۔ اب عشاء کی نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ اس لئے آپ اطمینان سے اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہیں۔"

تھوڑی دیر بعد حامد بن زہرہ مسجد سے باہر نکل کر ایک بگھی پر سوار ہو رہا تھا ———

سلمان نیند سے بیدار ہوا تو کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ وہ جلدی سے اُٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا اور کواڑ کی درار سے باہر جھانکنے لگا لیکن صحن میں بھی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ایک طرف آدمیوں کی آوازیں سُنائی دیں لیکن سلمان اُن کی گفتگو نہ سُن سکا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کسی بات پر قہقہے لگا رہے تھے۔ اور سلمان کا رہا سہا اضطراب دُور ہو گیا تھا۔ وہ اطمینان سے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ دن بھر کے واقعات پر غور کرتے ہوئے اُس کے ذہن میں اب اس قسم کے خیالات آ رہے تھے :

Scanned by iqbalmt
اردوفینز ڈاٹ کام
Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

کیا یہ ممکن ہے کہ جس آدمی کو عاتکہ نے دیکھا تھا وہ اُس کے باپ کے قاتل کا ہم شکل ہو اور عاتکہ نے کسی فرضی خطرے سے مضطرب ہو کر مجھے پریشان کیا ہو؟

اگر میں حامد بن زہرہ تک رسائی حاصل کر لیتا تو بھی یہ کیسے ممکن تھا کہ میں صرف ایک لڑکی کا پیغام پہنچا کر اُسے ایک ایسے فرض کی ادائیگی سے روک لیتا جس کے لئے وہ ہر خطرہ مول لینے کے لئے تیار تھا؟

ولید درست کہتا تھا۔ غرناطہ میں حامد بن زہرہ کے حامیوں اور جاں نثاروں کی نگاہوں سے غدارانِ قوم کی کوئی بات پوشیدہ نہ تھی اور ان کے انتظامات اس قدر مکمل تھے کہ اگر میں عاتکہ کا پیغام پہنچانے میں کامیاب ہو جاتا تو بھی وہ کسی مزید احتیاط کی ضرورت محسوس نہ کرتے۔ میں اس سے زیادہ اور کر بھی کیا سکتا تھا؟ شاید اس میں کوئی بہتری ہو کہ انہوں نے مجھے ایک مشتبہ آدمی سمجھ کر یہاں بند کر دیا ہے۔

پھر وہ تصور میں عاتکہ سے کہہ رہا تھا:

"نادان لڑکی! تم نے بلاوجہ مجھے پریشان کیا! تم نے یہ کیسے سمجھ لیا تھا کہ وہ حق پرست جو غرناطہ کے تمام غداروں کو للکارنے اور فرڈیننڈ کے خلاف اعلانِ جہاد کرنے کا حوصلہ رکھتا ہے تمہارے چچا کی کسی سازش سے خوفزدہ ہو کر اپنا راستہ تبدیل کر لے گا؟"

اُسے یقین تھا کہ ولید نے حامد بن زہرہ کو میرا پیغام پہنچا دیا ہو گا اور وہ مسجد سے فارغ ہوتے ہی یا تو بذاتِ خود یہاں آئے گا ورنہ مجھے اپنے پاس بُلا لے گا۔

قریباً ایک گھنٹہ اور انتظار کے بعد اُسے پھر ایک بے چینی سی محسوس ہونے لگی:

"کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ولید نے میرا پیغام دینے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی ہو اور وہ تقریر سے فارغ ہوتے ہی غرناطہ سے روانہ ہو گئے ہوں۔ اور پھر جو غدار غرناطہ کے اندر کسی تصادم کی صورت میں اپنے لئے خطرہ محسوس کرتے تھے اُسے راستے میں روکنے کی کوشش کریں؟

نہیں! نہیں! ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ اس بدنصیب قوم کو حامد بن زہرہ کی ضرورت ہے۔ اُسے زندہ رہنا چاہیئے۔"

پھر صحن میں پاؤں کی آہٹ سنائی دی اور تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازہ کھول دیا۔ سلمان نے باہر نکلتے ہوئے غصے سے زیادہ شکایت کے لہجے میں کہا۔

"تم لوگ ظالم بھی ہو اور بے وقوف بھی!"

جواب میں جعفر کی آواز سُنائی دی۔ "جناب! میں جعفر ہوں اور مجھے یقین نہیں آتا تھا کہ آپ غرناطہ پہنچ گئے ہیں۔"

جعفر کو دیکھتے ہی سلمان کا سارا غم و غصہ جاتا رہا۔ اُس نے جلدی سے آگے بڑھ کر اُس کا بازو پکڑ لیا اور اُسے دوسرے پانچ آدمیوں سے چند قدم ایک طرف لے جا کر سرگوشی کے انداز میں پوچھا:

"وہ بخیریت ہیں نا؟"

"ہاں! اللہ کا شکر ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ اُن کی تقریر نہ سُن سکے اگر مجھے پہلے اطلاع مل جاتی تو میں اسی وقت آ کر آپ کو لے جاتا۔ ولید نے سعید سے اُس وقت آپ کا ذکر کیا تھا جبکہ ہم مسجد سے باہر نکل رہے تھے۔ سعید اس بات سے سخت مضطرب تھا کہ آپ غرناطہ پہنچ گئے ہیں۔ اگر اُس کا اپنے والد کے ساتھ رہنا ضروری نہ ہوتا تو فوراً آپ کے پاس آتا۔ اب اُس نے مجھے تاکید کی ہے کہ آپ کو ولید کے ہاں پہنچا دوں اور صبح ہوتے ہی آپ کے ساتھ گاؤں

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

پہنچ جاؤں اور ولید نے یہ درخواست بھی کی ہے کہ میں اس کی طرف سے معافی مانگوں۔"

"وہ کہاں ہے؟"

"وہ بھی اُن کے ساتھ ہی بگھی پر سوار ہو گیا تھا۔"

"وہ کہاں گئے ہیں؟"

"وہ کسی دوست کے گھر چلے گئے تھے لیکن اس وقت اُن سے آپ کی ملاقات نہیں ہو سکے گی۔ وہاں غرناطہ کے سرکردہ آدمیوں کا اجلاس ہو رہا ہے اور وہ کافی دیر مصروف رہیں گے۔ سعید کہتا تھا کہ ابا جان کو پریشان کرنا مناسب نہیں۔ وہ فارغ ہوتے ہی آپ کے پاس آئے گا۔ اب چلئے آپ کو ولید کے گھر پہنچانے کے بعد مجھے واپس جانا ہے۔ آپ کا گھوڑا کہاں ہے؟"

"میں اپنا گھوڑا جنوبی دروازے سے کچھ دُور ایک سرائے میں چھوڑ آیا ہوں۔ سرائے کے مالک کا نام عبدالمنّان ہے۔ وہ میرا انتظار کر رہا ہو گا۔"

جعفر نے کہا۔ "میں عبدالمنّان کو جانتا ہوں۔ وہ ایک مخلص آدمی ہے۔ اگر آپ سرائے میں پہنچتے ہی بتا دیتے کہ آپ حامد بن زہرہ کے دوست ہیں تو آپ کو اس قدر پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ وہ آپ کو یہ اطمینان دلا سکتا تھا کہ انہیں غرناطہ میں کوئی خطرہ نہیں۔ اب چلئے میں آپ کو ولید کے ہاں پہنچانے کے بعد کسی کو سرائے سے آپ کا گھوڑا لانے کے لئے کہہ دوں گا۔"

سلمان نے کہا۔ "اگر آپ عبدالمنّان کو قابلِ اعتماد سمجھتے ہیں تو کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ سرائے میں چلا جاؤں اور وہاں اُن کی ہدایات کا انتظار کروں۔ اگر مجھے واپس جانے کی اجازت مل گئی تو میں صبح ہوتے ہی وہیں سے روانہ ہو جاؤں گا۔ ویسے آپ کو اس بات کا پورا یقین ہے نا کہ غرناطہ میں حامد بن زہرہ کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے؟"

جعفر نے جواب دیا۔ "اگر آپ اُن کی تقریر کے بعد اہلِ غرناطہ کا جوش و خروش دیکھتے تو آپ کو یہ سوال پوچھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ اب شہر کی یہ حالت ہے کہ اگر وہ تنہا کسی سڑک پر نکل آئیں تو بھی وطن کے غدّار اُن پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کریں گے لیکن میرا خیال ہے کہ وہ زیادہ دیر غرناطہ میں نہیں رہیں گے۔ لیکن آپ نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ آپ اُن کی ہدایات کے خلاف غرناطہ کیوں آ گئے اور ہاشم کے متعلق آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ کوئی خطرناک کھیل کھیل رہا ہے؟"

سلمان نے مختصراً اپنی سرگزشت بیان کر دی۔ جعفر نے کچھ سوچ کر کہا:

"لیکن یہاں پہنچنے کے بعد ہم نے ہاشم کو نہیں دیکھا۔ اگر وہ غرناطہ آتا تو حامد بن زہرہ کو ضرور تلاش کرتا۔ پھر یہ بات بھی میری سمجھ میں نہیں آئی کہ جب انہوں نے غرناطہ جانے کا ارادہ ظاہر کیا تھا تو وہ بار بار یہ کہتا تھا کہ آپ فی الحال غرناطہ جانے کا ارادہ ملتوی کر دیں۔ اگر وہ غدّاروں کے ساتھ شامل ہو چکا ہوتا تو اُن کی سلامتی کے متعلق اس قدر فکرمند کیوں ہوتا؟ میرا خیال ہے کہ یہ ساری باتیں عاتکہ کے وہم کا نتیجہ ہیں اور اگر اُس کے خدشات درست ثابت ہوں تو بھی ہمیں اس قدر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ آج قوم کا ہر غدّار حامد بن زہرہ کے خون کا پیاسا ہے اور اگر ہاشم بھی اُن میں شامل ہو چکا ہو تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ غرناطہ میں اپنا فرض ادا کر چکے ہیں۔ جب وہ جنوب کا رُخ کریں گے تو قبائل ان کے ساتھ ہوں گے۔"

سلمان نے کہا۔ "مجھے معلوم ہے کہ وہ کسی ذاتی خطرے سے پریشان نہیں ہو سکتے۔ تاہم میں نے عاتکہ سے وعدہ کیا تھا کہ مَیں اُس کا پیغام پہنچا دوں گا۔ اب تمہیں اُن سے بات کرنے کا موقع نہ ملے تو بھی کم از کم سعید کو یہ واقعات ضرور بتا دینا۔"

Scanned by iqbalmt

جعفر نے جواب دیا: "آپ اطمینان رکھیں۔ میری طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہوگی۔ سعید بار بار یہ تاکید کرتا تھا کہ یہاں کسی کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہیئے کہ آپ کون ہیں۔ غرناطہ میں آپ کو حامد بن زہرہ سے دُور رکھنے کی بڑی وجہ یہی ہے۔ کہیں آپ یہ نہ سمجھیں کہ اس وقت وہ جن لوگوں سے ملاقاتیں کر رہے ہیں اُنہیں آپ سے زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے۔ ولید بھی اپنے طرزِ عمل پر سخت نادم تھا اور آپ سے معافی مانگتا تھا۔"

"ولید نے اپنا فرض ادا کیا ہے اور مجھے اُس سے کوئی گِلہ نہیں ہونا چاہیئے لیکن میں تم سے ایک وعدہ لینا چاہتا ہوں۔"

"فرمایئے!"

"اگر حامد بن زہرہ اچانک غرناطہ سے باہر جانے کا ارادہ کریں تو تم مجھے اطلاع ضرور دو گے ——— میں یہ چاہتا ہوں کہ جب تک وہ اپنے گھر یا کسی اور محفوظ جگہ نہ پہنچ جائیں میں اُن کے ساتھ رہوں۔"

"میں یہ وعدہ کرتا ہوں!"

"میں تمہارا انتظار کروں گا۔"

تھوڑی دیر بعد سلمان دو نوجوانوں کی رفاقت میں سرائے کا رخ کر رہا تھا۔ تنگ گلی سے نکل کر ایک کشادہ سڑک پر اُسے جگہ جگہ اُن لوگوں کی ٹولیاں دکھائی دیں جو ابُو عبداللہ اور ابوالقاسم کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ اپنے ساتھیوں سے استفسار پر اُسے معلوم ہوا کہ اہلِ شہر غداروں کے خلاف مظاہرہ کرنے کے لئے الحمرا کے دروازے کے سامنے جمع ہو رہے ہیں۔

سرائے کے قریب کشادہ چوک میں پہنچ کر اُسے ایک بڑا جلوس دکھائی دیا۔

Scanned by iqbalmt

اور اُس نے اپنے ساتھیوں سے اجازت لیتے ہوئے کہا: "اب آپ تکلیف نہ کریں۔ مجھے اس سے آگے راستہ معلوم ہے۔"

چند منٹ بعد وہ سرائے کی ڈیوڑھی میں داخل ہوا تو عثمان وہاں کھڑا تھا۔ اُس نے اُس کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا: "جناب! میں آپ کا انتظار کر رہا تھا۔ سرائے کے مالک بھی آپ کے متعلق بہت پریشان تھے۔ وہ مجھے یہ حکم دے گئے تھے کہ میں آپ کی واپسی تک دروازے پر کھڑا رہوں۔"

"وہ کہاں گئے ہیں؟"

"وہ حامد بن زہرہ کی تقریر سُننے کے لئے البیّسین گئے تھے اور اب شاید کسی جلوس میں شامل ہو کر الحمرا پہنچ گئے ہوں۔ لیکن وہ زیادہ دیر وہاں نہیں ٹھہریں گے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ اتنی دیر سے آئیں گے تو میں بھی البیّسین ضرور جاتا۔ آپ تقریر سُن کر آ رہے ہیں نا؟"

"نہیں مجھے افسوس ہے کہ مَیں اُن کی تقریر نہیں سُن سکا۔"

"آیئے! آپ رات یہیں رہیں گے نا؟"

سلمان نے اُس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا: "ہو سکتا ہے کہ مجھے یہاں رات گزارنی پڑے لیکن ابھی مَیں نے فیصلہ نہیں کیا۔ مجھے ایک ساتھی کا انتظار ہے۔ جب وہ آجائے گا تو میں اُس کے مشورے پر عمل کروں گا۔"

وہ ڈیوڑھی عبور کرنے کے بعد صحن میں داخل ہوئے اور عثمان نے ایک نوکر کو آواز دے کر کہا: "تم مہمان کے ہاتھ دُھلا کر انہیں اُوپر لے جاؤ۔ میں اُن کے لئے کھانا لاتا ہوں۔"

سلمان نے کہا: "کھانے کی ضرورت نہیں۔ صرف وضو کے لئے پانی لے آؤ۔"

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

عثمان نے کہا۔ "جناب! سرائے کے مالک آپ کے لئے اپنے گھر میں کھانا تیار کرنے کا حکم دے گئے تھے۔ آپ تھوڑا بہت ضرور کھالیں ورنہ اُن کی دلشکنی ہوگی اور گھر والوں کو بھی اس بات کا افسوس ہوگا۔ آپ وضو کرکے نماز پڑھ لیں اس کے بعد میں کھانا لے آؤں گا۔ آئیے! میں آپ کو غسل خانہ دکھا دوں۔"

سلمان اُس کے ساتھ چل دیا۔

بالائی منزل کا وہ کمرہ جس میں سلمان کو ٹھہرایا گیا تھا، ڈیوڑھی کے عین اُوپر تھا اور اس کا ایک دریچہ باہر کی سڑک کی طرف کھلتا تھا۔ عثمان اُس کے لئے ایک خوب صورت قالین بچھا کر باہر نکل گیا۔

سلمان نماز کے لئے کھڑا ہوا تو اُسے کچھ دیر سڑک کی طرف تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد گھوڑوں کی ٹاپ سُنائی دیتی رہی۔ پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو سڑک کی طرف چند آدمیوں کی آوازیں سُنائی دیں۔ اُس نے اُٹھ کر دریچہ کھول دیا اور نیچے جھانکنے لگا۔ چند آدمی سڑک کے آر پار کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

ایک آدمی کہہ رہا تھا۔ "بھائی! وہ غدّار تھے اور مجھے یقین ہے کہ وہ شہر چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ دیکھو وہ سیدھے دروازے کا رُخ کر رہے ہیں۔"

دوسرے آدمی نے کہا۔ "بھائی! غدّار اب کئی دن اپنے گھروں سے باہر نکلنے کی جرأت نہیں کریں گے۔ ممکن ہے کہ وہ حامد بن زہرہ کے ساتھی ہوں اور اُنہیں کسی مہم پر بھیجا گیا ہو!"

تیسرا بولا۔ "حامد بن زہرہ کے ساتھی اتنے بزدل نہیں ہو سکتے کہ وہ غرناطہ کی سڑکوں پر بھی اپنے چہروں پر نقاب ڈالنے کی کوشش کریں اور پھر یہ کیسے

ہو سکتا ہے کہ دروازے کے محافظ اُن کے لئے رات کے وقت دروازے کھول دیں!"

چوتھے نے کہا۔ "آج حامد بن زہرہ کے کسی ادنےٰ غلام کے لئے بھی شہر کا دروازہ بند نہیں ہو سکتا۔ پہرے داروں کو یہ معلوم ہے کہ اب حالات بدل چکے ہیں۔ اگر وہ غدّار ہوتے تو اُنہیں اس دروازے سے باہر جانے کی بجائے سینٹافے کا رُخ کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ اُنہیں صرف فرڈینینڈ ہی پناہ دے سکتا ہے۔"

پھر ایک اور آواز سُنائی دی۔ "بھئی! اب تم فضول وقت ضائع کر رہے ہو۔ چلو الحمرا کی طرف چلیں!"

"چلو!"

سلمان دریچہ بند کرکے کُرسی پر بیٹھ گیا۔ عثمان دستک دے کر کمرے میں داخل ہوا اور اُس نے کھانے کا طشت اُس کے سامنے چھوٹی سی میز پر رکھ دیا۔

سلمان نے پوچھا۔ "عثمان! تم نے سڑک پر چند سوار دیکھے تھے؟"

"ہاں! میں نے سرائے سے نکلتے ہی تین ٹولیاں دیکھی تھیں۔ اُن کی مجموعی تعداد بیس کے لگ بھگ تھی۔ وہ سب اپنے چہروں پر نقاب ڈالے ہوئے تھے۔ اگر رات نہ ہوتی تو میں اُن میں سے کسی نہ کسی کے گھوڑے کو ضرور پہچان لیتا۔ میں نے آپ کی آمد سے کچھ دیر پہلے بھی آٹھ دس سواروں کو شہر کے دروازے کی طرف جاتے دیکھا تھا۔"

"کیا یہ ممکن ہے کہ وہ کسی مہم پر گئے ہوں اور پہرے داروں نے اُن کے لئے شہر کا دروازہ کھول دیا ہو!"

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

عثمان نے جواب دیا۔ "یہ بات مجھ کو بھی کچھ عجیب سی لگتی ہے ۔۔ رات کے وقت صرف اُن لوگوں کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے جن کے پاس یا تو پولیس کا اجازت نامہ ہو یا پہرے داروں کے کسی افسر کے ساتھ اُن کے ذاتی مراسم ہوں۔ لیکن آج تو دن کے وقت بھی اُنہوں نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ اگر راستے میں ہماری مُلاقات نہ ہوتی اور آپ سرائے کے مالک کو میرے متعلق اطلاع نہ دیتے تو شاید مجھے اب تک وہاں ہی رُکنا پڑتا۔"

"تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مجھے اچانک شہر سے باہر جانے کی ضرورت پیش آئے تو عبدالمنان میری مدد کر سکتا ہے؟"

"ہاں! پہرے داروں کا سالار اُنہیں جانتا ہے اور آج اُن کی بدولت میرے علاوہ کئی دوسرے لوگوں کو بھی شہر میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی تھی۔"

سلمان نے کہا۔ "کیا تم یہ معلوم کر سکتے ہو کہ جو سوار ابھی یہاں سے گزرے تھے اُن کے لئے شہر کا دروازہ کھولا گیا ہے یا نہیں۔ اگر وہ حکومت کے آدمی تھے تو شاید پہرے دار تمہیں کچھ نہ بتائیں لیکن ممکن ہے کہ آس پاس کسی نے اُنہیں دروازے سے نکلتے دیکھ لیا ہو؟"

"اگر یہ ضروری ہے تو میں ابھی معلوم کر کے آتا ہوں۔"

"تم میرا گھوڑا لے جا سکتے ہو؟"

"نہیں جناب! گھوڑے کی ضرورت نہیں۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

عثمان بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا اور سلمان نے کھانے کے چند نوالے حلق سے اُتارنے کے بعد اُٹھ کر کمرے میں ٹہلنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اُسے کہیں دُور بادلوں کی گرج سنائی دے رہی تھی۔

عبدالمنان کمرے میں داخل ہوا اور اُس نے کہا۔ "خدا کا شکر ہے کہ آپ

آ گئے۔ میں نے شام تک آپ کا انتظار کیا تھا۔ پھر میں نے یہ سوچا کہ شاید آپ حامد بن زہرہ کی تقریر سُن کر واپس آئیں۔"

"مجھے اُن کی تقریر سُننے کا موقع نہیں مِلا۔" سلمان نے جواب دیا۔

عبدالمنان نے اُن کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "یہ تقریر آپ کو ضرور سُننی چاہیئے تھی۔ مجھے ایسا محسُوس ہوتا تھا کہ میں اُن کی زبان سے موسیٰ بن ابی غسان کی پکار سُن رہا ہوں۔ اُنہوں نے ایک ڈوبتی ہوئی کشتی کے ملاح کا آخری فرض ادا کر دیا ہے۔"

"کیا آپ کو یہ توقع ہے کہ اس تقریر کے بعد اہلِ غرناطہ سنبھل جائیں گے؟"

عبدالمنان نے کچھ دیر سر جھکا کر سوچنے کے بعد جواب دیا۔ "سرِ دست اس سوال کا جواب دینا بہت مشکل ہے۔ جہاں تک عوام کو جھنجھوڑنے اور مستقبل کے خطرات سے خبردار کرنے کا تعلق تھا۔ وہ اپنا فرض پورا کر چکے ہیں۔ تاہم اُن کی تقریر کے دوران میں مجھے بار بار یہ خیال آتا تھا کہ اگر ایک فرد ایک قوم کے گناہوں کا کفارہ ادا کر سکتا تو اہلِ غرناطہ کے سامنے موسیٰ بن ابی غسان کی تقریریں بے اثر ثابت نہ ہوتیں۔ آہ! کتنی پُر درد آواز میں اُنہوں نے کہا تھا:

"ہمیں اپنی آزادی اور اپنی آئندہ نسلوں کی بقا سے کہیں زیادہ
اپنی دولت، اپنی زمینوں، اپنے مکانوں اور باغوں سے محبت ہے۔
آزادی کے بجھتے ہوئے چراغ اُسی خون کے طلبگار ہیں جس کی
فراوانی سے ہمارے اسلاف نے اس زمین کو صدیوں کی بہاریں
عطا کی تھیں۔ لیکن آج ہمارا خون آنسوؤں میں تبدیل ہو چکا ہے
اور ہمارے سینوں میں زندگی کی آگ بجھ چکی ہے۔"

اگر حامد بن زہرہ چند ہفتے پہلے یہاں پہنچ جاتے اور ہمیں اسلامی ممالک

Scanned by iqbalmt

کی طرف سے اعانت کے متعلق کوئی حوصلہ افزا پیغام دے سکتے تو بھی اہلِ غرناطہ کے سینوں میں زندگی کے ولولے بیدار کر دینا ایک معجزہ ہوتا لیکن اب تو شاید موہوم اُمیدوں کا سہارا لینے کا وقت بھی گزر چکا ہے۔ ہم دشمن کو اس بات کی اجازت دے چکے ہیں کہ وہ اپنا خنجر ہماری گردن پر رکھ دے۔ اب ہم اپنے آپ کو یہ فریب دے رہے ہیں کہ شاید ہماری شاہ رگ بچ جائے یا شاہ رگ کٹ جانے کے بعد بھی ہم زندہ رہ سکیں۔

ہمارا اخلاقی حصار منہدم ہو چکا ہے۔ ہماری زندگی اور توانائی کے سارے چشمے زہر آلود ہو چکے ہیں۔

آپ یہ نہ سمجھ لیں کہ میں غرناطہ کے امن پسندوں کا طرفدار ہوں۔ میرے گھرانے کے آٹھ آدمی شہید ہو چکے ہیں اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میرا ایک بھائی متارکۂ جنگ کے معاہدے سے دل برداشتہ ہو کر ان مجاہدین سے جا ملا تھا جنہوں نے چاروں طرف سے گھر جانے کے باوجود اپنی آزادی کے پرچم سرنگوں نہیں ہونے دیئے۔ اُس نے ذلت کی زندگی کے مقابلے میں عزت کی موت کا راستہ منتخب کیا ہے۔ لیکن میں اُس سے مختلف ہوں۔ میں صرف زندہ رہنا چاہتا ہوں۔

حالات نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ جس قوم کی باگ ڈور ابوعبداللہ اور ابوالقاسم جیسے لوگوں کے ہاتھ میں ہو۔ جس کے اکابر نے اس خوف سے اپنے چار سو فرزندوں کو یرغمال کے طور پر دشمن کے حوالے کر دیا ہو کہ لوگ اُنہیں دوبارہ جنگ شروع کرنے پر مجبور نہ کر دیں۔ اُس کے دل میں صرف زندہ رہنے کی خواہش بھی غنیمت ہے۔

مسلمانانِ اُندلس کی تاریخ کے آئندہ چند دن بہت نازک ہیں۔ مجھے ڈر

ہے کہ حامد بن زہرہ کی تقریر ہمارے لئے قدرت کی طرف سے آخری تنبیہہ نہ ہو۔ اس تقریر کے بعد اُن کے لئے غرناطہ کا کوئی گوشہ محفوظ نہیں ہوگا۔ قوم کے غدار اُنہیں اپنے راستے سے ہٹانے کے لئے کسی اقدام سے گریز نہیں کریں گے اور اگر اُنہیں کوئی حادثہ پیش آ گیا تو وہ خوفناک عذاب شروع ہو جائے گا جس کے آثار ظاہر ہیں۔

جلسہ کے اختتام کے بعد میں نے جن دوستوں سے گفتگو کی ہے وہ سب اس بات سے پریشان تھے کہ اہلِ غرناطہ بیک وقت اپنے اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے کیسے لڑ سکیں گے۔ کسی قوم کے لئے اس سے بڑا عذاب اور کیا ہو سکتا ہے کہ اُس کی آزادی کے محافظ دشمن کی فوج کا ہراول بن جائیں۔"

عبدالمنان کچھ دیر اور غدارانِ قوم کی سازشوں کے حالات بیان کرتا رہا۔ بالآخر اُس نے اُٹھتے ہوئے کہا:

"معاف کیجئے! میں یہ بھول گیا تھا کہ آپ ایک مہمان ہیں اور میری حیثیت ایک سرائے کے مالک سے زیادہ نہیں۔ میں تھوڑی دیر کے لئے الحمرا تک جانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اہلِ غرناطہ کا جوش و خروش دیکھنا چاہتے ہوں تو آپ بھی میرے ساتھ چلیں۔"

سلمان نے جواب دیا۔ "آپ تھوڑی دیر ٹھہریں میں نے عثمان کو کسی کام سے بھیجا ہے۔ مجھے یہاں ایک آدمی کا انتظار بھی ہے۔"

عبدالمنان دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد عثمان ہانپتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور اُس نے کہا:

"جناب! وہ شہر سے باہر نکل گئے ہیں۔"

"شہر سے باہر کون نکل گئے ہیں؟" عبدالمنان نے پوچھا۔

Scanned by iqbalmt
Scanned by iqbalmt
اردو منزل ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

عثمان جواب دینے کی بجائے سلمان کی طرف دیکھنے لگا اور اُس نے مختصراً نقاب پوش سواروں کے متعلق بتا دیا۔

عبدالمنان نے کہا۔ "اگر یہ سوار حریت پسندوں سے تعلق رکھتے ہیں اور اُنہیں حامد بن زہرہ نے کسی مہم پر بھیجا ہے تو ہمیں اُن کا پتہ لگانے میں دیر نہیں لگے گی لیکن اگر وہ حکومت کے جاسُوس ہیں تو اس وقت ان کے شہر سے باہر نکلنے کی صرف دو وجُوہات میری سمجھ میں آتی ہیں۔ پہلی یہ کہ انہیں پہاڑی قبائل کو حامد بن زہرہ کا ساتھ دینے سے منع کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے اور دوسری یہ کہ حکومت حامد بن زہرہ کا راستہ روکنا چاہتی ہے لیکن پندرہ بیس آدمیوں کے لئے جنوب کے تمام راستوں کی ناکہ بندی کرنا آسان نہیں ہوگا"

سلمان نے کہا۔ "لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس مقصد کے لئے حکومت اب تک دوسرے دروازوں سے کئی اور دستے باہر بھیج چکی ہو۔ آج سارا دن صلح کے حامی بیکار نہیں بیٹھے ہوں گے۔ اس لئے حامد بن زہرہ کو یہ بتانا ضروری ہے کہ اُنہیں اپنی حفاظت کے تسلی بخش انتظامات کیئے بغیر سفر کا خطرہ مول نہیں لینا چاہیئے۔"

"عبدالمنان نے اُٹھ کر کہا۔" مجھے اجازت دیجئے"۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں؟"

"مجھے اندیشہ ہے کہ وہ صبح ہوتے ہی یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ اس لئے اُنہیں خبردار کرنا ضروری ہے۔"

"آپ کو معلوم ہے کہ وہ کہاں ٹھہرے ہوتے ہیں؟"

"نہیں، میں نے عمداً اُن کا پیچھا کرنے کی کوشش نہیں کی۔ میرا کاروبار ایسا ہے کہ میں حکومت کے جاسوسوں کو اپنے پیچھے لگانے کا خطرہ

مول نہیں لے سکتا لیکن میرا پیغام اُن تک ضرور پہنچ جائے گا۔ میں کسی ایسے دوست کو تلاش کر سکوں گا جسے اُن کی جائے قیام کا علم ہو۔"

"مجھے معلوم نہیں کہ وہ آپ کے پیغام کو کتنی اہمیت دیں گے لیکن اگر آپ مجھے اُن کے پاس پہنچا دیں تو یہ مسئلہ بہت آسان ہو جائے گا۔"

"بہت اچھا میں کوشش کروں گا۔ آیئے"۔

سلمان اُٹھ کر عثمان سے مخاطب ہوا۔ "تم میرا گھوڑا تیار رکھو۔ ممکن ہے کہ مجھے اچانک یہاں سے جانا پڑے۔ اگر کوئی مجھے پوچھتا ہوا آئے تو اُسے روک لینا"۔

عثمان بھاگ کر باہر نکل گیا۔ چند ثانیے بعد عبدالمنان اور سلمان زینے سے اُتر رہے تھے کہ انہیں ایک بگھی کی کھڑکھڑاہٹ سنائی دی اور جب وہ صحن میں پہنچے تو بگھی وہاں کھڑی تھی۔ اور ایک آدمی نیچے اُتر رہا تھا۔

"جعفر!" سلمان نے اُسے دیکھتے ہی آواز دی۔

جعفر بھاگ کر آگے بڑھا اور عبدالمنان کو سلام کرنے کے بعد سلمان سے مخاطب ہوا۔ "وہ مجھے یہ حکم دے گئے ہیں کہ میں کل آپ کے ساتھ گاؤں پہنچ جاؤں۔ میں نماز سے فارغ ہوتے ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ آپ تیار رہیں۔"

سلمان نے کہا۔ "ہم اُن کی تلاش میں جا رہے تھے۔ اب تم مجھے کسی تاخیر کے بغیر اُن کے پاس پہنچا دو"۔

"لیکن وہ تو۔۔۔۔؟"

سلمان نے مضطرب ہو کر کہا۔ "اب باتوں کا وقت نہیں، جلدی کرو۔ اگر وہ کہیں دور ہیں تو ہم اس بگھی پر جا سکتے ہیں۔ میں اس بات کا ذمّہ

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

یقینا ہوں کہ وہ تم سے خفا نہیں ہوں گے۔"

جعفر نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے سرگوشی کے انداز میں کہا۔ "جناب! اب غرناطہ میں اُن سے آپ کی مُلاقات نہیں ہو سکے گی۔ وہ یہاں سے جا چکے ہیں۔"

"کہاں؟"

"اُنھوں نے یہ نہیں بتایا۔ اُن کی اچانک روانگی میرے لئے بھی ایک معمّہ تھی۔ جب میں آپ سے مِل کر واپس گیا تو میزبان اپنے گھر میں نہیں تھے۔ ایک ملازم مجھے اچھی طرح جانتا تھا۔ اُس نے یہ بتایا کہ وہ الحمرا کی طرف جا چکے ہیں۔"

"الحمرا کی طرف؟"

"ہاں! اُنہیں یہ اطلاع ملی تھی کہ مظاہرین بے قابو ہو چکے ہیں اور یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ وہ قصرِ امارت کو آگ لگا دیں گے۔ وہ مظاہرین کو سمجھانے گئے تھے اور جو لوگ اُن سے مُلاقات کے لئے آئے تھے وہ بھی اُن کے ساتھ چلے گئے تھے اور اُن میں سے کوئی میرا گھوڑا بھی لے گیا ہے۔ میں نے پیدل اُن کا پیچھا کیا۔ وہ الحمرا کے دروازے کے سامنے تقریر کر رہے تھے۔ عوام کا جوش و خروش ٹھنڈا کرنے اور اُن سے پُر امن رہنے کا وعدہ لینے کے بعد وہ مسلح رضاکاروں کے پہرے میں وہاں سے چل دیئے۔ ہزاروں مظاہرین ایک جلوس کی شکل میں اُن کے پیچھے چل پڑے۔ میں بڑی مشکل سے اُن کے قریب پہنچا لیکن اتنی دیر میں مسلح رضاکار ہجوم کو پیچھے دھکیل رہے تھے پھر جب میں نے دُہائی دی کہ میں اُن کا نوکر ہوں تو اُنھوں نے مجھے راستہ دے دیا۔ تھوڑی دُور آگے سڑک پر دو بگھیاں کھڑی تھیں اور وہ اُن پر سوار ہو رہے تھے۔ میں بھاگ کر پچھلی بگھی پر سوار ہو گیا۔ آقا تین اور آدمیوں کے ساتھ اندر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ کا ذکر چھیڑا تو معلوم ہوا کہ سعید

انہیں سب کچھ بتا چکا ہے۔"

"سعید اُن کے ساتھ تھا؟"

"نہیں وہ اگلی بگھی پر تھا۔ آقا کے ساتھ ولید کے سوا باقی دو آدمی میرے لئے اجنبی تھے۔"

"تمہید کی ضرورت نہیں۔ خدا کے لئے مجھے یہ بتاؤ کہ وہ کہاں گئے ہیں؟"

"جناب! بگھیاں مشرقی دروازے پر پہنچیں تو پہرے داروں نے کچھ پوچھے بغیر دروازہ کھول دیا۔ سات گھوڑے دروازے سے باہر کھڑے تھے اور اُن میں میرا گھوڑا بھی تھا۔ اُس پر ولید سوار ہوا تھا اور اُس نے مجھے یہ کہا تھا کہ تم اس کے بدلے میرے گھر سے گھوڑا لے سکتے ہو۔"

سلمان نے مُڑ کر عثمان کی طرف دیکھا جو چند قدم دُور ایک نوکر کے ساتھ کھڑا تھا۔

"تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟ جاؤ میرا گھوڑا لے آؤ!"

"جناب! ابھی لاتا ہوں۔" عثمان نے اصطبل کی طرف بھاگتے ہوئے کہا۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں؟" جعفر نے پُوچھا۔

سلمان نے تلخ ہو کر کہا۔ "یہ بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے تم میرے اس سوال کا جواب دو کہ تم الحمرا تک اُن کا پیچھا کرنے کی بجائے میرے پاس کیوں نہ آئے! کیا یہ ہو سکتا تھا کہ میں اُنہیں کسی خطرے سے آگاہ کرتا تو وہ میری بات کو کوئی اہمیت نہ دیتے! اب صاف صاف بات کرو۔ وہ کہاں گئے ہیں؟"

"جناب! میں نے اُن سے پوچھا تھا لیکن اُنھوں نے مجھے یہ کہہ کر ٹال دیا تھا کہ تم مہمان کے ساتھ گاؤں پہنچ جاؤ ——— مجھے کیا معلوم تھا

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

کہ وہ مظاہرین کے سامنے تقریر کرنے کے بعد شہر سے باہر نکل جائیں گے اور اُن کے گھوڑے بھی دروازے سے باہر پہنچ چکے ہوں گے۔ میں نے روکنے کی پوری کوشش کی تھی لیکن اُن کے ارادے ہمیشہ اٹل ہوتے ہیں"۔

عبدالمنان نے کہا۔ "اس وقت جعفر کے ساتھ بحث کرنا فضول ہے۔ مجھے یقین ہے کہ انہیں غداروں کے متعلق کوئی خوش فہمی نہ تھی اور مشرقی دروازے سے باہر نکلنے کی وجہ بھی یہی ہو سکتی ہے کہ اُن کے ساتھی ہر سازش سے پوری طرح خبردار تھے۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کونسا راستہ اختیار کریں گے لیکن اگر انہوں نے آپ کو گاؤں میں پہنچنے کی ہدایت کی ہے تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ وہ قبائلی علاقوں کا دورہ کرنے سے پہلے وہاں جانے کی کوشش کریں اور اب شاید بارش بھی آرہی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ راستے میں رُک جائیں"۔

سلمان نے کہا۔ "میں صرف ایک راستے سے واقف ہوں اور یہی وہ راستہ ہے جو میری نگاہ میں اُن کے لئے زیادہ خطرناک ہو سکتا ہے۔ اب میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت میرے لئے شہر سے باہر نکلنے کے امکانات کیا ہیں؟"

عبدالمنان نے جواب دیا۔ "میرا خیال ہے کہ آپ کو کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ آپ گھوڑے پر سوار ہو کر آئیں۔ میں اس بگھی پر جاتا ہوں اور جنوبی دروازے پر آپ کا انتظار کروں گا۔ اگر پہرے دار آپ کو دیکھتے ہی دروازہ کھول دیں تو آپ کسی سے بات کئے بغیر آگے نکل جائیں۔ ورنہ واپس آ جائیں"۔

"واپس؟"

"میرا مطلب یہ ہے کہ ہمیں شہر کے دوسرے دروازوں پر قسمت آزمائی

کرنی پڑے گی"۔ سلمان نے اپنی قبا کے اندر ہاتھ ڈال کر تھیلی نکالی اور عبدالمنان کو پیش کرتے ہوئے کہا:

"یہ لیجئے! اس تھیلی میں سو اشرفیاں ہیں۔ ممکن ہے کہ آپ کو ان کی ضرورت پیش آئے"۔

"نہیں! یہ اپنے پاس رکھئے اور صرف یہ دُعا کیجئے کہ جن افسروں کو میں جانتا ہوں اُن میں سے کوئی دروازے پر موجود ہو"۔

سلمان نے کہا۔ "مجھے ایک اچھی کمان اور چند تیروں کی ضرورت ہے"۔

سرائے کے مالک نے دوسرے نوکر کو اپنے گھر سے ترکش اور کمان لانے کا حکم دیا اور جلدی سے بگھی کی طرف بڑھا۔ جعفر نے بھاگ کر اُس کا بازو پکڑ لیا اور کہا:

"اگر یہاں سے دوسرے گھوڑے کا انتظام ہو سکے تو میں اُن کے ساتھ جاؤں گا۔ ورنہ آپ پہرے داروں سے یہ کہہ دیں ایک آدمی اُن کے پیچھے آرہا ہے۔ میں تھوڑی دیر تک ولید کا گھوڑا لے کر دروازے پر پہنچ جاؤں گا۔ اگر راستے میں کوئی خطرہ ہے تو اُن کا تنہا سفر کرنا ٹھیک نہیں۔ میں چند اور آدمی بھی ساتھ لے جا سکتا ہوں۔ الحمرا کے سامنے ہزاروں مظاہرین موجود ہوں گے اور مجھے وہاں جا کر صرف آواز دینے کی ضرورت پیش آئے گی"۔

عبدالمنان نے کہا۔ "تم میرا گھوڑا لے سکتے ہو لیکن وہ اتنا سست رفتار ہے کہ تم اُس پر سوار ہو کر ان کا ساتھ نہیں دے سکو گے اور کوئی دوسرا انتظام کرنے میں بہت دیر لگ جائے گی۔ تم انہیں روکنے کی کوشش نہ کرو"۔

سلمان غصّے کی حالت میں آگے بڑھا اور اُس نے کہا۔ "جعفر! خدا کے لئے مجھے جانے دو۔ جن لوگوں سے انہیں کوئی خطرہ پیش آسکتا ہے وہ

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

تمہارا یا الحمرا کے مظاہرین کا انتظار نہیں کریں گے۔ میں تمہارے لئے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کر سکتا۔"

جعفر شکست خوردہ سا ہو کر سلمان کی طرف دیکھنے لگا اور عبدالمنان بھاگ کر بگھی پر سوار ہو گیا۔

سلمان نے جعفر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "تمہیں آزردہ نہیں ہونا چاہیئے۔ میں صرف اپنی تشویش دُور کرنے کے لئے جا رہا ہوں۔ اگر وہ مجھے راستے میں مِل گئے تو تمہاری اطلاع کے لئے کسی کو یہاں بھیج دُوں گا۔"

جعفر نے کہا۔ "جناب! مجھے اُن کے بارے میں کوئی تشویش نہیں جو لوگ اُن کے ساتھ گئے ہیں وہ اُن کی حفاظت سے غافل نہیں ہوں گے۔ بگھی پر اُن کے ساتھ میں نے دو اجنبی دیکھے تھے۔ وہ کوئی معمولی آدمی نہیں تھے۔ بالخصوص ایک آدمی کے متعلق تو مجھے یقین ہے کہ وہ فوج کا کوئی بڑا افسر تھا۔ جب وہ بگھی سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہوا تھا تو پہرے داروں نے اُسے سلامی دی تھی۔ مجھے زیادہ تعجب اس بات پر تھا کہ لباس سے وہ ایک عام آدمی معلوم ہوتا تھا اور آنکھوں کے سوا اُس کا باقی چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا۔ اس کے باوجود پہرے داروں کو یہ معلوم تھا کہ وہ کون ہے۔ میں ایسے لوگوں کی رفاقت میں اپنے آقا کے متعلق قطعاً فکر مند نہیں ہوں۔ مجھے صرف اس بات کی فکر ہے کہ آپ تنہا جا رہے ہیں۔"

"تمہیں میری فکر نہیں کرنی چاہیئے۔ انشاء اللہ! میں تمہارے گاؤں کا راستہ نہیں بھُولوں گا۔"

چند منٹ بعد سلمان گھوڑے پر سوار ہو کر سرائے سے باہر نکلا تو بارش شروع ہو چکی تھی۔ سڑک سنسان تھی اور اُس کا گھوڑا سرپٹ بھاگ رہا تھا۔

دروازے کے قریب پہنچ کر اُسے بگھی دکھائی دی۔ پھر ڈیوڑھی کے اندر مشعل کی روشنی میں اُسے عبدالمنان چار مسلح آدمیوں کے ساتھ کھڑا دکھائی دیا جن میں سے ایک پہرے داروں کا افسر معلوم ہوتا تھا۔ اُن کے پیچھے دو آدمی باہر کا بھاری دروازہ کھول رہے تھے۔ سلمان چند ثانیے ڈیوڑھی کے سامنے رُکا۔ پھر جب دروازہ کھُل گیا اور مسلح آدمی ایک طرف ہٹ گئے تو افسر نے ہاتھ کا اشارہ کیا اور اُس نے گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔

سلمان نے ایک ثانیہ کے لئے گھوڑا روکا۔ پھر اُس کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں۔ ڈیوڑھی عبُور کرنے کے بعد اُس نے مُڑ کر دیکھا تو پہرے داروں کا افسر اُسے ہاتھ کے اشارے سے الوداع کہہ رہا تھا۔ سلمان نے بلند آواز سے خدا حافظ کہا۔ اور گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔

Scanned by iqbalmt

حامد بن زہرہ کی شہادت

بارش ہر لحظہ تیز ہو رہی تھی۔ چند منٹ پوری رفتار سے گھوڑا بھگانے کے بعد سلمان اُس مقام پر پہنچ چکا تھا جہاں دائیں اور بائیں جانب سے دو اور راستے اس سڑک سے آملتے تھے۔

اُس نے چند ثانیے گھوڑا روک کر اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیا اور پھر اُسی رفتار سے آگے چل دیا۔

قریباً ایک میل اور طے کرنے کے بعد اُسے گھوڑوں کی ٹاپ اور ہنہناہٹ سنائی دی۔ اُس نے جلدی سے اپنے گھوڑے کی باگ کھینچ لی اور سڑک سے اُتر کر ایک درخت کی اوٹ میں کھڑا ہو گیا۔ آن کی آن میں دو گھوڑے پوری رفتار سے بھاگتے ہوئے آگے نکل گئے اور اُسے ایسا محسوس ہوا کہ اُن پر سوار نہیں ہیں۔ پھر بجلی کی چمک نے بھی اس خیال کی تصدیق کر دی۔

اب تک وہ اپنے دل کو تسلّی دیتا آیا تھا کہ شاید حامد بن زہرہ نے دوسرے دروازے سے باہر نکل جانے کے بعد اپنے گاؤں جانے کا ارادہ بدل دیا ہو یا گاؤں جانے کے لئے اس سڑک کی بجائے کوئی اور راستہ اختیار کیا ہو لیکن خالی گھوڑوں کو بدحواسی کی حالت میں شہر کی طرف بھاگتے دیکھ کر اُس کا دل بیٹھ گیا۔ پھر اُسے خیال آیا کہ عام حالات میں حامد یا اُس کے بیٹے کے گھوڑوں کو اپنے سواروں سے محروم ہونے کے بعد گاؤں کا رُخ کرنا چاہیئے تھا۔ ممکن ہے کہ

Scanned by iqbalmt

اِن گھوڑوں سے گرنے والے ان کے دشمن یا [illegible] کے وہ ساتھی ہوں جو غرناطہ سے اُن کے ساتھ شامل ہوتے تھے۔ اُنہوں نے دشمن کا مقابلہ کیا ہو اور حامد کو بچ نکلنے کا موقع مل گیا ہو —— وہ موہوم اُمیدوں کا سہارا لیتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اور اُس کے گھوڑے کی رفتار بتدریج کم ہو رہی تھی۔

پھر اچانک اُسے چند اور گھوڑوں کی ٹاپ سُنائی دی۔ سامنے سڑک کے نشیب کا کچھ حصّہ پانی میں ڈوبا ہوا تھا۔ بجلی چمکی اور اُسے دائیں ہاتھ چند درخت اور ایک شکستہ مکان دکھائی دیا۔ وہ باگ موڑ کر گھوڑے کو مکان کے پیچھے لے گیا۔ پھر جلدی سے نیچے اُترا اور گھوڑے کو ایک درخت کے ساتھ باندھ کر بھاگتا ہوا سڑک سے قریب ترین درخت کی اوٹ میں کھڑا ہو گیا۔

چند ثانیے بعد اُسے بجلی کی چمک میں چھ سوار دکھائی دئیے۔ سڑک پر بہتے ہوئے پانی میں اچانک اُنہوں نے گھوڑے روک لئے اور اُن کی آوازیں سُنائی دینے لگیں لیکن بارش کے شور میں وہ اُن کی گفتگو نہ سُن سکا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھے۔ سڑک کے نشیب کے درمیانی حصّے میں پانی زیادہ گہرا تھا اور گھوڑے ایک قطار میں سنبھل سنبھل کر چل رہے تھے۔ پانی عبور کرنے کے بعد وہ پھر رُک گئے۔ اب وہ سلمان سے اتنے قریب تھے کہ بارش کے شور کے باوجود اُسے اُن کی آوازیں صاف سُنائی دے رہی تھیں۔

ایک سوار بلند آواز میں کہہ رہا تھا "ہم بلاوجہ اس بارش میں خوار ہو رہے ہیں۔ اب تک وہ غرناطہ پہنچ چکے ہوں گے اور وہاں اُن پر ہاتھ ڈالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"

دوسرے آدمی نے کہا۔ "آپ کو معلوم ہے کہ اگر وہ شہر میں داخل ہو گئے تو ہمارا انجام کیا ہو گا؟"

Scanned by iqbalmt

تیسرا بولا۔ "خدا کے لئے اب یہ دُعا کرو کہ پہرے دار اُن کے لئے دروازہ نہ کھولیں ورنہ شہر میں کہرام مچ جائے گا۔"

"جب وہ دروازے پر یہ دُہائی دیں گے کہ حامد بن زہرہ کے قاتل ہمارا پیچھا کر رہے ہیں تو پہرے دار اُنہیں روکنے کی جُرأت نہیں کریں گے۔ بلکہ مَیں تو یہ محسوس کرتا ہوں کہ وہ ہمیں پکڑ کر مشتعل لوگوں کے حوالے کر دیں گے۔"

"بھائی! یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ پہرے داروں نے اُنہیں ہمارے ساتھی سمجھ کر کسی حیل و حجت کے بغیر دروازہ کھول دیا ہو اور جب ہم وہاں پہنچیں تو شہر کے لوگ دروازے پر ہمارے منتظر ہوں۔ اب ہمارا انجام کسی صورت میں بھی اچھا نہیں ہو سکتا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ وہ حامد بن زہرہ کا راستہ روکنے کے لئے جا رہے ہیں تو میں کبھی اُن کا ساتھ نہ دیتا۔ اب یہ کون مانے گا کہ ہم جن لوگوں کے ساتھ آئے تھے وہ ہمارے لئے اجنبی تھے اور ہمیں صرف یہ بتایا گیا تھا کہ اُنہیں کسی دُشمن کو گرفتار کرنے کے لئے ہماری مدد کی ضرورت ہے۔ تم سب اِس بات کے گواہ ہو کہ میں نے تمہیں تیر چلانے سے منع کیا تھا۔"

"جناب! آپ نے ہمیں اُس وقت منع کیا تھا جبکہ ہمارے تیر کمانوں سے نکل چکے تھے اور پانچ آدمی ڈھیر ہو چکے تھے۔ اب ہم سب ایک ہی کشتی میں سوار ہیں۔ ہمیں تاریکی میں یہ کیسے معلوم ہو سکتا تھا کہ ہمارے تیروں کا ہدف حامد بن زہرہ ہے۔ اب ایک دوسرے پر الزام دینے سے کوئی فائدہ نہیں۔ ہماری کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ہم کسی طرح اپنے گھر پہنچ جائیں۔ اگر آپ کو یہ خدشہ ہے کہ وہ شہر میں داخل ہو چکے ہیں تو ہم دروازے سے کچھ دُور رُک کر حالات کا جائزہ لیں گے اور اِس کے بعد کوئی فیصلہ کریں گے۔ پھر اگر ہمارے دوسرے ساتھی واپس آ گئے تو ممکن ہے ہمیں اُن کی مدد سے شہر میں داخل ہونے کا

Scanned by iqbalmt

موقع مل جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کوتوال پہرے داروں پر اعتماد نہ کرے۔ اور بذاتِ خود دروازے پر ہمارا انتظار کر رہا ہو۔ اب باتوں کا وقت نہیں۔ چلو!"

سلمان کے لئے یہ سمجھنا مشکل نہ تھا کہ حامد بن زہرہ یا اُس کے ساتھیوں میں سے کم از کم دو آدمی اپنے گھوڑوں سے گرنے کے بعد ان کے ہاتھ نہیں آئے اور یہ اُن گھوڑوں کے فرضی سواروں کا پیچھا کر رہے ہیں جنہیں اُس نے تھوڑی دیر قبل بھاگتے ہوئے دیکھا تھا۔ معاً اُسے خیال آیا کہ اگر گھوڑوں سے محروم ہونے والے زخمی کہیں چھپ گئے ہیں تو پیچھا کرنے والوں کو غرناطہ کے دروازے پر پہنچتے ہی یہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ خالی گھوڑوں کا تعاقب کر رہے تھے۔ پھر غداروں کی ایک پوری فوج اُن کی تلاش میں نکل کھڑی ہو گی۔ اُس کے نزدیک حامد بن زہرہ یا اُس کے ساتھیوں کو بھاگ نکلنے کا موقع دینے کی یہی صورت تھی کہ ان لوگوں کو غرناطہ سے باہر مصروف رکھا جائے۔ چنانچہ جونہی اگلے سوار نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی، سلمان نے تیر چلا دیا۔ زخمی کی چیخ یہ گواہی دینے کے لئے کافی تھی کہ اُس کا تیر نشانے پر لگا ہے اور اِس سے قبل کہ باقی سوار اپنی بدحواسی پر قابو پاتے سلمان دو اور تیر چلا چکا تھا۔

چند ثانیے پانی اور کیچڑ میں بھاگتے ہوئے گھوڑوں کی آہٹ اور سواروں کی چیخ پکار سُنائی دیتی رہی۔ پھر بجلی چمکی اور سلمان کو قریب ہی ایک زخمی پانی میں بھاگتا ہوا دکھائی دیا۔ ایک آدمی کہیں دُور سے اپنے ساتھیوں کو آوازیں دے رہا تھا۔ سلمان نے اطمینان سے گھوڑا کھولا اور اُس پر سوار ہو کر کچھ دیر اِدھر اُدھر دیکھتا رہا۔

پھر اُس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور آن کی آن میں گھٹنے گھٹنے پانی میں بھاگنے والے آدمی کے سر پر جا پہنچا اور بلند آواز میں چلّایا:

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

"ٹھہرو! اب تم بچ کر نہیں جا سکتے۔"

زخمی نے دونوں ہاتھ بلند کر دئیے۔

"مجھ پر رحم کرو میں زخمی ہوں۔"

سلمان نے کہا۔ "تم خاموشی سے میرے آگے آگے چلتے رہو!"

زخمی کچھ کہے بغیر اُس کے آگے چل پڑا۔ بہتا ہوا پانی عبور کرنے کے بعد سلمان نے کہا۔ "اپنے ہتھیار پھینک دو۔ اب تمہارے ساتھی تمہاری مدد کو نہیں آئیں گے۔"

زخمی نے ہتھیار پھینک دئیے اور خوف سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا:

"خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔"

سلمان نے جواب دیا۔ "حامد بن زہرہ کے قاتل کسی رحم کے مستحق نہیں ہو سکتے۔"

زخمی چلّایا۔ "میں نے مجبوری کی حالت میں اُن کا ساتھ دیا تھا۔ وہ سب اِس بات کی گواہی دیں گے کہ میں نے حملے میں بھی حصّہ نہیں لیا تھا۔ آپ کے بچ نکلنے کی وجہ بھی یہی تھی کہ میں نے اپنے ساتھیوں کو تیر چلانے سے منع کر دیا تھا۔"

سلمان کو یہ جاننے کے لئے زیادہ سوچنے کی ضرورت نہ تھی کہ زخمی اُسے حامد بن زہرہ کے اُن ساتھیوں میں سے ایک سمجھتا ہے جو غداروں کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچ گئے ہیں اور اُس کا یہ خیال بھی یقین کی حد تک پہنچ چکا تھا کہ اُس نے راستے میں جو گھوڑے دیکھے تھے اُن کے سوار زخمی حالت میں کہیں آس پاس چھپے ہوئے ہیں۔ معاً اُس کے ذہن میں ایک تدبیر آئی اور اُس نے کہا:

"جن دو آدمیوں کا تم پیچھا کر رہے تھے وہ ہمیں غرناطہ کے قریب ملے تھے اور اب تک شہر کی آدھی آبادی اُن کے گرد جمع ہو چکی ہوگی۔ مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ ہمیں حامد بن زہرہ کے قتل کی سازش کا دیر سے علم ہوا۔ تم جیسے آدمی پر رحم کرنا گناہ ہے لیکن اگر تم حامد بن زہرہ کے متعلق سچ سچ بتا سکو تو میں تمہاری جان بخشی کر سکتا ہوں۔"

زخمی نے پُر اُمید ہو کر کہا۔ "آپ وعدہ کرتے ہیں؟"

"میں وعدہ کرتا ہوں اور میرا وعدہ ایک غدّار اور دین کے دشمن کا وعدہ نہیں۔"

"آپ کے ساتھی کہاں ہیں؟" زخمی نے جھجکتے ہوئے پُوچھا۔

سلمان نے گرج کر کہا۔ "تمہیں صرف میرے سوالات کا جواب دینا چاہئیے اور یاد رکھو اگر تمہارا کوئی جواب غلط ہوا تو میں تمہیں قتل کر دُوں گا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں حملہ کس جگہ ہوا تھا؟"

زخمی نے سہمی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ "قلعے کے قریب نالے کے پُل سے اس طرف۔"

"حامد بن زہرہ قتل ہو چکے ہیں؟"

"ہاں۔"

"اور اُن کا بیٹا سعید؟" سلمان نے ڈوبتی ہوئی آواز میں پُوچھا۔

"اُس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اگر وہ اُن کے ساتھ تھا تو ممکن ہے کہ وہ بچ کر نکل گیا ہو۔"

"تم نے کتنے آدمیوں کو قتل کیا تھا؟"

"ہم نے جو لاشیں دیکھی تھیں اُن کی تعداد سات تھی۔ اُن میں سے دو

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

ہمارے ساتھی تھے لیکن خدا گواہ ہے کہ میں نے حملے میں کوئی حصّہ نہیں لیا تھا۔"

سلمان نے گرج کر کہا "تم جھوٹ بولتے ہو۔"

"خدا کی قسم میں جھوٹ نہیں بولتا۔ حامد بن زہرہ کے قاتل میرے لئے اجنبی تھے۔

"ہمیں غرناطہ سے روانہ ہوتے وقت یہ بھی معلوم نہ تھا کہ ہم حامد بن زہرہ کا راستہ روکنے کے لئے جا رہے ہیں۔ کوتوال نے ہمیں صرف یہ بتایا تھا کہ شہر سے چند رضاکار کسی خطرناک مجرم کی تلاش میں جا رہے ہیں اور انہیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ تم وردیوں کی بجائے سادہ لباس میں شہر سے نکلو اور جنوبی دروازے سے باہر اُن کا انتظار کرو۔ اس کے علاوہ ہمیں یہ حکم بھی دیا گیا تھا کہ ہم چوکی سے نکلتے ہی اپنے چہروں پر نقاب ڈال لیں جب ہم دروازے سے باہر نکلے تو تھوڑی دیر بعد ہمیں مسلح نقاب پوش وہاں پہنچ گئے۔ پھر اُن کے راہنما نے ہمیں دو حصّوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک ٹولی جنوب مشرق کی طرف روانہ ہو گئی اور میرے تین ساتھی اُس میں شامل ہو گئے۔ ہم تیرہ رضاکاروں کے ہمراہ اس راستے پر ہو لئے۔"

سلمان نے مضطرب ہو کر کہا "بے وقوف! میرے پاس یہ تفصیلات سننے کے لئے وقت نہیں، تم مختصراً بیان کرو۔"

"جناب! آپ پورا واقعہ سُنے بغیر یہ یقین نہیں کریں گے کہ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ ہم پُل کے قریب پہنچے تو بارش زوروں پر تھی۔ رضاکاروں کے راہنما نے پانچ آدمیوں کو یہ حکم دیا کہ وہ تمام گھوڑے پُل کے پار لے جائیں اور باقی سڑک کے دونوں کناروں پر جھاڑیوں اور پتھروں کے پیچھے چھُپ کر اُس کے حکم کا انتظار کریں۔ پھر ہمیں اُن کے گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دی۔ جب پُل کے قریب پہنچے تو اچانک کسی کی آواز سنائی دی "ٹھہر جاؤ آگے مت جانا" اس کے ساتھ ہی ہمارے راہنما نے تیر چلانے کا حکم دیا۔ میرا خیال ہے کہ پانچ آدمی تیروں کی پہلی بوچھاڑ سے گر پڑے تھے۔ پھر اچانک ایک سوار جو سب سے پیچھے تھا سڑک سے اتر کر تیر اندازوں کے عقب میں پہنچ گیا اور اُس نے آنکھ جھپکنے میں

ایک آدمی کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ پھر بجلی کی چمک کے ساتھ مجھے باقی دو سوار سڑک سے مغرب کی سمت بھاگتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ایک سوار زمین پر جھکا ہوا تھا اور دوسرے نے اُس کے گھوڑے کی باگ پکڑ رکھی تھی۔ میرا خیال ہے کہ وہ زخمی تھا۔ اچانک تیسرا سوار جس نے دائیں طرف حملہ کر کے ہمارے ایک ساتھی کو قتل کیا تھا یکایک سڑک عبور کر کے بائیں طرف پہنچ گیا۔ اگر میں اپنے ساتھیوں کو تیر چلانے سے منع نہ کرتا تو اُس کا بچ نکلنا ممکن نہ تھا۔ ہمیں اُن درندوں نے یہ دھمکی دی تھی کہ اگر اُن تین آدمیوں میں سے کوئی بچ کر نکل گیا تو کوتوال تمہاری گردنیں اُتروا دے گا۔"

سلمان نے کہا۔ "تمہیں اپنی وکالت کی ضرورت نہیں۔ مجھے معلوم ہے تم کتنے نیک ہو۔ میں تم سے حامد بن زہرہ کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔"

"جناب! وہ قتل ہو چکے ہیں۔ اُنہوں نے بجلی کی چمک میں اُن کی لاش پہچان لی تھی۔ میرا خیال ہے کہ جب وہ گھوڑے سے گر پڑے تھے تو کسی نے اُن کے سر اور سینے پر تلوار سے ضربیں لگائی تھیں۔ دو اور زخمی سسک رہے تھے۔ اُنہیں بھی قتل کر دیا گیا تھا۔"

"اور اُن کی لاشیں؟"

"اُنہیں نالے میں پھینک دیا گیا تھا۔ اب تک شاید وہ دریا میں پہنچ چکی ہوں گی۔"

سلمان نے کہا۔ "تم نے ایک جھوٹ بولا ہے۔"

"جناب! میں قسم کھاتا ہوں کہ لاشیں نالے میں پھینک دی گئی تھیں۔"

"بے وقوف! میں لاشوں کی بات نہیں کرتا۔ تم نے یہ کہا ہے تمہارے ساتھیوں میں سے بھی دو آدمی قتل ہوئے تھے لیکن اس طرح لاشیں چھ نہیں سات ہونی چاہئیں۔"

"جناب! ساتواں آدمی اس کے بعد قتل ہوا تھا۔ ہمارے راہنما نے گھوڑے منگوانے کے بعد مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سڑک پر سے سیدھا غرناطہ کا رُخ کروں اور خود اپنے رضاکاروں کو لے کر بائیں طرف چلا گیا تھا۔ ہم بہ مشکل سو

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

قدم دُور گئے تھے کہ ہمیں چیخنے چلانے کی آوازوں کے ساتھ رضاکاروں کی چیخ پکار سُنائی دی۔ ہم نے گھوڑے روک لیے اور اپنے ایک ساتھی کو تحقیق کے لیے بھیجا۔ اُس نے واپس آکر یہ بتایا کہ بھاگنے والوں میں سے ایک سوار پُل سے تھوڑی دُور جھاڑیوں کی اوٹ میں کھڑا تھا اور اُس نے رضاکاروں میں سے ایک اور آدمی کو ہلاک کر دیا ہے۔"

"پھر سڑک پر تم نے صرف دو سوار دیکھے تھے؟"

"ہاں، ہم نے راستے کی ایک بستی سے آگے سڑک کے موڑ پر گھوڑوں کی ٹاپ سُنی تھی اور ہمارا اندازہ یہی ہے کہ وہ دو تھے۔ ہمارا خیال تھا کہ تیسرے آدمی نے طمنچہ چلانے کے بعد رضاکاروں کو اپنے پیچھے لگا کر ان لوگوں کو بچ نکلنے کا موقع دیا تھا اور مجھے اِس بات کی خوشی تھی کہ یہ اپنا پیچھا کرنے والوں کو چکمہ دے کر سڑک پر پہنچ گئے ہیں۔"

"تمہیں اس بات کی خوشی تھی کہ اگر وہ تمہارے ہاتھ آجائیں تو غدار تمہیں زیادہ انعام کا مستحق سمجھیں گے۔"

"خدا کے لیے مجھ پر اعتبار کیجئے۔ اگر ہم کوشش کرتے تو اُنہیں گھیر لینا مشکل نہ تھا۔ ہم صرف دکھاوے کے طور پر اُن کا پیچھا کر رہے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ہمیں ایک دوسرے پر اعتماد نہ تھا۔ جب فاصلہ کم ہونے لگتا تھا تو ہم اپنی رفتار کم کر دیتے تھے اور جب فاصلہ زیادہ ہونے لگتا تھا تو ہماری رفتار تیز ہو جاتی تھی۔"

"تمہیں حامد بن زہرہ کے قتل کے بعد بھی یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ تمہارا راہنما کون تھا؟"

"نہیں، میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ اُنہوں نے اپنے چہروں پر نقاب ڈال رکھے تھے۔"

سلمان نے کہا۔ "تم اُس جھونپڑی کے اندر چلے جاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ اُس کی چھت کا کوئی حصہ سلامت ہو اور تمہیں بارش سے پناہ مل جائے۔ میں واپس

غرناطہ پہنچتے ہی کسی کو تمہاری مدد کے لیے بھیجنے کی کوشش کروں گا۔"

زخمی چلایا۔ "خدا کے لیے یہ ظلم نہ کیجئے۔ اگر غرناطہ میں کسی کو یہ معلوم ہو گیا کہ میں حامد بن زہرہ کے قاتلوں کا ساتھی ہوں تو کوتوال کے لیے بھی میری جان بچانا ممکن نہیں ہوگا لوگ میری بوٹیاں نوچنے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔"

"تم کہاں جانا چاہتے ہو؟"

"مجھے معلوم نہیں لیکن فی الحال میں غرناطہ نہیں جا سکتا۔ مجھے یہ بھی یقین نہیں کہ میں صبح تک زندہ رہوں گا۔"

"تم جیسے لوگوں کو جلدی موت نہیں آیا کرتی اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ تم پر زخم سے کہیں زیادہ خوف کا اثر ہے۔ تم کسی رحم کے مستحق نہیں ہو لیکن میں تمہاری جان بخشی کا وعدہ کر چکا ہوں۔ تمہاری گفتگو سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ پولیس کے باقی آدمی تمہارے ماتحت تھے۔"

"جناب! میں اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ وہ میری کمان میں غرناطہ سے روانہ ہوئے تھے لیکن شہر سے نکلنے کے بعد میری ذمہ داری صرف اتنی تھی کہ میں اُن سے رضاکاروں کے راہنما کے احکامات کی تعمیل کرواؤں۔ یہ میری بدقسمتی تھی کہ جب رضاکاروں کے راہنما نے تیر چلانے کا حکم دیا تھا تو میں اپنے ساتھیوں کو بروقت نہ روک سکا لیکن اگر میں روک بھی لیتا تو بھی اس سے کوئی فرق نہ پڑتا۔"

سلمان نے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ تمہارے ساتھی تمہیں اس حالت میں چھوڑ کر غرناطہ جانے کی جرأت نہیں کریں گے۔ اس لیے تم میرے آگے چلتے رہو۔ ممکن ہے وہ تھوڑی دُور آگے کہیں چھپے ہوئے ہوں۔ چلو!"

زخمی بے بسی کی حالت میں سلمان کے آگے چل دیا۔ سڑک پر کوئی دو سو قدم چلنے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

کے بعد ایک طرف سے کسی کی آوازیں سُنائی دینے لگیں۔ ”یحییٰ! یحییٰ! مروان!“

سلمان نے گھوڑا روکتے ہوئے اپنے ساتھی سے کہا۔ ”ٹھہرو! تمہارا نام کیا ہے؟“

”میرا نام یحییٰ ہے۔“

سلمان نے کہا۔ ”تم زمین پر لیٹ جاؤ اور اپنے ساتھی کو اس طرف بُلانے کی کوشش کرو۔ جلدی کرو ورنہ میں تمہاری گردن اُڑا دُوں گا۔“

زخمی نے جلدی سے زمین پر لیٹ کر آواز دی۔ ”میں یہاں ہوں۔“

سلمان نے کہا۔ ”بے وقوف! پُوری قوت سے چلّانے کی کوشش کرو! اگر تم نے اُنہیں خبردار کرنے کی کوشش کی تو میرا پہلا وار تم پر ہوگا۔ اُنہیں یہ کہو کہ تم زخمی ہو اور حملہ کرنے والوں نے تمہیں مُردہ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔“

زخمی گلا پھاڑ پھاڑ کر اپنے ساتھیوں کو آوازیں دینے لگا اور سلمان سڑک کے بائیں کنارے جھاڑیوں کے پیچھے چھُپ گیا۔ چند منٹ بعد سڑک کی دائیں جانب کھیتوں سے گھوڑوں کی ٹاپ سُنائی دی۔ پھر گھوڑے اچانک رُک گئے اور ایک آدمی نے آواز دی۔ ”یحییٰ! تم کہاں ہو؟“

”میں یہاں ہوں۔“ اُس نے جواب دیا۔

”مروان کہاں ہے؟“

”مجھے معلوم نہیں۔“

”حملہ کرنے والے کہاں ہیں؟“

”مجھے معلوم نہیں۔ شاید وہ غرناطہ پہنچ گئے ہوں۔ تم جلدی آؤ۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔“

ایک اور آواز سُنائی دی۔ ”وہ کتنے تھے؟“

”مجھے معلوم نہیں کہ وہ کتنے تھے لیکن اگر تم تھوڑی دیر اور بحث کرتے رہے

تو غرناطہ سے ہزاروں آدمی یہاں پہنچ جائیں گے۔“

گھوڑوں کی ٹاپ دوبارہ سُنائی دی اور آن کی آن میں چار سوار سڑک پر پہنچ گئے۔ ایک سوار نے گھوڑے سے کُود کر زخمی کو اُٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ”میں بار بار یہ کہتا تھا کہ ہمیں سڑک سے دُور رہنا چاہیئے۔ آپ کا گھوڑا ہمارے پیچھے آگیا تھا اور ہم اُسے تھوڑی دُور باندھ آئے ہیں۔“

دو اور سوار گھوڑوں سے اُتر پڑے اور اُن میں سے ایک نے کہا۔ ”اب باتوں کا وقت نہیں۔ تم انہیں اپنے گھوڑے پر بٹھا کر لے جاؤ۔ ہم مروان کو تلاش کرتے ہیں۔ وہ مشرق کی طرف نکل گیا تھا اور ممکن ہے وہ غرناطہ کا رُخ کرنے کی بجائے اپنے گاؤں پہنچ گیا ہو۔“

چوتھا آدمی جو ابھی تک اپنے گھوڑے پر بیٹھا ہوا تھا بولا۔ ”پہلے یہ فیصلہ کرو کہ ہم کو کہاں جانا ہے؟“

جھاڑیوں کی اوٹ سے آواز آئی۔ ”اب تم کہیں نہیں جا سکتے!“ اور اس کے ساتھ ہی ایک دھماکہ سُنائی دیا اور وہ اُچھلتے ہوئے گھوڑے سے گر پڑا اور پھر آنکھ جھپکنے کی دیر میں سلمان سڑک پر نظر آیا۔ اور اُس کی تلوار کی پہلی ضرب کے ساتھ ایک اور آدمی گر پڑا۔ تیسرے آدمی نے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن سلمان نے پلٹ کر اپنا گھوڑا اس کے پیچھے ڈال دیا۔

اچانک اُس نے گھوڑے کی باگ بائیں طرف موڑ لی اور سلمان کا پہلا وار خالی گیا۔ لیکن آن کی آن میں وہ دوبارہ اُس کی زد میں آچکا تھا۔ اُس نے کترا کر دوسری طرف نکلنے کی کوشش کی لیکن سلمان نے وار کیا اور وہ چیخ مار کر ایک طرف لڑھک گیا۔ پھر رکاب میں پھنسے ہوئے ایک پاؤں کے سوا اُس کا باقی دھڑ زمین پر رگڑ کھا رہا تھا۔ بدحواس گھوڑا چند چھلانگیں لگانے کے بعد رُک گیا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

اچانک سلمان کو پیچھے سے کوئی آواز سنائی دی اور اُس نے جلدی سے اپنے گھوڑے کی باگ موڑ کر اُسے ایڑ لگا دی۔ پھر بجلی کی چمک میں اُسے دو آدمی آپس میں کشتی لڑتے دکھائی دئیے۔

"یحییٰ!" اُس نے قریب پہنچ کر آواز دی۔ جواب میں اُسے ایک ہلکی سی چیخ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایک آدمی نے اُٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن دوسرا آدمی اُس کی ٹانگ سے چمٹ گیا اور وہ منہ کے بل گر پڑا۔

یحییٰ نے ڈوبتی ہوئی آواز میں کہا "اسے جانے نہ دیجئے۔ اس نے آپ پر تیر چلانے کی کوشش کی تھی۔"

دوسرا آدمی دوبارہ اُٹھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن سلمان گھوڑے سے کود پڑا۔ پھر آنکھ جھپکنے کی دیر میں اُس کی تلوار اُس کے خون میں ڈوب چکی تھی۔

سلمان نے یحییٰ کی طرف متوجہ ہو کر کہا "میرا خیال تھا کہ یہ بھاگ گیا ہوگا اور شاید تم بھی اس کے ساتھ جا چکے ہو گے۔ میں نے سوچا تھا کہ تمہیں ایک مددگار کی ضرورت ہے۔ اس لئے اگر تم بھاگ جاتے تو میں تمہارا پیچھا نہ کرتا۔ اب تمہیں صرف ایک گھوڑے کی ضرورت ہے اور میں یہ ضرورت پوری کر سکتا ہوں۔"

یحییٰ نے جواب دیا "مجھے اب کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ میری آخری منزل آ چکی ہے۔ آپ نے مجھے یہ احساس دلایا تھا کہ ایک گنہگار کے لئے زندگی کے آخری سانس تک توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوتا اور میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ اب آپ کو یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔"

"تم میرے ساتھی بن چکے ہو اور میں تمہیں اس حال میں چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ یہاں قریب ہی ایک بستی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہاں پہنچ کر میں تمہارے علاج کا بندوبست کر سکوں گا۔"

سلمان نے اُسے سہارا دینے کی کوشش کی لیکن یحییٰ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی بغل کے قریب لے گیا۔ معاً سلمان کی اُنگلیاں اُس کے گرم خون میں ڈوب گئیں اور پھر وہ اضطراب کی حالت میں خنجر کا دستہ ٹٹول رہا تھا جو اُس کے سینے میں اُتر چکا تھا۔

یحییٰ نے درد سے کراہتے ہوئے کہا۔ "آپ کا تیر میرے دائیں پہلو میں لگا تھا اور میں نے اُسی وقت نکال کر پھینک دیا تھا لیکن یہ خنجر ..."

اُس نے اپنا فقرہ پورا کرنے کی بجائے کھانسنا شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اُسے قے آگئی۔ سلمان اُس کے قریب بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد یحییٰ نے سنبھل کر کہا۔ "مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ آپ کی گھات میں بیٹھا ہوا ہے۔ میں یہی سمجھتا تھا کہ خوف کے باعث اُس میں بھاگنے کی سکت نہیں رہی۔ لیکن جب وہ کمان میں تیر چڑھانے لگا تو میں نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

وہ کہہ رہا تھا کہ تم دشمن کے ساتھ مل گئے ہو۔ تم نے ہمیں دھوکا دیا ہے۔ وہ مجھ سے طاقت ور نہیں تھا لیکن میں زخمی تھا۔ آپ نے جس آدمی کا پیچھا کیا تھا وہ بھاگ تو نہیں گیا؟"

"نہیں"

"اب صرف ہم میں سے ایک آدمی کہیں بھاگ گیا ہے لیکن وہ زخمی ہے اور مجھے یقین ہے وہ غرناطہ کی بجائے سیدھا اپنے گاؤں جائے گا۔ میں آپ کے ساتھ نہیں جا سکوں گا لیکن مجھے اُن لوگوں کے ساتھ دفن ہونا پسند نہیں۔"

"میں تمہیں یہاں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ اگر تم ذرا ہمت سے کام لو تو ہم بہت جلد کسی محفوظ جگہ پہنچ جائیں گے۔ میں ابھی تمہارے لئے گھوڑا لاتا ہوں۔" سلمان اُٹھ کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد اُس نے واپس آکر یحییٰ کو آواز دی "یحییٰ! اُٹھو میں تمہارے لئے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

گھوڑا لے آیا ہوں۔ تم اُٹھ سکو گے یا تمہاری مدد کروں؟"

لیکن یحییٰ نے اُسے کوئی جواب نہ دیا۔

"یحییٰ! یحییٰ!" وہ اضطراب کی حالت میں اپنے گھوڑے سے کود کر آگے بڑھا اور اُس کی نبضیں ٹٹولنے لگا لیکن اُس میں زندگی کے آثار نظر نہ آئے۔

وہ کچھ دیر سوچتا رہا اور پھر اُس نے لاش گھوڑے پر لاد دی اور دونوں گھوڑوں کی لگامیں پکڑ کر وہاں سے چل دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سڑک کے کنارے شکستہ مکان کے سامنے رکا اور لاش اندر لے گیا۔ پھر جلدی سے باہر نکل کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور ایک ہاتھ سے دوسرے گھوڑے کی لگام پکڑ کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اُس کا رُخ جنوب کی طرف تھا اور اُس کی پہلی منزل وُہی گاؤں تھا جہاں صبح کے وقت ایک کمسن بچّی نے اُسے کھانے کی دعوت دی تھی۔

اب بارش تھم چکی تھی اور چاند بھاگتے ہوئے بادلوں سے جھانک رہا تھا۔

بدریہ

سلمان نے گاؤں کے قریب رُک کر اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیا۔ پھر چند قدم آگے سڑک سے دائیں طرف ایک سُنسان گلی میں داخل ہُوا اور بائیں ہاتھ آخری مکان کے سامنے گھوڑے سے اُتر پڑا۔

گلی کے دوسرے مکانوں کی طرح یہ مکان بھی غیر آباد معلوم ہوتا تھا۔ باہر کی دیوار جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی تھی اور پھاٹک کا ایک کواڑ غائب تھا۔

چند ثانیے اِدھر اُدھر دیکھنے کے بعد وہ اندر داخل ہُوا۔ چھوٹے سے صحن کے آگے کوئی دروازہ کھُلا ہُوا تھا اور ہوا کے جھونکوں سے اُس کے شکستہ کواڑوں کی چرچراہٹ سنائی دے رہی تھی۔

سلمان نے چند لمحے سوچنے کے بعد احتیاطاً آواز دی۔ "کوئی ہے؟ کوئی ہے؟" اور پھر کوئی جواب نہ پاکر دونوں گھوڑے یکے بعد دیگرے برآمدے کے ستونوں کے ساتھ باندھ دیئے اور جلدی سے باہر نکل آیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ مسجد کے سامنے کُشادہ حویلی کے پھاٹک کے قریب رُکا۔ چند لمحے اِدھر اُدھر دیکھنے کے بعد دبے پاؤں چند قدم آگے بڑھا پھر ایک جگہ سے شکستہ دیوار پھاند کر اندر داخل ہو گیا۔ اُسے ایک چور کی طرح اس حویلی کے اندر داخل ہونا پسند نہ تھا لیکن اندرُونی مکان باہر کے پھاٹک سے اتنا دُور تھا کہ اگر وہ پُوری قوت سے چلّانے کی کوشش کرتا تو بھی اُس کی آواز وہاں تک نہ پہنچ سکتی اور اس بات کا زیادہ امکان

Scanned by iqbalmt

تھا کہ مجنوں کی بجائے بستی والے وہاں جمع ہو جاتے۔

باغ میں کوئی دو سو قدم چلنے کے بعد اُس نے ایک قلعہ نما عمارت کی بلند دیوار کے درمیان ایک دروازہ کھٹکھٹایا لیکن اُسے کوئی جواب نہ ملا۔ اُس نے دوبارہ دستک دی اور پھر چند ثانیے توقف کے بعد آوازیں دینے لگا:

"مسعود! مسعود!"

تھوڑی دیر بعد اندر سے ایک نسوانی آواز سُنائی دی۔ "آپ کون ہیں؟"

"آپ مسعود کو بُلائیں۔ وہ مجھے جانتا ہے۔"

"ٹھہریئے!"

سلمان کوئی پانچ منٹ انتظار کرتا رہا۔ پھر اچانک اُسے اپنے پیچھے کوئی آہٹ سُنائی دی اور ساتھ ہی کسی نے بارُعب آواز میں سوال کیا۔ "آپ کون ہیں؟"

سلمان نے مُڑ کر دیکھا۔ ایک آدمی درختوں سے نکلتا ہوا نظر آیا۔ اُس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔

"مسعود!" اُس نے کہا۔ "صبح ہماری مُلاقات ہو چکی ہے، مجھے افسوس ہے کہ میں نے تمہیں بے وقت تکلیف دی ہے۔ باہر کا پھاٹک بند تھا۔ اگر بند نہ بھی ہوتا تو بھی مجھے یہ اُمید نہ تھی کہ میری آواز اتنی دُور پہنچ جائے گی۔ پھر مجھے اس بات کا خطرہ بھی تھا کہ اگر میں نے شور مچایا تو گاؤں کے لوگ سڑک پر جمع ہو جائیں گے۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تم مکان سے باہر پہرہ دے رہے ہو تو میں گھر والوں کو بے آرام نہ کرتا۔ تم گھر کی مالکہ کو اطلاع دو میں حامد بن زہرہ کا ساتھی ہوں۔"

اندر سے آواز آئی۔ "تمہارا نام کیا ہے؟"

سلمان کے کانوں کو یہ آواز مانوس محسوس ہوئی اور اُس نے بلا تامل جواب دیا:

"میرا نام سلمان ہے۔"

Scanned by iqbalmt

اچانک دروازہ کھُلا اور ایک دراز قامت آدمی باہر نکل آیا۔ یہ ولید تھا۔ سلمان کو اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ اُس نے پوچھا۔ "سعید تمہارے ساتھ ہے؟"

"ہاں!"

"وہ زخمی ہے؟"

"ہاں! لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ زخمی ہے؟"

"مجھے بہت کچھ معلوم ہے لیکن یہ بات میرے علم میں نہ تھی کہ آپ اُسے یہاں لے آئے ہیں۔"

ولید کے مزید سوالات کے جواب میں سلمان نے مختصراً اپنی سرگزشت بیان کر دی۔ اختتام پر ولید چند ثانیے خاموشی سے اُس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اُس نے مسعود سے مخاطب ہو کر کہا:

"تم انہیں مہمان خانے میں لے جاؤ۔ اس کے بعد سڑک پر باہر کھڑے رہو اور عمر کے واپس آتے ہی مجھے اطلاع دو۔"

"تشریف لائیے!" مسعود نے سلمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

سلمان نے تذبذب کی حالت میں ولید کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا:

"سعید کی حالت کیسی ہے؟"

ولید نے جواب دیا۔ "سعید بے ہوش ہے اور اس وقت اُس کی مرہم پٹی ہو رہی ہے لیکن تشویش کی کوئی بات نہیں۔ انشاء اللہ وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ اندر چلا گیا اور سلمان مسعود کے ساتھ چل پڑا۔

وہ فصیل کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے دائیں طرف مڑنے اور دوسری طرف سے مکان کے مردانہ حصے میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک کشادہ کمرے میں چراغ جل رہا تھا اور بوڑھا نوکر جسے سلمان نے صبح کے وقت دیکھا تھا دروازے کے قریب برآمدے

Scanned by iqbalmt

میں کھڑا تھا۔ مسعود سلمان کو دروازے کے سامنے چھوڑ کر واپس چل دیا۔ سلمان نے بھیگی ہوئی قبا اور دستار اُتار کر بوڑھے کے سپرد کی اور کمرے کے اندر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

نوکر نے بھیگے ہوئے کپڑے نچوڑنے اور اُنہیں دیوار کے ساتھ کھونٹیوں پر لٹکا کے بعد آتشدان میں آگ جلائی اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ سلمان کو پہلی بار یہ احساس ہوا کہ اُس کا جسم سردی سے ٹھٹھر رہا ہے۔ اُس نے کرسی گھسیٹ کر آگ کے سامنے ہاتھ پھیلا دئیے۔

قریب قریب نصف گھنٹہ وہ ولید کا انتظار کرتا رہا۔ پھر اچانک اُسے صحن میں کسی کے بھاری قدموں کی آہٹ سُنائی دی اور وہ مُڑ کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ ولید کمرے میں داخل ہوا اور نڈھال سا ہو کر اُس کے قریب دوسری کرسی پر گر پڑا۔

سلمان نے مضطرب ہو کر سعید کے متعلق پوچھا تو اُس نے جواب دیا۔ "اب اُس کی حالت قدرے بہتر معلوم ہوتی ہے لیکن ابھی تک ہوش نہیں آیا۔"

وہ کچھ دیر خاموشی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر اچانک ولید کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے اور اُس نے سر جھکا دیا۔

سلمان نے کہا۔ "میرے بھائی! اب تمہیں صبر اور حوصلے سے کام لینا چاہیئے۔"

ولید نے بڑی مشکل سے سسکیاں ضبط کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے اب بھی یقین نہیں آتا کہ حامد بن زہرہ ہمیشہ کے لئے ہمارا ساتھ چھوڑ چکے ہیں۔ میں نے اُنہیں تیروں کی پہلی بوچھاڑ میں گھوڑے سے گرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس کے باوجود میں اپنے دل کو فریب دیتا رہا کہ شاید وہ زندہ ہوں اور ظالموں نے اُنہیں قتل کرنے کی بجائے گرفتار کر لیا ہو۔ لوگ تو اب یہی کہیں گے کہ میں اُنہیں موت کے دروازے پر چھوڑ کر بھاگ آیا ہوں لیکن خدا گواہ ہے کہ اگر میرے سامنے سعید کی جان بچانے کا سوال نہ ہوتا تو میں اپنی زندگی کے آخری سانس تک اُن کا ساتھ دیتا۔ مجھے مرتے دم تک یہ ندامت رہے گی کہ میں ایک نادان دوست تھا۔ اگر میں آپ کو اُن تک پہنچنے دیتا تو شاید اُن کی جان بچ جاتی۔"

سلمان نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "وہ اپنی منزل دیکھ چکے تھے اور اُن کا راستہ بدلنا ہمارے بس کی بات نہیں تھی۔ اب ہماری پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم سعید کی جان بچانے کی بھرپور کوشش کریں۔ اُس کے زخم زیادہ خطرناک تو نہیں؟"

ولید نے جواب دیا۔ "سرِدست اُس کے متعلق کوئی بات وثوق سے نہیں کہی جاسکتی۔"

سلمان نے کہا۔ "اگر آپ کسی اچھے طبیب کا پتہ دے سکتے ہیں تو میں غرناطہ جانے کے لئے تیار ہوں۔"

ولید نے جواب دیا۔ "اگر مجھے اطمینان ہوتا کہ حکومت کے جاسوس اس گھر تک اُس کا پیچھا نہیں کریں گے تو غرناطہ کے ہر اچھے طبیب کو یہاں بُلایا جاسکتا ہے لیکن آپ کو فکرمند نہیں ہونا چاہیئے۔ اس وقت اُس کی مرہم پٹی ہو رہی ہے۔ تھوڑی دیر تک آپ اُسے دیکھ سکیں گے۔"

سلمان نے کہا۔ "دوسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ اُس تیسرے آدمی کے بچ نکلنے کے امکانات کیا ہیں جس نے حملہ آوروں میں سے دو آدمی قتل کرنے اور باقی سارے گروہ کو اپنے پیچھے لگا لینے کے بعد آپ کو بچ نکلنے کا موقع دیا تھا۔ ایسے بہادر آدمی کو بچانا ہمارا اوّلین فرض ہے۔ اگر آپ کو یہ معلوم ہو کہ وہ کس طرف گیا ہے تو میں اُس کی مدد کے لئے تیار ہوں۔"

ولید نے جواب دیا۔ "اب وہ بہت دُور جا چکا ہوگا۔ اگر ہم کوشش کریں تو بھی اُس کی مدد کو نہیں پہنچ سکتے۔ لیکن آپ کو اس کی فکر نہیں کرنی چاہیے۔ اُس کا

Scanned by iqbalmt
Scanned by iqbalmt

گھوڑا اتنا تیز رفتار ہے کہ دشمن اُس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکیں گے۔ اگر حملہ آوروں کے دوسرے گروہ کو چکمہ دینے کے لئے ہمیں اپنے گھوڑوں سے محروم نہ ہونا پڑتا تو میں سعید کو یہاں پہنچاتے ہی اُس کی مدد کے لئے روانہ ہوجاتا۔ اس گھر میں صرف دو گھوڑے تھے لیکن وہ ایسی مہم کے قابل نہ تھے۔ میں نے سعید کے متعلق اطمینان ہوتے ہی گاؤں کے لوگوں کو جمع کیا تھا لیکن ایک آدمی کے سوا کسی کے پاس اچھا گھوڑا نہ تھا۔ اس لئے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ چار آدمیوں کو پل کی طرف بھیج کر یہ معلوم کیا جائے کہ غداروں نے زخمیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ امید ہے کہ وہ تھوڑی دیر تک واپس آجائیں گے۔"

سلمان نے کچھ سوچ کر سوال کیا۔ "یہ تیسرا آدمی کون تھا؟"

"معاف کیجئے اُس کے متعلق میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتا۔ ہمیں اُس کا نام ظاہر کرنے کی بھی اجازت نہیں۔ فی الحال آپ کے لئے اتنا جان لینا کافی ہے کہ وہ ایک اچھا سپاہی ہے۔"

"اس نے آپ کو پل کے قریب جانے سے روکا تھا؟"

"ہاں!"

"آپ کو یہ اطمینان ہے کہ سعید کے لئے یہ گھر محفوظ ہے؟"

ولید نے جواب دیا۔ "سر دست اُس کے لئے اس گھر سے بہتر کوئی اور جگہ نہیں اگر اُس کی حالت ذرا بہتر ہوتی تو میں اُسے غرناطہ پہنچانے کی کوشش کرتا۔ اب چند دن تک اُسے یہیں رہنا پڑے گا۔ یہ میری ماموں زاد بہن کا گھر ہے اور ایک زخمی کو اس وقت اُن سے بہتر تیماردار اور معالج نہیں مل سکتا۔ اُن کا خیال ہے کہ سعید ہوش میں آنے کے بعد بھی چند دن تک سفر کے قابل نہیں ہو سکے گا۔"

"اگر وہ بے ہوش ہے تو ہمیں سب سے پہلے کسی اچھے طبیب کا بندوبست کرنا چاہیئے۔"

ولید نے جواب دیا۔ "طبیب کے متعلق آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ میرے والد غرناطہ کے چند نامور طبیبوں میں سے ایک ہیں۔ اگر ضروری سمجھا گیا تو وہ یہاں پہنچ جائیں گے لیکن اس وقت حکومت کے جاسوس بہت چوکس ہیں۔ ہم یہ خطرہ مول نہیں لے سکتے کہ وہ گھر سے نکلیں اور قاتل اُن کا پیچھا کر رہے ہوں۔ بدریہ ــــ میری رشتے کی بہن اُن کی شاگرد ہیں اور عام طبیبوں سے زیادہ تجربہ کار ہیں۔ سعید کے بے ہوش ہوجانے کی وجہ یہ ہے کہ اُس کے جسم سے دو تیر نکالنے کے لئے بے ہوشی کی دوا دی گئی تھی۔"

سلمان نے کہا۔ "اور اب آپ اُس بدنصیب کی لاش کے دفن کرنے کا بھی بندوبست کریں جسے میں راستے میں چھوڑ آیا ہوں ــــ سڑک کے کنارے ایک شکستہ مکان تلاش کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ اُس کے قریب کافی پانی بہہ رہا ہے۔ یہ بہت ضروری ہے کہ اُس کو وہاں سے کہیں دور دفن کیا جائے۔"

ولید نے کہا۔ "آپ اس بات کی فکر نہ کریں۔ میں آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں۔"

"اب آپ سعید کا حال پوچھ آئیں۔ اگر اُس کی حالت تسلی بخش ہو تو میں بھی آپ کا ساتھ دوں گا۔"

مسعود کمرے میں داخل ہوا اور اس نے ولید سے مخاطب ہو کر کہا۔ "وہ واپس آ گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں پل کے آس پاس کوئی لاش نہیں ملی۔ عمر کہتا ہے کہ اگر آپ کو ضرورت ہو تو آپ میرا گھوڑا لے جائیں۔"

"نہیں، اب اُسے تکلیف دینے کی ضرورت نہیں لیکن تم اُنہیں روک لو اور عمر کو یہاں لے آؤ!"

مسعود واپس چلا گیا اور ولید نے سلمان سے مخاطب ہو کر کہا۔ "مجھے آپ سے بہت کچھ پوچھنا تھا لیکن موجودہ حالات میں میرا فوراً غرناطہ پہنچنا ضروری ہے

Scanned by iqbalmt

اب دوسرا گھوڑا میرے کام آسکے گا۔ لیکن فی الحال آپ غرناطہ نہیں جاسکیں گے۔"

سلمان نے کہا "لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں غرناطہ کی تازہ صورتِ حال معلوم کئے بغیر واپس چلا جاؤں؟"

"نہیں نہیں! ولید نے جواب دیا "آپ وہاں نہیں جاسکتے مجھے راستے میں سعید نے آپ کی سرگزشت سنائی تھی۔ وہ اس بات سے سخت مضطرب تھا کہ آپ غرناطہ پہنچ گئے ہیں اس لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ یہیں ٹھہریں۔ انشاء اللہ میں بہت جلد واپس آؤں گا اگر مجھے رُوپوش ہونا پڑا تو بھی آپ کو میرا پیغام ضرور مل جائے گا۔ سعید کی حفاظت کے لئے بھی آپ کا یہاں رہنا ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ کسی فوری خطرے کے پیشِ نظر اُسے یہاں سے نکالنے کے لئے آپ کی مدد کی ضرورت پیش آجائے۔ آپ کب تک یہاں ٹھہر سکتے ہیں؟"

سلمان نے جواب دیا۔ "آج سے چار دن بعد ایک جہاز ساحل کے قریب کسی جگہ میرا انتظار کرے گا۔ اگر میں معینہ وقت پر نہ پہنچ سکا تو جہاز واپس چلا جائے گا اور مجھے چند دن بعد کسی اور جگہ پہنچ کر اُس کا انتظار کرنا پڑے گا۔ اس طرح آئندہ دو ماہ تک میرے ساتھی مقررہ تاریخوں پر ساحل کے مختلف مقامات کا طواف کرتے رہیں گے۔ پھر اگر مجھے زیادہ مدت کے لئے رُکنا پڑا تو میں ساحلی علاقے میں ان لوگوں کو جانتا ہوں جن سے مجھے کوئی مدد مل سکتی ہے۔"

ولید نے کہا "عام حالات میں حامد بن زہرہ کی موت کے بعد ہمارے دشمن سعید کے متعلق زیادہ پریشان نہ ہوتے لیکن مجھے ڈر ہے کہ وہ حامد بن زہرہ کے ساتھیوں کو تلاش کرنے کے لئے سعید کو گرفتار کرنا ضروری سمجھیں گے اور اگر اُنہیں یہ شبہ ہے کہ باہر سے بھی اُن کا کوئی مددگار یہاں پہنچ چکا ہے تو سعید کو گرفتار کرنا اُن کے لئے زندگی اور موت کا سوال بن جائے گا۔ اس لئے آپ کو بہت محتاط رہنا چاہیئے۔"

مسعود، عمر کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ اُس کی عمر چالیس سال کے لگ بھگ معلوم ہوتی تھی۔ ولید نے سلمان کو حامد بن زہرہ کے ایک دوست کی حیثیت سے متعارف کراتے ہوئے لاش کو دفن کرنے کے متعلق ہدایات دیں اور مسعود کو گھوڑے لانے کے لئے کہا۔ اور پھر جب وہ واپس چلے گئے تو سلمان نے کہا:

"میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ غرناطہ میں اپنے حصّے کا کام اُدھورا چھوڑ آیا ہوں اور مجھے وہاں جانا پڑے گا۔ اگر آپ کی طرف سے کوئی پیغام نہ ملا تو ممکن ہے کہ میں اچانک وہاں پہنچ جاؤں۔ مجھے بہت زیادہ عقلمند ہونے کا دعویٰ نہیں۔ تاہم میں آپ کے ساتھیوں کو یہ مشورہ دوں گا کہ اُنہیں موجودہ حالات میں حامد بن زہرہ کے قتل کا سانحہ عوام کے سامنے نہیں لانا چاہیئے۔ اگر عوام مشتعل ہو گئے تو قوم کے غداروں سے یہ بعید نہیں کہ وہ اپنی جانیں بچانے کی خاطر دشمن کے لئے شہر کے دروازے کھول دیں۔ آپ کو اندرُونی غداروں اور بیرُونی دشمنوں کے ساتھ ٹکر لینے سے پہلے اتنا موقع ضرور ملنا چاہیئے کہ آپ کوہستانی قبائل کو اپنا ہمنوا بنا سکیں۔ اس کے بعد حامد بن زہرہ کے قاتلوں سے ہر وقت انتقام لیا جاسکتا ہے۔"

ولید نے کہا "آپ اطمینان رکھیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ دشمن ہماری ہر غلطی سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرے گا۔ اس وقت حکومت کو ایک ذہنی اُلجھن میں مبتلا رکھنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ ہم اپنی طرف سے کوئی بات ظاہر نہ ہونے دیں۔ میرے علاوہ صرف دو آدمی ایسے ہیں جنہیں اس المناک حادثے کا علم ہے۔ سعید زخمی ہے اور وہ غرناطہ نہیں جاسکتا۔ دوسرا آدمی کسی صورت مجھ سے پہلے غرناطہ نہیں پہنچ سکتا اور اگر وہ پہنچ گیا ہو تو بھی آپ اُسے انتہائی دُور اندیش پائیں گے۔ میں ان واقعات کا صرف چند انتہائی

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

قابلِ اعتماد آدمیوں سے ذکر کروں گا۔"

ایک عمر رسیدہ خادمہ نے دروازے سے اندر جھانکتے ہوئے کہا۔ "جناب! بدریہ کہتی ہیں کہ اب آپ مہمان کو لے کر اندر آئیں۔"

وہ اُٹھ کر کمرے سے باہر نکل آئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ سکونتی مکان کے ایک کشادہ کمرے میں داخل ہوئے۔ سعید آنکھیں بند کیے بستر پر بے حس و حرکت لیٹا ہوا تھا اور اُس کے چہرے پر سکون برس رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ گہری نیند سو رہا ہے۔ سلیمان نے آگے بڑھ کر اُس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔

اچانک ساتھ والے کمرے سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"آپ کچھ دیر زخمی سے کوئی بات نہیں کر سکیں گے۔ ابھی تک ان پر دوا کا اثر ہے۔"

سلیمان نے مڑ کر دیکھا اور اُس کی نگاہیں ایک سنجیدہ، حسین اور باوقار چہرے پر جم کر رہ گئیں۔

"بدریہ!" ولید نے اُس سے مخاطب ہو کر کہا۔ "یہ سلیمان ہیں اور جو واقعات انہوں نے بیان کیے ہیں ان سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ حامد بن زہرہ شہید ہو چکے ہیں اور قاتلوں نے اُن کے اور ہمارے باقی چار ساتھیوں کی لاشیں بھی نالے میں پھینک دی ہیں۔ اب میں فوراً غرناطہ جانا چاہتا ہوں اور یہ سعید کی حفاظت کے لیے آپ کے پاس رہیں گے۔ اگر آپ سعید کے متعلق کوئی تشویش محسوس کریں تو یہاں سے کسی کو اباجان کے پاس بھیج دیں۔"

بدریہ نے جواب دیا۔ "اگر قاتلوں کے تیر زہر آلود نہیں تھے تو انہیں تکلیف دینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی لیکن آپ گھر پہنچتے ہی چند ادویات بھیج دیں۔ آپ ایک منٹ ٹھہریں، میں ماموں جان کے نام ایک رقعہ لکھ دیتی ہوں۔ ممکن ہے کہ وہ کوئی بہتر

مشورہ دے سکیں۔"

ولید نے کہا۔ "میرا گھر جانا غرناطہ کے حالات پر منحصر ہے۔ ممکن ہے مجھے کچھ عرصہ کے لیے رُوپوش رہنا پڑے۔ بہر حال میں یہ کوشش کروں گا کہ آپ کا رقعہ اباجان کو مل جائے۔"

"میں ابھی آتی ہوں۔"

بدریہ جلدی سے برابر کے کمرے میں چلی گئی اور سلیمان نے ولید سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اگر ادویات بھیجنے کے لیے کوئی اور تسلی بخش انتظام نہ ہو سکے تو آپ جعفر کو تلاش کر کے یہاں بھیج دیں۔ آپ سیدھے سرائے میں جائیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ آپ کو وہاں مل جائے گا اور اگر وہ تیسرا آدمی جس نے سعید کی خاطر بھیڑیوں کا گروہ اپنے پیچھے لگا لیا تھا بخیریت واپس پہنچ جائے تو اُسے میرا سلام پہنچا دیں اور میری طرف سے یہ پیغام دیں کہ اگر مجھے دوبارہ غرناطہ آنے کا موقع ملا تو میری سب سے بڑی تمنا یہ ہوگی کہ اُسے ایک نظر دیکھ لوں۔"

ولید نے جواب دیا۔ "مجھے یقین ہے کہ جب میں اُن سے آپ کا ذکر کروں گا تو وہ بھی آپ کو دیکھنے کے لیے کم بے چین نہیں ہوں گے۔ دوبارہ جنگ شروع ہو جانے کی صورت میں ہماری اولین ضرورت یہ ہوگی کہ ہم اہلِ بربر اور ترکوں سے رابطہ پیدا کرنے کے لیے فوج کے کسی تجربہ کار افسر کو اُن کے پاس بھیجیں اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ وہ جسے آپ تیسرا آدمی کہتے ہیں اس کام کے لیے انتہائی موزوں ہوگا۔ اس لیے یہ امکان سے بعید نہیں کہ وہ کسی وقت اچانک یہاں پہنچ جائے اور آپ سے یہ کہے کہ میں تمہارے ساتھ چل رہا ہوں۔"

"میں ایسے آدمی کی رفاقت میں سفر کرنا اپنے لیے باعثِ سعادت سمجھوں گا۔"

بدریہ برابر کے کمرے سے نکلی اور اُس نے ایک کاغذ ولید کے ہاتھ میں تھما دیا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

ولید نے جلدی سے سلمان سے مصافحہ کرتے ہوئے خدا حافظ کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

بدریہ نے کرسی گھسیٹ کر آتش دان کے سامنے کرتے ہوئے کہا "معاف کیجئے! مجھے یہ خیال نہیں آیا کہ آپ بارش میں بھیگ کر آئے ہیں۔ یہاں تشریف رکھیں میں آپ کے لئے خشک کپڑوں کا بندوبست کرتی ہوں۔"

سلمان نے آگ کے سامنے سرکتے ہوئے کہا "نہیں آپ تشریف رکھیں اب مجھے سردی محسوس نہیں ہوتی اور میرا لباس بھی بہت جلد خشک ہو جائے گا۔"

بدریہ نے سعید کے بستر کے قریب جا کر اُس کی نبض دیکھی اور پھر سلمان سے دو قدم دُور ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا:

"ولید کہتا تھا کہ آپ ترکوں کے بحری بیڑے سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں آپ سے حامد بن زہرہ کی قید اور رہائی کے واقعات سُننا چاہتی ہوں۔ کیا اُنہیں اندلس سے روانہ ہوتے ہی گرفتار کر لیا گیا تھا؟"

"نہیں وہ مراکش کے ساحل تک پہنچ گئے تھے۔ وہاں سے ایک بربر جہاز راں نے اُنہیں قسطنطنیہ پہنچانے کا ذمہ لیا تھا لیکن راستے میں مالٹا کے دو جنگی جہازوں نے اُن پر حملہ کر دیا تھا اور جن مسافروں نے جلتے ہوئے جہاز سے کُود کر اپنی جانیں بچانے کی کوشش کی تھی اُنہیں گرفتار کر کے مالٹا لے گئے تھے۔ چند ہفتے حامد بن زہرہ کے متعلق اُنہیں کچھ معلوم نہ ہو سکا لیکن بعد کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُندلس میں اُن کے دشمن غافل نہ تھے۔ ایک دن قیدیوں کو فرڈیننڈ کے سفیر کے سامنے پیش کیا اور چند گھنٹے بعد حامد بن زہرہ مالٹا کے قید خانے سے ہسپانیہ کے ایک جنگی جہاز پر منتقل ہو چکے تھے۔ انہی دنوں ترکوں کے دو جہاز ٹیونس اور صقلیہ کے درمیان گشت کر رہے تھے۔ اُنہوں نے ایک شام ہسپانیہ کے جہاز کی پہلی جھلک دیکھی اور

اگلی صبح کے دُھندلکے میں وہ دو طرفہ گولہ باری کی زد میں تھا۔ پہلے گولے نے مستول کے پرخچے اُڑا دئے اور بادبان نیچے ڈھیر ہو گئے۔ دشمن کے لئے جہاز کے ساتھ غرق ہونے یا ہتھیار ڈال دینے کے سوا کوئی اور راستہ نہ تھا۔ چنانچہ چند منٹ کے اندر اندر وہ سفید جھنڈا بلند کر رہے تھے۔ آپ کو تفصیلات بتانے کی ضرورت نہیں۔ حامد بن زہرہ کو شدید بخار کی حالت میں دوسرے جہاز پر منتقل کیا گیا۔ اُنہیں دو دن تک بالکل ہوش نہ تھا۔

تیسرے دن اُنہوں نے ہوش میں آتے ہی جو پہلا سوال کیا وہ غرناطہ کے متعلق تھا اور جب کسی نے متارکہ جنگ کے معاہدے کا ذکر کیا تو وہ چلا اُٹھے "نہیں نہیں تم غلط کہتے ہو۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ تم موسیٰ بن ابی غسان کو نہیں جانتے۔ اس کے بعد وہ دوبارہ بے ہوش ہو چکے تھے۔

اگلے دن ہوش میں آتے ہی اُن کا پہلا مطالبہ یہ تھا کہ ہسپانوی جہاز کے کپتان کی تلوار اُسے واپس کر دی جائے اور اُسے یہ اطمینان دلایا جائے کہ اُس کے ساتھ ایک شریف دشمن کا سا سلوک کیا جائے گا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ جب اُن پر حملہ ہوا تھا تو جہاز کے دوسرے افسروں کی متفقہ رائے یہ تھی کہ حامد بن زہرہ کو فی الفور موت کے گھاٹ اُتار دیا جائے لیکن کپتان نے سختی سے اس تجویز کی مخالفت کی تھی۔

بدریہ نے سوال کیا "آپ اس دوران میں حامد بن زہرہ کے ساتھ تھے؟"

"جی نہیں، ہماری رفاقت لڑائی کے بعد شروع ہوئی تھی۔ میں اُس جہاز کا کپتان تھا جس نے ہسپانوی جہاز پر پہلا گولہ چلایا تھا۔ حامد بن زہرہ کو دشمن کی قید سے آزاد ہونے کے بعد میرے جہاز پر منتقل کیا گیا تھا۔ ہمارے جنگی بیڑے کا ایک حصہ یُونان سے افریقہ کے ساحل کی طرف منتقل ہو رہا تھا اور امیر البحر کمال رئیس طرابلس کے قریب لنگر انداز تھے۔ غرناطہ کے حالات کے متعلق حامد بن زہرہ کا اضطراب دیکھ کر ہم نے اُنہیں کسی تاخیر کے بغیر امیر البحر کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت محسوس

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

کی۔"

امیر البحر نے بڑی گرمجوشی سے اُن کا استقبال کیا اور یہ مشورہ دیا کہ آپ کسی تاخیر کے بغیر واپس چلے جائیں اور غرناطہ کو دشمن کے قبضے سے بچانے کی کوشش کریں۔ اگر اہلِ غرناطہ نے ہتھیار ڈال دئیے تو آپ کا سلطان کے پاس جانا بے سود ہوگا۔ ہم اُسی صورت میں اُندلس کی کوئی مدد کر سکیں گے جب کہ آپ کا اندرونی حصار قائم ہو۔

حامد بن زہرہ کو مطمئن کرنے کے لئے امیر البحر نے یہ وعدہ کیا کہ وہ بذاتِ خود سلطان کے سامنے غرناطہ کی اعانت کا مسئلہ پیش کریں گے۔

پھر انہیں اُندلس پہنچانے کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی۔ ساحلِ بربر سے چند جہاز ران جو ترکی بیڑے کے حلیف ہیں امیر البحر سے ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے اُنہوں نے میرے جہاز کی حفاظت کا ذمہ لیا اور اپنے دو جہاز میرے ساتھ روانہ کر دئیے۔

اُندلس کے ساحلی علاقے سے چند میل دُور دشمن کے دو جہاز گشت کر رہے تھے۔ اُنہوں نے ہمارا تعاقب شروع کر دیا۔ سورج غروب ہونے میں دو گھنٹے باقی تھے ہم نے تصادم سے بچنے کے لئے اپنے جہازوں کا رُخ ساحل کی بجائے مغرب کی سمت پھیر دیا۔ اور شام تک اُن کے آگے بھاگتے رہے۔ اس کے بعد میں نے تاریکی سے فائدہ اُٹھایا اور اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کے بعد اپنا جہاز ساحل کی دو چٹانوں کے درمیان ایک تنگ خلیج کے اندر لے گیا۔

ہمارا ایک جہاز ساحل سے کچھ دُور رُک گیا اور دوسرے جہاز نے دو میل آگے جا کر ایک ساحلی چوکی پر گولہ باری شروع کر دی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن کے جہاز جو شاید عام حالات میں زیادہ احتیاط سے کام لیتے پوری رفتار سے آگے بڑھے اور تھوڑی دیر بعد ایک جہاز خلیج کے عین سامنے میرے جہاز کی توپوں کی زد میں آچکا تھا۔ پھر آن کی آن میں اُس کے تختے ہوا میں اُڑ رہے تھے۔ اُس کے پیچھے آنے والے جہاز نے کھلے

سمندر کی طرف فرار ہونے کی کوشش کی لیکن وہ بھی اپنا راستہ تبدیل کرتے ہی ہمارے دوسرے جہاز کی گولہ باری کا سامنا کر رہا تھا۔

پھر میں نے بھی خلیج سے باہر نکل کر اُس پر حملہ کر دیا اور وہ چند منٹ سے زیادہ دو طرفہ گولہ باری کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ اس کے بعد آس پاس کوئی جگہ حامد بن زہرہ کو اُتارنے کے لئے محفوظ نہ تھی۔

ہم نے کچھ دیر ساحل سے ذرا دُور ہٹ کر تیسرے جہاز کا انتظار کیا اور اس کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ اُنہیں مشرق کی سمت اُسی جگہ اُتارا جائے جو ہم نے پہلے منتخب کی تھی۔ مجھے امیر البحر نے یہ حکم دیا تھا کہ میں حامد بن زہرہ کی حفاظت کا تسلی بخش انتظام کئے بغیر واپس نہ آؤں اور اگر ضرورت پڑے تو آخری منزل تک اُن کا ساتھ دُوں حامد بن زہرہ کو پہاڑی علاقے میں جس بستی کے لوگوں سے اعانت کی توقع تھی وہ ساحل سے پانچ میل دُور تھی۔ اگر دشمن کے جہازوں سے تصادم نہ ہوتا تو میں راتوں رات انہیں وہاں پہنچا کر واپس ہو سکتا تھا اور میرے ساتھی میرا انتظار کر سکتے تھے۔ لیکن اب یہ ممکن نہ تھا۔ صبح ہونے والی تھی اور ہمارے جہاز دن کے وقت ساحل کے قریب تصادم کا خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے۔

چنانچہ میں نے اپنے ساتھیوں سے رخصت لی اور اپنے نائب کو حکم دیا کہ وہ بھی اپنا جہاز واپس لے جائے۔ حامد بن زہرہ ابھی پیدل چلنے کے قابل نہیں ہوئے تھے اور پہاڑ کے دامن میں ایک کٹھن راستے پر مجھے بار بار اُن کو سہارا دینے کی ضرورت پیش آتی تھی۔ طلوعِ سحر کے وقت ہمیں ایک تنگ وادی میں خانہ بدوشوں کی چند جھونپڑیاں دکھائی دیں۔ میں نے وہاں پہنچ کر حامد بن زہرہ کی سواری کے لئے ایک گھوڑا خرید لیا پھر ہم بربر چرواہوں اور کسانوں کی بستی میں پہنچ گئے۔

بستی کا سردار غرناطہ میں حامد بن زہرہ کا شاگرد رہ چکا تھا۔ اُس نے بڑے تپاک

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

سے ہمارا خیر مقدم کیا۔ وہ ہمیں اپنے پاس ٹھہرانے پر مُصر تھا لیکن حامد بن زہرہ ایک لمحہ ضائع کرنے کے لئے بھی تیار نہ تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم کھانا کھاتے ہی یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ اس لئے آپ میرے ساتھی کے لئے ایک گھوڑے کا انتظام کر دیں۔

ہمارے میزبان نے مجھے ایک بہترین گھوڑا پیش کرتے ہوئے کہا کہ اسے میری طرف سے تحفہ سمجھ کر قبول فرمائیے۔ اس کے بعد باقی سفر کے دوران ہمیں کوئی دقت پیش نہ آئی۔

دو دن بعد حامد بن زہرہ کو اُن کے گھر پہنچانے کے بعد میری ذمہ داری ختم ہو چکی تھی لیکن اُنہوں نے اچانک غرناطہ جانے کا فیصلہ کیا اور مجھے یہ حکم دیا کہ میں اُن کی واپسی کا انتظار کروں۔ پھر ایسے حالات پیش آئے کہ مجھے بھی اُن کے پیچھے غرناطہ جانا پڑا۔"

بدریہ نے کچھ سوچ کر کہا۔ "اگر غداروں کو یہ معلوم ہو گیا کہ حامد بن زہرہ کا ایک ساتھی ترکوں کے بحری بیڑے سے تعلق رکھتا ہے تو وہ بلا تاخیر دشمن کو خبردار کرنے کی کوشش کریں گے اور پھر آپ کے لئے ساحل کی طرف واپس جانے کا کوئی راستہ محفوظ نہیں رہے گا۔ اگر آپ سعید کی وجہ سے رُک گئے ہیں تو میں یہ کہوں گی کہ آپ کو ایک لمحہ کے لئے بھی یہاں نہیں ٹھہرنا چاہیئے۔"

سلمان نے جواب دیا۔ "مجھے معلوم ہے کہ موجودہ حالات میں سعید کی کوئی مدد نہیں کر سکتا لیکن اب واپس جانے سے پہلے میرے لئے غرناطہ کے تازہ حالات معلوم کرنے ضروری ہیں۔ اگر کل تک ولید کی طرف سے کوئی اطلاع نہ آئی تو مجھے بذاتِ خود وہاں جانے کا خطرہ مول لینا پڑے گا۔ حامد بن زہرہ نے مجھے اس لئے روکا تھا کہ شاید غرناطہ میں اپنے احباب سے مشورہ کرنے کے بعد اُنہیں ہمارے امیر البحر کو کوئی پیغام بھیجنے کی ضرورت پیش آجائے۔"

بدریہ پورے انہماک سے سلمان کی باتیں سُن رہی تھی اور سلمان کو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اُس کے دل کا بوجھ ہلکا ہوتا جا رہا ہے۔ تھوڑی دیر قبل جب وہ اس کمرے میں داخل ہوا تھا تو اُس نے صرف ایک ثانیہ کے لئے بدریہ کی طرف دیکھا تھا اور اس کے بعد اُس کی یہ حالت تھی کہ کبھی بے خیالی کے عالم میں بھی وہ اس کی طرف متوجہ ہوتا تو اُس کی نگاہیں حیا اور وقارِ حُسن کے احساس سے جُھک جاتیں۔ معاً اُسے خیال آیا کہ وہ ضرورت سے زیادہ باتیں کر رہا ہے اور وہ خاموش ہو گیا۔

بدریہ نے چند ثانیے توقف کے بعد کہا۔ "مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ میرے ہم وطن ہیں۔ باہر کا کوئی آدمی اُندلس کے ساحلی علاقوں سے اس قدر واقف نہیں ہو سکتا۔"

سلمان نے جواب دیا۔ "میں المریہ کے ایک عرب گھرانے میں پیدا ہوا تھا اور والدہ ایک بربر قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں لیکن یہ ایک طویل داستان ہے۔"

"اگر آپ تھک نہ گئے ہوں تو میں وہ طویل داستان سُننا چاہتی ہوں۔"

بدریہ کے اصرار پر سلمان نے اپنی سرگزشت شروع کر دی:

"جہاز رانی اور تجارت ہمارا خاندانی پیشہ تھا۔ میرے والد کے چار ذاتی جہاز تھے۔ اُنہوں نے المریہ اور مالقہ کے علاوہ مراکش اور الجزائر میں بھی تجارتی مراکز قائم کر رکھے تھے اور اکثر گھر سے باہر رہتے تھے۔ جب میری عمر چھ سال کی ہوئی تو والدہ اُن کی غیر حاضری میں فوت ہو گئیں۔ میرے نانا مجھے اپنے پاس لے آئے۔ دو ماہ بعد ابا جان واپس آئے اور مجھے اپنے ساتھ مالقہ لے آئے۔ وہاں میں نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اُن کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ میں ایک اچھا جہاز ران بنوں اور مجھے عملی تربیت دینے کے لئے کبھی کبھی اپنے ساتھ بھی لے جایا کرتے تھے۔ دو سال بعد وہ ایک لمبے سفر پر گئے تو

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

میں اُن کی غیر حاضری میں بحال ہوگیا۔ واپس آکر اُنہوں نے مجھے مستقل طور پر اپنے ساتھ رکھنے کا فیصلہ کیا۔ اِس کے بعد میرا گھر اُن کا جہاز تھا۔ میری تعلیم کے لئے اُنہوں نے ایک ایسا اتالیق مقرر کر دیا تھا جو ہر سفر میں ہمارے ساتھ رہتا تھا۔ کوئی ڈیڑھ سال کے عرصہ میں یمن المریہ اور مالقہ کے درمیان کئی بار چکر لگا چکا تھا۔ جب ترکوں نے اطالیہ پر حملے شروع کئے تھے تو کئی اور بربر جہاز رانوں کی طرح ابا جان نے بھی رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کر دی تھیں۔ اس مرتبہ وہ مجھے گھر چھوڑ گئے تھے۔ چند ماہ بعد وہ واپس آئے تو سلطان ابوالحسن نے اُنہیں مالقہ کی بحری درس گاہ کا ناظم مقرر کر دیا۔ میں ایک سال اور اُن کے ساتھ رہا۔ اِس کے بعد اُنہوں نے مجھے جہاز رانی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے قسطنطنیہ بھیج دیا۔ جنگ کے ایام میں مجھے یہ اطلاع ملی کہ وہ نائب امیر البحر بنا دیئے گئے ہیں۔"

"اچھا تو آپ نائب امیر البحر ابراہیم کے بیٹے ہیں؟" بدریہ نے سوال کیا۔

"ہاں! جنگ کے دوران مجھے ماموں جان کی طرف سے یہ اطلاع ملی تھی کہ میرے نانا فوت ہو چکے ہیں اور اُن کا خاندان ہجرت کر کے الجیریا پہنچ چکا ہے۔ چھ ماہ بعد اُن کا دوسرا پیغام یہ تھا کہ ابا جان ایک بحری جنگ میں شہید ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد اندلس سے میرا رشتہ کٹ چکا تھا۔

کمال رئیس جو اب بحیرہ روم میں ترکی بیڑے کے امیر بن چکے ہیں، میرے والد کو اُس زمانے سے جانتے تھے جب اُنہوں نے اوٹرانٹو کی جنگ میں حصّہ لیا تھا۔ وہ جب کبھی قسطنطنیہ آتے تھے تو میرا حال ضرور پوچھتے تھے۔ ابا جان کی موت کے بعد اُنہوں نے مجھے اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ جب میں فارغ التحصیل ہوا تو اُنہوں

لہ اطالیہ کا ایک اہم بحری اڈہ جس پر ترکوں نے قبضہ کیا تھا۔

نے مجھے اپنے ذاتی عملے میں شامل کر لیا۔ دو سال بعد مجھے ایک جنگی جہاز کی کمان مل گئی۔"

سلمان یہاں تک کہہ کر خاموش ہوگیا۔ بدریہ کے ذہن میں کئی سوال اُبھر چکے تھے۔

اچانک سعید نے اُنہیں اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ وہ بے ہوشی کی حالت میں کراہنے کے بعد آہستہ آہستہ عاتکہ کو آوازیں دے رہا تھا۔ وہ دونوں جلدی سے اُٹھ کر بستر کی طرف بڑھے اور بدریہ سعید کی نبض پر ہاتھ رکھ کر سلمان کی طرف دیکھنے لگی۔ سعید بےچینی کی حالت میں چند بار کروٹ بدلنے کے بعد اچانک خاموش ہوگیا۔ بدریہ اُس کے چہرے سے پسینہ پونچھنے کے بعد سلمان سے مخاطب ہوئی:

"اِنہیں کافی دیر ہوش نہیں آئے گا۔ اگر آپ تھوڑی دیر یہاں بیٹھنا پسند کریں تو میں آپ سے اور بہت کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔"

سلمان نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں سعید کے ہوش میں آنے تک یہاں سے ہلنا بھی پسند نہیں کروں گا۔"

بدریہ و سلمان دوبارہ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے اور بدریہ نے کہا: "ولید کہتا تھا آپ حامد بن زہرہ کو غداروں کی سازش سے خبردار کرنے کے لئے غرناطہ پہنچے تھے لیکن آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا تھا کہ اُن کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے؟"

سلمان نے جواب دیا "سعید کے گاؤں کی ایک لڑکی ہے۔ وہ صبح ہوتے ہی اُس کے گھر آئی تھی اور اُس نے مجھے یہ بتایا تھا کہ قوم کے غدار حامد بن زہرہ کو تلاش کر رہے ہیں۔ یہ ایک المیہ تھا کہ ولید اور اُس کے ساتھیوں کی مداخلت کے باعث میں حامد بن زہرہ تک رسائی حاصل نہ کر سکا۔ اُنہوں نے مجھے ایک کمرے میں بند کر دیا تھا۔"

بدریہ نے پوچھا "گاؤں کی ایک لڑکی کو کیسے معلوم ہوگیا تھا کہ غدار اُنہیں تلاش کر رہے ہیں؟ آپ کو معلوم ہے وہ کون تھی؟"

Scanned by iqbalmt

"اُس کا نام عاتکہ ہے اور اُس نے یہ خدشہ ظاہر کیا تھا کہ اُس کا چچا غداروں کے ساتھ شامل ہو چکا ہے۔"

بدریہ کے مزید استفسار پر سلمان کو اپنی داستان کا باقی حصہ سُنانا پڑا۔ اختتام پر بدریہ نے کہا۔ "سعید بے ہوشی کی حالت میں عاتکہ کو بھی دو مرتبہ آوازیں دے چکا ہے اگر صبح تک اُس کی حالت یہی رہی تو ہو سکتا ہے کہ اُس کو یہاں بُلانے کی ضرورت پیش آ جائے۔ لیکن اگر اُس کا چچا غداروں کے ساتھ مل چکا ہے تو اُس کے لئے گھر سے نکلنا آسان نہ ہوگا۔"

سلمان نے کہا۔ "اگر سعید کی موجودہ حالت کے پیشِ نظر آپ اُسے یہاں بُلانے کی ضرورت محسوس کرتی ہیں تو ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ ایک یا دو دن بعد آس پاس کے سارے علاقے میں حکومت کے جاسوس پھیل جائیں گے۔"

"حکومت کے جاسوس اس گھر میں قدم رکھنے کی جُرأت نہیں کر سکتے اور اُنہیں یہ معلوم بھی نہیں ہو سکتا کہ سعید زخمی ہے۔ ولید کے فوراً غرناطہ جانے کا مقصد بھی یہی ہے کہ غداروں کی توجہ اس علاقے کی بجائے غرناطہ کی طرف مبذول رکھی جائے۔"

سلمان نے کہا۔ "اگر آپ اجازت دیں تو میں ابھی وہاں جانے کے لئے تیار ہوں"

"نہیں، اِس وقت آپ نہیں جا سکتے۔ ممکن ہے کہ صبح تک زخمی کی حالت بہتر ہو جائے اور ہم اُس لڑکی کو پریشان کرنے کی بجائے کوئی تسلی بخش پیغام دے سکیں۔"

وہ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر بدریہ نے کہا۔ "کل میری بیٹی بہت خوش تھی۔ اُس نے آپ کو دیکھتے ہی مجھے یہ پیغام دیا تھا کہ ایک مجاہد غرناطہ گیا ہے اور واپسی پر ہمارے ہاں مہمان ہوگا۔ وہ آپ کی آمد سے قبل سو گئی تھی۔ ورنہ صبح تک آپ سے باتیں کرتی۔"

"اسماء میری میزبانی پر مُصر تھی اور میں نے محض اُس کی دلجوئی کے لئے جو وعدہ کیا تھا وہ اب ایسے حالات میں پورا کر رہا ہوں جو مجھے بھیانک سپنے محسوس ہوتے ہیں۔"

Scanned by iqbalmt

بدریہ نے کہا۔ "آپ کو معلوم ہے کہ میں سعید کی طرح آپ کے متعلق بھی سخت فکرمند ہوں۔ اگر غداروں کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو گیا کہ کوئی بربر یا ترک حامد بن زہرہ کے ساتھ ہے تو وہ آپ کو گرفتار کر کے دُشمن کے حوالے کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔ اگر جانے سے پہلے غرناطہ کے بعض راہنماؤں سے آپ کی مُلاقات ضروری نہ ہوتی تو میں یہ مشورہ دیتی کہ آپ کو اسی وقت روانہ ہو جانا چاہیئے۔ اب اس گھر میں بھی کسی کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہیئے کہ آپ کا ترکوں کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔ اگر کوئی پوچھے تو آپ اُسے یہ کہہ کر ٹال دیں کہ آپ اندلس سے آئے ہیں اور میرے شوہر کے عم زاد ہیں۔ میرے شوہر کا نام عبدالجبار تھا۔"

سلمان نے کہا۔ "جب میں قسطنطنیہ کی بحری درسگاہ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا تو میں اکثر اس قسم کے خواب دیکھا کرتا تھا کہ میں ایک جنگی جہاز کا کپتان ہوں اور اندلس کے ساحل پر دشمن کے کسی قلعے پر گولہ باری کر رہا ہوں لیکن اب مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قدرت نے اچانک مجھے ایک ایسے راستے پر ڈال دیا ہے جو میرے لیے بالکل نیا ہے۔ میں ایسے کام کے لئے موزوں نہیں تھا اس کے لیے زیادہ ہوشیار آدمی کی ضرورت تھی۔ بہرحال میں یہ کوشش کروں گا کہ میرے یہاں ٹھہرنے سے اگر غرناطہ کے حُریت پسندوں کو کوئی فائدہ نہ ہو تو اُنہیں کوئی نقصان بھی نہ پہنچے۔"

بدریہ نے کہا۔ "آپ کی آمد سے تھوڑی دیر قبل ولید یہ کہہ رہا تھا کہ حامد بن زہرہ کا خون بہانے والوں نے ہم پر اللہ کی رحمت کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ غرناطہ میں اُن کی تقریر اس قوم کے ضمیر کی آخری چیخ تھی جو برسوں سے ہلاکت اور تباہی کے طوفانوں کو آواز دے رہی تھی۔ اب ہمیں سلامتی کا راستہ کون دکھائے گا۔ پھر جب اُس نے یہ بتایا کہ آپ ترکوں کی بحری فوج سے تعلق رکھتے ہیں تو میں نے اچانک محسوس کیا ہم تنہا نہیں ہیں۔ میں اہلِ غرناطہ کے متعلق مایوس ہو سکتی ہوں لیکن مجھے ترکوں سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔

Scanned by iqbalmt

میں محمد فاتح کے جانشین کا دامن پکڑ کر کہہ سکتی ہوں کہ اب میری عزت اور آزادی کے محافظ تم ہو۔ اب اگر آپ کو ترکی کے امیر البحر نے بھیجا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ ہمارے حال سے غافل نہیں ہیں۔"

سلمان نے کہا۔ "کاش مجھے ترکوں کی طرف سے کوئی اعلان کرنے کا اختیار ہوتا۔ امیر البحر کمال رئیس کو یہ تشویش تھی کہ کہیں متارکہ جنگ کا معاہدہ، ہتھیار ڈال دینے کا پیش خیمہ نہ ہو اور انہیں اس بات کی امید تھی کہ اگر حامد بن زہرہ اُن کے حوصلے جگا سکے تو ترک اُن کی جنگ کو خاموش تماشائی کی حیثیت سے نہیں دیکھیں گے۔ اب ہمیں یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اہلِ غرناطہ قبل از وقت خودکشی کا فیصلہ نہ کر لیں۔ آپ دعا کریں کہ حامد بن زہرہ نے عوام کے دلوں میں جو جذبات بھڑکائے ہیں وہ سرد نہ ہو جائیں۔"

بدریہ کے چہرے پر اچانک اداسی چھا گئی۔ اُس نے کہا۔ "جب قوم کے اکابر نفاق اور گراہی کا راستہ اختیار کر لیں اور جب فاسق اور فاجر لوگ قوم کی قسمت کے امین بن جائیں تو عوام کیا کر سکتے ہیں! مجھے اُن کے متعلق بھی کوئی خوش فہمی نہیں رہی۔ وہ حامد بن زہرہ کے گرد اس لئے جمع نہیں ہوئے تھے کہ اُن کے سینے زندگی کے حوصلوں اور آزادی کے ولولوں سے لبریز تھے بلکہ بھیڑوں کے گلّے کو موت کے خوف نے تھوڑی دیر کے لئے اُن کے گرد جمع کر دیا تھا۔ اب جب وہ یہ سنیں گے کہ آزادی کی راہ میں خون کے چراغ جلانے کی دعوت دینے والا دوبارہ اُن کے پاس نہیں آئے گا تو اُن میں سے اکثر اپنے دل میں یہ اطمینان محسوس کریں گے کہ وہ مزید قربانیوں سے بچ گئے ہیں۔ میں آپ کو مایوس نہیں کرنا چاہتی لیکن کاش اہلِ غرناطہ کے متعلق میں آپ کو کوئی بہتر رائے دے سکتی۔ میں نے سولہ سال کی عمر میں غرناطہ کی جنگِ آزادی میں حصہ لینا شروع کیا تھا۔ میں کئی معرکوں میں زخمی ہونے والوں کی مرہم پٹی کر چکی ہوں۔ میں اُن مجاہدوں کو دیکھ چکی ہوں جن کا عزم و یقین فتح و نصرت کا ضامن سمجھا جاتا تھا۔ جن کی آواز سن کر بکریوں میں

Scanned by iqbalmt

شیروں کے حوصلے پیدا ہو جایا کرتے تھے۔ میرا اپنا رفیقِ حیات اُن میں سے ایک تھا۔ وہ اس گاؤں کا رئیس تھا اور موسیٰ بن ابی غسان کے دوش بدوش کئی معرکوں میں حصہ لے چکا تھا۔ اُس کے جسم پر پرانے زخموں کے گیارہ نشان موجود تھے۔ وہ اُن ہزاروں مجاہدوں سے ایک تھا جن کے نام سے دشمن کے دل دہل جاتے تھے۔ اگر اُس وقت کوئی یہ کہتا کہ ان غیور اور بہادر انسانوں کے ایثار و خلوص اور عزم و ہمت کے باوجود کسی دن ہماری عظیم ترین فتوحات، بدترین شکستوں میں بدل جائیں گی تو میں اور میری طرح اندلس کی ہر بیٹی اُس کا منہ نوچنے کے لئے تیار ہو جاتی۔ لیکن ہمارے لئے اندرونی غدار، نااہل حکمران اور سازشی اُمرا، بیرونی دشمنوں سے زیادہ خطرناک ثابت ہوئے اور آج یہ حالت ہے کہ قوم کا بااثر طبقہ غلامی کا درس دینے والوں کی بجائے جہاد کا راستہ دکھانے والوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ حامد بن زہرہ کے قتل کی خبر مشہور ہوتے ہی عوام کے حوصلے ٹوٹ جائیں گے اور ملت کے غدار اس بات پر خوشیاں منائیں گے کہ انہیں جنگ کے مصائب سے ہمیشہ کے لئے نجات مل گئی ہے۔ انہوں نے دشمن سے وطن کی آزادی کا سودا کر کے اپنی جائدادیں، اپنے باغات اور اپنے کھیت بچا لئے ہیں۔ وہ حامد بن زہرہ کے متعلق لوگوں کو یہ سمجھائیں گے کہ وہ ایک شر پسند اور باغی تھا اور اپنی انا کی تسکین کے لئے قوم کو تباہی کے راستے پر ڈالنا چاہتا تھا۔"

سلمان نے کہا۔ "مجھے آپ کے نوکروں سے یہ معلوم ہوا تھا کہ آپ صرف چند دن قبل اپنے اُجڑے ہوئے گھر میں واپس آئی ہیں۔ کیا ایسے غیر یقینی حالات میں یہ بہتر نہ تھا کہ آپ یہاں سے دور رہتیں؟"

بدریہ نے جواب دیا۔ "میں اُس وقت یہاں سے گئی تھی جبکہ عورتوں اور بچوں کا یہاں ٹھہرنا ناممکن ہو گیا تھا۔ اگر صرف اپنی جان بچانے کا مسئلہ ہوتا تو میں ہر صورت میں اپنے شوہر کے ساتھ رہتی لیکن اس گھر میں چالیس سے زیادہ زخمی اور بیمار پڑے ہوئے

Scanned by iqbalmt

تھے۔ غرناطہ میں قحط پڑا ہوا تھا اور تمام شفا خانے زخمیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ جب میرے شوہر نے مجھے زخمیوں کے ساتھ جانے کا حکم دیا تو میں انکار نہ کر سکی۔ اُس نے وعدہ کیا تھا کہ جب اس بستی کی حفاظت ناممکن ہو جائے گی تو میں بچے کھچے آدمیوں کو لے کر تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ لیکن میرا دل اُس وقت بھی یہی گواہی دیتا تھا کہ یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔ ہم نے اندراش کے قریب پناہ لی تھی۔ وہاں میرے شوہر کے ماموں کا خاندان آباد ہے۔

جب اس گاؤں پر دشمن نے قبضہ کر لیا تو چند پناہ گزین وہاں پہنچے۔ اُن سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ شہید ہو چکے ہیں۔ اُنہیں مکان کی پچھلی طرف دفن کر دیا گیا تھا۔

متارکۂ جنگ کے بعد ہمارے لئے صرف دو راستے تھے۔ ایک یہ کہ ہم اندلس کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ کر مراکش، الجزائر یا تونس کا رُخ کریں اور دوسرا یہ کہ ہم اُن لاکھوں انسانوں کے ساتھ رہیں جو اس خطۂ زمین سے باہر اپنے لئے کسی مستقبل کا تصور نہیں کر سکتے۔ میں اُن بیواؤں اور یتیموں کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں جن کے بھائی، شوہر اور باپ میرے شوہر کے ساتھ شہید ہوئے ہیں۔"

وہ کچھ دیر اور آپس میں باتیں کرتے رہے۔ بالآخر بدریہ نے کہا۔ "معاف کیجئے آپ سے باتیں کرتے ہوئے مجھے وقت کا احساس نہیں ہوا۔ آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔"

سلمان نے جواب دیا۔ "آپ میری فکر نہ کریں مجھے سونے کی بجائے سعید کی تیمارداری میں زیادہ آرام ملے گا۔"

"سعید کی تیمارداری کے لئے میرے علاوہ خادمہ اور دو نوکر یہاں موجود ہیں۔ آپ کو کچھ دیر سو لینا چاہیئے۔ ممکن ہے کہ آپ کو اچانک سفر کرنے کی ضرورت پیش آ جائے۔"

بدریہ نے یہ کہہ کر خادمہ کو آواز دی۔ خادمہ برآمدے کی طرف سے کمرے میں داخل ہوئی۔ اور اس کے ساتھ ہی برابر کے کمرے سے اسماء کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"بیٹی! میں یہاں ہوں۔ ابھی صبح ہونے میں بہت دیر ہے۔ تم آرام سے بستر پر لیٹی رہو۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

اسماء آنکھیں ملتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ چند ثانیے حیرت زدہ ہو کر سلمان کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر اچانک آگے بڑھی اور اُس کے قریب آ کر بولی ۔"آپ زخمی تو نہیں ہیں نا؟"

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔" سلمان نے اُس کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نے امی جان سے کہا تھا کہ آپ ضرور آئیں گے اور یہ میرا مذاق اُڑاتی تھیں۔ میں سارا دن آپ کا انتظار کرتی رہی۔ جب بارش شروع ہو گئی تو میں نے سمجھا کہ اب آپ نہیں آئیں گے۔ پھر ماموں ولید آئے تو میں نے یہ سمجھا کہ شاید آپ آ گئے ہیں۔"

"بیٹی! یہ باتوں کا وقت نہیں۔ انہیں آرام کی ضرورت ہے اور تم بھی جا کر سو جاؤ۔"

بدریہ یہ کہہ کر خادمہ سے مخاطب ہوئی۔ "تم انہیں مہمان خانے میں لے جاؤ۔"

سلمان نے اُٹھ کر کہا۔ "نہیں! انہیں تکلیف دینے کی ضرورت نہیں۔"

تھوڑی دیر بعد وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں آگ جل رہی تھی اور مسعود آتشدان کے سامنے بیٹھا اُس کا چغہ سکھا رہا تھا۔ وہ اُسے دیکھتے ہی اُٹھا اور چغے کو کھونٹی پر لٹکاتے ہوئے بولا۔ "یہ اب جلدی سوکھ جائے گا۔ ولید نے تاکید کی تھی کہ آپ کو مہمان خانے سے باہر نہیں نکلنا چاہیئے۔ آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے؟"

"نہیں، تم جا کر آرام کرو!"

مسعود نے چند لکڑیاں اٹھا کر آتشدان میں ڈال دیں اور کمرے سے نکل گیا۔

Scanned by iqbalmt
Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

باپ اور بیٹا

وزیر ابوالقاسم کی قیام گاہ پر، ہاشم کی بے بسی اور بےچارگی میں ہر لحظہ اضافہ ہو رہا تھا۔ اُس نے متعدد بار محل سے باہر نکلنے کی کوشش کی لیکن پہرے داروں اور نوکروں کے طرزِ عمل نے اُس پر یہ حقیقت واضح کردی تھی کہ اُس کی حیثیت ایک قیدی سے زیادہ نہیں۔ وہ اُنہیں دھمکیاں اور گالیاں دے چکا تھا اور طیش میں آکر ایک مُلازم کے منہ پر تھپڑ تک مار چکا تھا۔ سلطان ابو عبداللہ اور وزیر ابوالقاسم کو غدار اور ملت فروش کہہ چکا تھا لیکن محل کے مُلازم اور پہرے دار اُس کے سبّ و شتم اور غم و غصہ سے قطعاً بے نیاز تھے۔ وہ بظاہر اُس کے ساتھ انتہائی احترام سے پیش آتے لیکن کمرے کے دروازے سے ننگی تلواروں کا پہرا ہٹانے کے لئے بالکل تیار نہ تھے۔

پہرے داروں کے پاس اُس کے تمام سوالات کا ایک ہی جواب تھا:

"وزیرِ اعظم آپ کو یہاں ٹھہرانے کا حکم دے گئے ہیں۔ وہ فرماتے تھے کہ آپ کا باہر نکلنا بہت خطرناک ہے۔ اس لئے میری واپسی تک آپ کو روکا جائے۔ اب اگر آپ باہر نکل جائیں اور راستے میں آپ کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو وہ ہماری کھالیں کھنچوا دیں گے۔ ہمیں یہ حکم ہے کہ آپ کو کوئی تکلیف نہ دی جائے لیکن ہمیں یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ اگر آپ باہر نکلنے کی کوشش کریں تو آپ کو گرفتار کرنے سے بھی دریغ نہ کیا جائے۔"

ہاشم نے وزیرِ اعظم کے گھر کا کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ دوپہر کے وقت

اُس نے سردی کا بہانہ کر کے باہر دھوپ میں بیٹھنے کی خواہش کی تو مسلّح آدمی اُسے صحن میں لے گئے۔ قریباً ایک ساعت وہ آنکھیں بند کئے دھوپ میں بے سُدھ بیٹھا رہا اور پھر اچانک اُٹھ کر صحن کی طرف بڑھا۔ لیکن ابھی وہ ڈیوڑھی سے پچاس قدم دُور تھا کہ پہرے داروں نے بھاگ کر اُسے گھیر لیا اور زبردستی کوٹنے کے ایک کمرے میں بند کر دیا۔ اب وہ ایک بھوکے جانور کی طرح اس کمرے میں ٹہل رہا تھا۔

ہاشم یہ جاننے کے لئے بے قرار تھا کہ غرناطہ میں کیا ہو رہا ہے۔ اُس نے آنے جانے والوں کے قدموں کی آہٹ سُن کر اُنہیں آوازیں دیں لیکن وہ اُس سے قطعاً بے نیاز ہو چکے تھے۔ رنج و غم سے نڈھال ہو کر اُس نے اپنے آپ کو بستر پر گرا دیا۔

رات ایک پہر گزر چکی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھُلا۔ ایک افسر اور دو مُلازم کمرے میں داخل ہوئے۔ ایک نوکر نے مشعل کی لو سے کمرے کا چراغ جلا دیا۔ ہاشم نے ملتجی ہو کر کہا۔ "خدا کے لئے! مجھے بتاؤ کہ میں کب تک تمہاری قید میں ہوں۔ شہر میں کیا ہو رہا ہے اور ابوالقاسم کہاں ہے؟"

افسر نے جواب دیا۔ "شہر میں بدامنی بلکہ بغاوت کا خطرہ ہے اور وزیرِ اعظم اپنے دوستوں کو اس افراتفری سے دُور رکھنا چاہتے ہیں۔ آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمیں یقین ہے کہ شہر کی فضا بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی۔ اب اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے لئے کھانا منگوا لیا جائے۔"

ہاشم نے تلملا کر کہا۔ "کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ تم مجھے زہر مہیا کر دو؟"

"معاف کیجئے! ہم اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔" افسر نے مُڑتے ہوئے کہا۔

ہاشم چلّایا۔ "خدا کے لئے ٹھہریے!"

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

وہ رُک کر ہاشم کی طرف دیکھنے لگا۔

ہاشم نے قدرے توقف کے بعد کہا۔ "میں حامد بن زہرہ کے متعلق پُوچھنا چاہتا ہوں کیا ابوالقاسم اُس کی گرفتاری یا قتل کا حکم دے چکے ہیں؟"

افسر نے جواب دیا۔ "وزیرِ اعظم کو اُس کے متعلق کوئی حکم دینے کی ضرورت نہیں۔ اس کا معاملہ اُن لاکھوں انسانوں کے ساتھ ہے جو غرناطہ میں امن چاہتے ہیں اور اُس سے نجات حاصل کرنا ان لوگوں کا اوّلین فرض ہے جن کے بھائی، عزیز اور دوست یرغمال کے طور پر دشمن کے پاس قید ہیں۔ میرا بیٹا بھی اُن میں سے ایک ہے اور میں نے سُنا ہے کہ آپ کے دو بیٹے بھی یرغمال بنائے جا چکے ہیں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ نے غرناطہ کو اُس کے شر سے بچانے کی ذمہ داری قبول کی تھی"

ہاشم کرب کی حالت میں چلّایا۔ "میں اس شرمناک سازش سے دُور رہنا چاہتا ہوں۔ میں کسی بُرائی سے کِنارہ کش ہونے، کسی گُناہ سے توبہ کرنے یا کسی غلط راستے کی بجائے صحیح راستہ اختیار کرنے کا حق رکھتا ہوں اور ابوالقاسم مجھے اس حق سے محروم نہیں کر سکتا۔"

"اگر آپ کے خیال میں صحیح راستہ یہ ہے کہ غرناطہ کو پھر ایک بار جنگ کی آگ میں جھونک دیا جائے تو اہلِ غرناطہ کو ایک ایسے آدمی کے شر سے محفوظ رکھنا ہماری پہلی اور سب سے بڑی ذمہ داری ہے جس کی باتوں سے آپ جیسے سنجیدہ لوگ بھی متاثر ہو چکے ہیں۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ حامد بن زہرہ کا سحر بہت جلد ٹوٹ جائے گا۔"

یہ کہہ کر افسر اور اُس کے ساتھی کمرے سے باہر نکل گئے اور ہاشم دیر تک بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ اُس کے ذہن میں کئی خیالات آ رہے تھے۔

ہاشم نے سلطنت غرناطہ کے مستقبل سے مایوس ہو جانے کے بعد ابوالقاسم سے تعاون کیا تھا اور اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کے لئے اُس کے پاس سب سے بڑی دلیل یہ تھی کہ حامد بن زہرہ یا تو کسی حادثے کا شکار ہو گیا ہے یا غرناطہ کے حالات سے اس قدر بددل اور بیرونی اعانت کے متعلق اس قدر مایوس ہو چکا ہے کہ اُس نے واپس آنا پسند نہیں کیا لیکن گزشتہ رات حامد بن زہرہ سے غیر متوقع ملاقات نے اُس کی اُمیدوں کے بُجھتے ہوئے چراغ دوبارہ روشن کر دیئے تھے۔ حامد بن زہرہ نے کہا تھا کہ اگر اہلِ غرناطہ صرف چند ماہ اور دشمن کو دارالحکومت سے باہر روک سکیں تو ترک انہیں مایوس نہیں کریں گے لیکن اگر وہ غلامی پر رضامند ہو گئے تو باہر سے کوئی طاقت اُن کے سیاسی گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کے لئے نہیں آئے گی۔

جب ہاشم، حامد بن زہرہ کو غرناطہ جانے سے روکنے کے لئے وہاں کے باشندوں کی مایوسی اور بے بسی کا نقشہ کھینچ رہا تھا تو اُس کے ذہن پر یہ خوف سوار تھا کہ اگر وہ عوام کو مشتعل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور جنگ دوبارہ چھڑ گئی تو اُسے فتح اور شکست سے بے پروا ہو کر اُس کا ساتھ دینا پڑے گا اور اس کا پہلا نتیجہ یہ ہو گا کہ جن لوگوں کو یرغمال کے طور پر فرڈنینڈ کے حوالے کیا جا چکا ہے وہ دُشمن کے انتقام کا پہلا نشانہ بنیں گے۔ اولاد کی محبّت نے اُسے ابوالقاسم کے پاس جانے پر مجبُور کر دیا تھا۔ تاہم اُس سے التجا کرتے ہوئے بھی وہ اپنے ضمیر کو یہ تسلی دے رہا تھا کہ اگر حامد بن زہرہ اہلِ غرناطہ کی غیرت بیدار کرنے میں کامیاب ہو گیا اور میرے بیٹے دشمن کے قبضے سے نکل آئے تو میں اُنہیں آزادی کا پرچم بلند کرنے والوں کی اگلی صف میں دیکھنا چاہتا ہوں ـــ "ابوالقاسم کے طرزِ عمل نے اُس کے اُونگھتے ہوئے ضمیر کے لئے ایک تازیانے کا کام کیا تھا۔

وہ بار بار اپنے دل میں کہہ رہا تھا۔ "حامد بن زہرہ اس وقت آیا ہے جب کہ

Scanned by iqbalmt

قوم زہر کا پیالہ حلق سے اُتار چکی ہے۔ کاش وہ چند ہفتے پہلے آجاتا اور ہم قوم کے قاتلوں سے اپنا مستقبل وابستہ کرنے کی ذلت سے بچ جاتے۔ کیا میرے لئے حامد بن زہرہ کی رفاقت میں مرنا، ابوالقاسم اور ابوعبداللہ جیسے ملت فروشوں کے ساتھ زندہ رہنے سے بہتر نہیں تھا؟ عمیر یقیناً اس بات سے خوش ہوگا کہ ابوعبداللہ اور ابوالقاسم کی خوشنودی حاصل کرکے ہم نے اپنے خاندان کو مستقبل کے خطرات سے بچا لیا ہے۔ اُن کی بدولت فرڈیننڈ ہمیں بہتر سلوک کا مستحق سمجھے گا اور سلمیٰ بھی اپنے دو بیٹوں کی رہائی کے بعد خوش ہوجائے گی لیکن اگر حامد بن زہرہ کے خدشات درست ثابت ہوئے اور نصرانیوں نے اہلِ غرناطہ کے ساتھ وہی وحشیانہ سلوک کیا جو اس سے قبل وہ دوسری مفتوحہ ریاستوں کے مسلمانوں کے ساتھ کرچکے ہیں تو آئندہ نسلیں میرے متعلق کیا کہیں گی؟ میں ابوالقاسم کے پاس کیوں آیا؟ مجھے حامد بن زہرہ کے ساتھ رہنا چاہیئے تھا۔ میں نے اپنے بیٹوں کے لئے غلامی کی زندگی کی بجائے آزادی کی موت کی تمنا کیوں نہ کی۔ کاش میں اُنہیں فرڈیننڈ کی قید میں جانے سے روک سکتا۔ اب کیا ہوگا؟ اب میں کیا کرسکتا ہوں؟"

ہاشم تھوڑی دیر کے لئے کرسی پر بیٹھ جاتا اور پھر اضطراب کی حالت میں اُٹھ کر ٹہلنا شروع کر دیتا۔ آدھی رات کے قریب اچانک کمرے کا دروازہ کھلا۔ ایک پہریدار مشعل ہاتھ میں لئے اندر داخل ہوا اور اُس نے کہا:

"وزیرِ سلطنت نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔ اُنہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر آپ آرام کر رہے ہوں تو آپ کو تکلیف نہ دی جائے۔"

ہاشم خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا اور کچھ کہے بغیر پہریدار کے ساتھ چل پڑا۔ چند منٹوں کے بعد وہ ملاقات کے کمرے میں ابوالقاسم کے سامنے کھڑا تھا۔ اُس

Scanned by iqbalmt

نے ایک نظر ہاشم کی طرف دیکھا اور ہاتھ سے خالی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"تشریف رکھیئے۔"

ہاشم بادلِ ناخواستہ اُس کے سامنے بیٹھ گیا۔

چند ثانیے وہ خاموشی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ بالآخر ابوالقاسم نے کہا۔ "مجھے افسوس ہے کہ آپ کو میری غیر حاضری میں تکلیف ہوئی۔ میں نے اپنے آدمیوں کو یہ ہدایت کی تھی کہ آپ کو باہر نہ جانے دیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ اگر ایک بار جنگ کے حامیوں کے نرغے میں آگئے تو آپ کے لئے واپسی کا کوئی راستہ باقی نہیں رہے گا۔ کوئی عقلمند آدمی اپنے دوستوں سے محروم ہونا پسند نہیں کرتا۔ اگر میں آپ کو یہاں روکنے کی کوشش نہ کرتا تو شاید آج الحمراء کے دروازے پر مظاہرہ کرنے اور میرے خلاف نعرے لگانے والوں کے ہجوم میں آپ کی آواز سب سے بلند ہوتی۔"

ہاشم نے جواب دیا۔ "اگر میں اہلِ غرناطہ میں زندگی کی کوئی رمق باقی دیکھتا تو حامد بن زہرہ کو یہاں آنے سے منع کرنے کی بجائے اُس کا ساتھ دیتا۔ پھر مجھے اس بات کی بھی پروانہ ہوتی کہ فرڈیننڈ میرے بیٹوں کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ آپ کو نعروں سے پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ اُن بے بس انسانوں کا آخری احتجاج ہے جو تباہی کے آخری کنارے پر پہنچ چکے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ غرناطہ کے گلی کوچوں میں بہت جلد قبرستانوں کے سناٹے چھا جائیں گے۔"

ابوالقاسم نے کہا۔ "مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ باہر نکلنے کے لئے سخت بے چین تھے؟"

"میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ آپ نے حامد بن زہرہ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے لیکن یہاں کوئی مجھ سے ہمکلام ہونے کے لئے تیار نہ تھا۔"

"ہم نے اُس کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی۔ وہ لوگوں کو مشتعل کرنے کے بعد

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

شہر سے نکل گیا اور ہم نے اُس کا راستہ روکنے کی بھی کوشش نہیں کی۔ ہماری اطلاعات یہ ہیں کہ وہ پہاڑی علاقوں کا دورہ کرے گا اور قبائل کو منظم کرنے کے بعد رضاکاروں کے دستے غرناطہ بھیجنا شروع کر دے گا۔"

ہاشم نے کہا۔ "جو قبائل مایوس ہو چکے ہیں اُنہیں دوبارہ آمادۂ جنگ کرنے کے لئے پُرجوش تقریریں کافی نہیں ہوں گی اور جو ابھی تک برسرِ پیکار ہیں وہ اہلِ غرناطہ پر اعتماد کرنے کی بجائے پہاڑوں اور چٹانوں میں دشمن کا انتظار کرنا بہتر سمجھیں گے جہاں ایک تیرانداز سو آدمیوں کا راستہ روک سکتا ہے۔ متارکۂ جنگ کے بعد وہ ہم سے بہت دُور جا چکے ہیں۔ حامد بن زہرہ اُسی صورت میں کامیاب ہو سکتا ہے کہ ترک اور بربر بلا تاخیر ہماری مدد کے لئے پہنچ جائیں۔ وہ ترکوں کے جنگی بیڑے کی آمد کے متعلق پُراُمید ہے لیکن مجھے وہ یہ اطمینان نہیں دلا سکا کہ متارکۂ جنگ کی مدت ختم ہونے سے پہلے وہ ہماری مدد کے لئے پہنچ جائیں گے۔"

ابوالقاسم نے کہا۔ "حامد بن زہرہ اہلِ غرناطہ کو بھی کوئی تسلی بخش پیغام نہ دے سکا۔ تاہم اُس نے اہلِ شہر کی ایک بڑی تعداد کو جنگ شروع کرنے پر آمادہ کر لیا ہے۔ ممکن ہے بعض قبائل بھی اُس کی باتوں میں آ جائیں اور وہ جنگ کی آگ بھڑکا کر دشمن کو قتل و غارت کا ایک اور موقع فراہم کر دے۔ اِس کا مقصد یہ ہے کہ ہم ہر حالت میں دشمن سے اُلجھ پڑیں۔ اُسے قوم کے اُن چار سو بیٹوں کی کوئی پروا نہیں جنہوں نے غرناطہ کو تباہی سے بچانے کے لئے دشمن کا یرغمال بننا قبول کر لیا ہے۔ اُس کے لئے یہ بات بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ جب قبائل غرناطہ کا رُخ کریں گے تو دشمن کو دوبارہ شہر کی ناکہ بندی میں دیر نہیں لگے گی۔"

ہاشم نے کہا۔ "آپ نے اِن تمام خدشات کے باوجود اُسے روکنے کی کوشش نہیں کی؟"

ابوالقاسم نے جواب دیا۔ "اُسے روکنا تنہا میرا ہی مسئلہ نہیں غرناطہ میں ہزاروں افراد ایسے ہیں جو دوبارہ جنگ شروع کرنے کے نتائج سوچ سکتے ہیں۔"

ہاشم چند ثانیے ابوالقاسم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتا رہا۔ پھر اُس نے کہا۔ "اگر وہ اپنی مرضی سے کہیں گیا ہے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ اُس نے خود ہی آپ کی ساری پریشانی دُور کر دی ہے۔"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔"

"میرا مطلب یہ ہے کہ آپ غرناطہ کے اندر اُس پر ہاتھ نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ لیکن غرناطہ سے باہر اُس کی حفاظت کے سلسلہ میں آپ پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوگی۔ — ابوالقاسم! آپ مجھ سے کوئی بات چھپا رہے ہیں۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ نے اُس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟"

ابوالقاسم نے جواب دیا۔ "مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ میری کسی بات پر یقین نہیں کریں گے۔ اس لئے یہ بہتر ہوگا کہ آپ براہِ راست اُن لوگوں سے گفتگو کر لیں جو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔"

"وہ کون ہیں؟"

ابوالقاسم نے تالی بجاتے ہوئے کہا۔ "آپ کو ابھی معلوم ہو جائے گا۔"

ہاشم چند ثانیے اضطراب کی حالت میں اِدھر اُدھر دیکھتا رہا۔ پھر برابر کے کمرے سے قدموں کی آہٹ سُنائی دی۔ دروازہ کھلا اور وہ سکتے کے عالم میں عمیر اور عتبہ کی طرف دیکھنے لگا۔

ابوالقاسم نے کہا۔ "عمیر! تمہارے والد حامد بن زہرہ کے متعلق بہت پریشان تھے۔ تم انہیں تسلی دے سکتے ہو؟"

عمیر نے باپ کی طرف دیکھا لیکن اُسے زبان کھولنے کی جُرأت نہ ہوئی۔ عتبہ نے

Scanned by iqbalmt

آگے بڑھ کر کہا۔ "جناب اب عمیر کے بھائیوں کے متعلق آپ کی پریشانی دُور ہو جانی چاہیئے۔ حامد بن زہرہ نے غرناطہ میں جو آگ بھڑکائی تھی وہ ہمیشہ کے لئے بجھ چکی ہے۔ اب لوگ اُن جنونیوں کی باتیں نہیں سنیں گے جو اس عظیم شہر کو قبرستان بنانا چاہتے ہیں اور آپ کو بھی قبائل کے پاس جانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔"

ہاشم نے ڈوبتی ہوئی آواز میں کہا۔ "تم اُسے قتل کر چکے ہو؟"

عتبہ جواب دینے کی بجائے ابوالقاسم کی طرف دیکھنے لگا۔ ہاشم نے کرب کی حالت میں اپنے بیٹے کی طرف دیکھا اور پوری قوت کے ساتھ چلّایا:

"عمیر! میں تم سے پوچھتا ہوں۔ خدا کے لئے مجھے بتاؤ کہ تم اس سازش میں شریک نہیں تھے۔ تمہارے ہاتھ حامد بن زہرہ کے خون سے داغدار نہیں ہوئے۔ میں موت سے پہلے یہ سُننا چاہتا ہوں کہ غلامی کی ذلت اور رسوائی قبول کر لینے کے باوجود میرے خاندان نے قوم کے خلاف آخری گناہ میں حصہ نہیں لیا۔ تم خاموش کیوں ہو؟"

ابوالقاسم نے کہا۔ "ہاشم! میں تمہارے جذبات کا احترام کرتا ہوں۔ اگر تم حامد بن زہرہ کے دوست تھے تو ہم اُس کے دشمن نہیں ہیں لیکن مجھے اس بات کا کبھی یقین نہیں آئے گا کہ تم ایک سرپھرے آدمی کے جذبات کی تسکین کے لئے غرناطہ کی مزید تباہی گوارا کر سکتے ہو۔ تم اس حقیقت کا اعتراف کر چکے ہو کہ ہم جنگ ہار چکے ہیں۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ اہلِ غرناطہ کا جوش و خروش نعروں اور مظاہروں سے آگے نہیں بڑھے گا اور باہر کے قبائل میں زیادہ تعداد اُن لوگوں کی ہے جو بددل اور مایوس ہو چکے ہیں اور وہ چند سرپھرے جو ابھی تک برسرِپیکار ہیں۔ اب اہلِ غرناطہ کی مدد کے لئے اپنی پناہ گاہوں سے باہر آنا پسند نہیں کریں گے۔ ایک محدود علاقے میں مقامی نوعیت کی لڑائیاں فرڈیننڈ کے لئے کسی پریشانی کا باعث نہیں ہو سکتیں۔ اُندلس کے زرخیز

Scanned by iqbalmt

علاقوں، اہم شہروں اور بندرگاہوں پر قبضہ کرنے کے بعد وہ آخری ضرب لگانے کے لئے اطمینان سے موزوں وقت کا انتظار کر سکتا ہے۔ جب ان سرپھروں کے خون کا آخری قطرہ بہہ چکا ہو گا تو اُس کی افواج کسی مزاحمت کا سامنا کئے بغیر اُن دروں اور گھاٹیوں میں پھیل جائیں گی جنہیں یہ لوگ ناقابلِ تسخیر سمجھتے ہیں۔ حامد بن زہرہ نے اچانک یہ خطرہ پیدا کر دیا تھا کہ امن پسند قبائل بھی از سرِ نو جنگ کی آگ میں کود پڑیں اور فرڈیننڈ اُس انتقامی کارروائی کے لئے مجبور ہو جائے جس کے خوف سے ہم متارکۂ جنگ کے لئے مجبور ہو گئے تھے۔ ہاشم! تم اپنے لڑکوں کو ہلاکت میں ڈال سکتے ہو لیکن دوسروں کے بیٹوں اور بھائیوں کی زندگی خطرے میں ڈالنے کا حق نہیں رکھتے۔ تم لاکھوں انسانوں سے اس شکست، اس بے بسی اور مایوسی کے باوجود زندہ رہنے کا حق نہیں چھین سکتے۔ عمیر نے صرف زندہ رہنے کی خواہش کے عملی اظہار کے سوا کوئی جُرم نہیں کیا۔"

ہاشم نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ "ان لاکھوں انسانوں کی شکست، بے بسی اور مایوسی اُن غداروں کی سازشوں کا نتیجہ ہے جنہوں نے ہمارے ماضی کی ساری عظمتیں اپنے پاؤں تلے روند ڈالی تھیں اور مستقبل کی اُمیدوں کے سارے چراغ بجھا دئے تھے۔ حامد بن زہرہ قوم کے سامنے اُن عیاش، بے حس اور بے غیرت حکمرانوں کے گناہوں کا کفّارہ ادا کرنے کی دعوت لے کر آیا تھا جنہوں نے اپنے اقتدار کے لئے ملک کا مستقبل داؤں پر لگا دیا تھا۔ ابوالقاسم! تم یہ کہہ سکتے ہو کہ وہ ایک سرپھرا تھا اور ان حالات میں اُس سے کسی معجزے کی توقع ایک دیوانگی تھی لیکن تم یہ کہنے کا حق نہیں رکھتے کہ اب قوم ذلت کی زندگی پر رضامند ہو چکی ہے، اس لئے حامد بن زہرہ کو عزت کا راستہ دکھانے کا کوئی حق نہ تھا اور چونکہ لاکھوں انسان ظلم اور وحشت کے خلاف لڑنے کے حق سے ہمیشہ کے لئے دستبردار ہو چکے ہیں، اس لئے وہ عظیم انسان واجب القتل تھا جسے اس حق سے دستبردار ہونا پسند نہ تھا۔ چونکہ ذلت اور رسوائی کی

Scanned by iqbalmt

زندگی ہمارا مقدر بن چکی ہے اس لئے آزادی کی زندگی یا غیرت کی موت کا راستہ دکھلانے والے مجرم ہیں۔ حامد بن زہرہ اُن نیک طینت لوگوں کے ضمیر کی آواز تھا جنہیں بدترین مصائب بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں کرتے۔ اگر ہم اُس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیتے اور اس سے یہ ملتے کہ ہم دُشمن کی غلامی پر رضامند ہو چکے ہیں اور صرف زندہ رہنے کے لئے ہر ذلت اور رُسوائی برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں تو دُنیا ہمیں بزدل اور بے غیرت ہونے کا طعنہ دیتی پھر بھی ہم اس اُمید پر زندہ رہتے کہ موجودہ دَور کے اندھیرے دائمی نہیں ہیں۔ ہمیں دوبارہ اُٹھنے اور سنبھلنے کے لئے موزوں حالات کا انتظار رہتا ہم مایوسی کے اندھیروں میں اُن رہنماؤں کا انتظار کرتے جو بھٹکے ہوئے قافلوں کے لئے روشنی کا مینار بن جاتے ہیں اور جن کی آواز سے مُردہ رگوں میں خون کی گردش تیز ہو جاتی ہے۔ اگر حامد بن زہرہ کو اپنے مقاصد میں کوئی کامیابی نہ ہوتی تو بھی یہ اُمید باقی رہتی کہ اس سے بہتر دیکھنے اور سمجھنے والے اس سے زیادہ عزم و یقین کے ساتھ اُبھریں گے اور ہماری آئندہ نسلیں اُن کے ضمیر کی روشنی میں بقا اور سلامتی کے راستے دیکھیں گی لیکن حامد بن زہرہ کا قتل اس بات کا ثبوت ہوگا کہ ہم نے دائمی اندھیروں کے ساتھ صرف اپنا ہی نہیں بلکہ اپنی آئندہ نسلوں کے مستقبل کا رشتہ بھی جوڑ لیا ہے۔ اب اس ظلمت کدہ میں کبھی روشنی نہیں ہوگی۔ ہم اُس [illegible] کے مُسافر ہوں گے جس کا دامن مہ و انجم کی ضیا پاشیوں سے خالی ہوگا۔ اب کوئی سر پھرا، حامد بن زہرہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی جُراَت نہیں کرے گا۔ وہ اس بدنصیب قوم کی رگوں میں زندگی کے خون کا آخری قطرہ تھا اور جس زمین میں یہ خون گرا ہے وہ شاید قیامت تک ہماری بے حسی کا ماتم کرتی رہے گی"۔

ابوالقاسم کی قوتِ برداشت جواب دے چکی تھی۔ اُس نے اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "ہاشم! غرناطہ کو مزید تباہی سے بچانا کوئی جُرم تھا تو اس کی ذمہ داری تنہا میری ذات پر نہیں۔ تم نے خود اس حقیقت کا اعتراف کیا تھا کہ اب ہم دوبارہ جنگ شروع

کرنے کے قابل نہیں رہے۔ اِس لئے اگر حامد بن زہرہ واپس آگیا تو بھی اُسے اشتعال انگیزی کا موقع دینا ایک غلطی ہوگی۔ تم نے اس بات کی ذمہ داری قبول کی تھی کہ تم قبائل کو اس کا ساتھ دینے سے منع کرو گے۔ اب تم صرف اس خوف سے اپنا موقف تبدیل کر رہے ہو کہ تمہیں لوگوں کے سامنے رُسوائی کا ڈر ہے لیکن میرے خلاف زبان کھولنے سے پہلے یہ اچھی طرح سوچ لو کہ تمہارا اپنا بیٹا براہِ راست اِس جُرم میں حصہ دار بن چکا ہے۔ تم زیادہ سے زیادہ ایک یا دو دن کے لئے لوگوں کو میرے خلاف مشتعل کر سکو گے۔ لیکن وہ با اثر لوگ جن کے بیٹے دشمن کے پاس یرغمال کے طور پر ہیں تمہاری تائید نہیں کریں گے۔ وہ تمہیں شاید زبان کھولنے کا موقع بھی نہ دیں۔ میں تمہیں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ غرناطہ کے وہ خطیب اور مُفتی جن کی آواز عوام پر اثر انداز ہوسکتی ہے ہر صورت حال سے نپٹنے کے لئے میرا ساتھ دیں گے"۔

ہاشم نے شکست خوردہ ہوکر جواب دیا۔ "اگر میں عوام کو منہ دکھانے کے قابل ہوتا تو سب سے پہلے اپنی بے غیرتی اور بُزدلی کا اعتراف کرتا۔ اگر میں چُپ رہوں گا تو تمہارے خوف سے نہیں بلکہ اپنی شرم اور ندامت کے باعث خاموش رہوں گا۔ لیکن تم گواہ رہو کہ میں حامد بن زہرہ کے قتل کی سازش میں حصہ دار نہیں ہوں"۔

ابوالقاسم چند ثانیے غصے اور اضطراب کی حالت میں اُس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اُس نے اپنے چہرے پر ایک حقارت آمیز مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا:

"اب تک صرف چند آدمیوں کو اس بات کا علم ہے کہ ہم نے غرناطہ کو اُس کے شر سے بچا لیا ہے اور اگر تم اپنی زبان بند رکھ سکو تو اُن میں سے کوئی یہ نہیں کہے گا کہ تمہارا بیٹا بھی اُس کے قتل کی سازش میں شریک [illegible] کسی کو یہ گواہی دینے کی ضرورت بھی پیش نہیں آئے گی کہ تم نے قبائل کو پُرامن رکھنے کا ذمہ لیا تھا۔ تم اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ ہم ایک ہی کشتی میں سوار ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ تم مجھ پر

Scanned by iqbalmt
Scanned by iqbalmt

خدمولی ڈال کر اپنے ضمیر کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتے ہو۔ اس وقت تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ کل تک تمہاری طبیعت ٹھیک ہو جائے گی اور تم یہ محسوس کرو گے کہ ہم اپنے ضمیر کی چیخوں کے باوجود زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ مجھے اس بات کا کم صدمہ نہیں کہ حامد بن زہرہ قتل ہو چکا ہے لیکن میں اس سلطنت کا وزیر ہوں جس کے عوام اپنے خون سے آزادی کے چراغ جلانے کی بجائے صرف بے بسی کے آنسوؤں سے زندگی کا سودا کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے اس قبرستان کا محافظ منتخب کیا گیا ہے جس کے مکین کسی زندہ آدمی کی چیخ پکار سننا پسند نہیں کرتے۔ تم خود یہ تسلیم کرتے ہو کہ تم نے اُسے غرناطہ آنے سے روکنے کی کوشش کی تھی۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم اہلِ غرناطہ سے مایوس ہو چکے تھے اور نئی جنگ کے آلام و مصائب سے بچنا چاہتے تھے؟ تمہیں اس وقت میرے سوالوں کا جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ دو دن بعد جب تم البیسین کے چوراہے میں لوگوں کی باتیں سنو گے تو تمہیں حامد بن زہرہ کی یاد پریشان نہیں کرے گی۔"

ابوالقاسم نے تالی بجائی۔ ایک مسلح آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ ابوالقاسم نے کہا "انہیں مہمان خانے میں لے جاؤ۔"

ہاشم چند ثانیے غصے اور ندامت کی حالت میں ابوالقاسم کی طرف دیکھتا رہا۔ بالآخر اُس نے کہا "اگر میں آپ کی قید میں نہیں ہوں تو مجھے اجازت دیجئے۔"

ابوالقاسم نے جواب دیا "لوگ اپنے قیدیوں کے ساتھ آدھی رات کے وقت بحث نہیں کرتے۔ اگر میں تمہارا دشمن ہوتا تو بھی تمہیں اس وقت رخصت کرنا پسند نہ کرتا۔ تم صبح تک آرام کرو۔ اس وقت غرناطہ کی فضا ٹھیک نہیں۔ ابھی حامد بن زہرہ کے طرفدار کافی چوکس ہوں گے۔ ہو سکتا ہے کہ باہر نکلتے ہی تمہیں اُن کا سامنا کرنا پڑے۔ حکومت کے حامیوں کا معاملہ تم سے مختلف ہے۔ وہ اس جگہ اُن کی آمد و رفت کو

زیادہ اہمیت نہیں دیں گے۔ لیکن تم حامد بن زہرہ کے پُرانے دوست اور ساتھی ہو۔ اگر اس وقت اُنہوں نے تمہیں میرے مکان سے نکلتے دیکھا تو اُن کے دل میں کئی شکوک پیدا ہوں گے۔ تم باقی رات یہاں آرام کرو۔"

ہاشم نوکر کے ساتھ چل دیا لیکن دروازے کے قریب پہنچ کر وہ اچانک رُک گیا اور مُڑ کر دیکھتے ہوئے بولا "عمیر! تم میرے ساتھ آؤ۔"

عمیر تنہائی میں اپنے باپ سے گفتگو کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ اُس نے ملتجی نگاہوں سے ابوالقاسم کی طرف دیکھا اور ابوالقاسم نے اُس کے باپ سے مخاطب ہو کر کہا:

"عمیر کو تھوڑی دیر میرے پاس رہنے دیجئے۔ میں چند ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

ہاشم چند ثانیے کرب کی حالت میں عمیر کی طرف دیکھتا رہا اور پھر اچانک باہر نکل گیا۔

ابوالقاسم نے عتبہ اور عمیر کی طرف متوجہ ہو کر کہا "اگر حامد بن زہرہ کا بیٹا غرناطہ پہنچ چکا ہے تو ہمیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا لیکن اگر وہ تمہیں چکمہ دے کر کسی اور طرف نکل گیا ہے تو اُس کو تلاش کرنا تمہاری سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ اُسے کسی حالت میں بھی قبائل کو مشتعل کرنے کا موقع نہیں ملنا چاہیئے۔ اگر وہ اپنے گاؤں پہنچ گیا ہو تو عمیر کے لئے اُس کا سراغ لگانا مشکل نہیں ہوگا۔"

عمیر نے کہا "جناب! آپ اس کی فکر نہ کریں۔ ہم صبح ہوتے ہی روانہ ہو جائیں گے۔"

ابوالقاسم نے کہا "تمہیں زیادہ آدمی اپنے ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں۔ موجودہ حالات میں ہم اُس سے کھلے تصادم کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ اُسے یہ معلوم نہیں ہونا چاہیئے کہ اُس کے باپ کے قاتل کون تھے اور تمہارے لئے ایک دشمن کی بجائے ایک دوست

Scanned by iqbalmt
Scanned by iqbalmt

کی حیثیت سے اُسے قابو میں لانا زیادہ آسان ہوگا۔ اب تم جا سکتے ہو۔ تمہارے والد تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے لیکن اُنہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ تم کہاں جا رہے ہو۔ مجھے یقین ہے کہ ایک دو دن تک اُن کا غم و غصہ دُور ہو جائے گا۔"

عمیر نے کہا۔ "جناب! مجھے اُن کا سامنا کرنے سے خوف محسُوس ہوتا ہے۔"

"بہت اچھا تم جاؤ۔ اس وقت اُن سے بات کرنا مناسب نہیں۔ میں صبح ہوتے ہی اُنہیں تسلّی دینے کی کوشش کروں گا۔ سرِدست سعید کی تلاش بہت ضروری ہے۔ اُس کی اہمیت صرف یہی نہیں کہ وہ حامد بن زہرہ کا بیٹا ہے اور جنگ کے حامی اُسے اپنا آلۂ کار بنا کر حکومت کے خلاف ایک طوفان کھڑا کر سکتے ہیں بلکہ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اُسے قابو میں لانے کے بعد حکومت کے لئے حامد بن زہرہ کے بیرونی مددگاروں کو پکڑنا آسان ہو جائے گا۔ فرڈیننڈ کو یقین ہے کہ جن نامعلوم جہازوں نے اُسے اُندلس کے ساحل پر اُتارا تھا وہ بیرُونی جاسُوسوں کو بھی یہاں پہنچا گئے ہیں۔ اگر تم سعید کے ذریعے اُن کا سُراغ لگا سکو تو فرڈیننڈ تمہاری یہ خدمت کبھی فراموش نہیں کرے گا۔ فی الحال حامد بن زہرہ کے قتل کی خبر اہلِ غرناطہ سے پوشیدہ رہنی چاہیئے۔ اگر اُس کے ساتھی یہ خبر مشہور کر دیں تو بھی تمہیں اس کے متعلق لاعلمی کا اظہار کرنا چاہیئے۔"

عتبہ نے کہا۔ "ہمیں یہ معلوم تھا کہ اگر ہم یہ خبر مشہور کریں تو عوام ہم پر شک کریں گے۔ اس لئے میں نے اپنے ساتھیوں کو پہلے ہی سمجھا دیا تھا کہ تمہیں خاموش رہنا چاہیئے۔ اگر اُس کا کوئی ساتھی یہاں پہنچ چکا ہے تو کل تک شہر میں کہرام مچ جائے گا۔ پہرے داروں کے متعلق ہم پہلے بھی مطمئن نہیں تھے اور اب تو یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ اُن کے افسر درپردہ باغیوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ پولیس کے جو آدمی ہمارے ساتھ بھیجے گئے تھے اُنہوں نے بھی کسی فرض شناسی کا ثبوت

Scanned by iqbalmt

نہیں دیا۔ اگر اُن کا افسر اپنے ساتھیوں کو دوبارہ تیر چلانے سے منع نہ کرتا تو باقی تین آدمیوں کو بھی بچ نکلنے کا موقع نہ ملتا۔ میں اس بات سے پریشان ہوں کہ ہم کئی میل چکر لگانے کے بعد واپس آ گئے ہیں لیکن پولیس کے چھ آدمی جو سیدھی سڑک سے اس طرف بھیجے گئے تھے ابھی تک غائب ہیں۔"

ابوالقاسم نے کہا۔ "تم نے پہرے داروں سے پُوچھا تھا؟"

"نہیں! ہم مغربی دروازے سے شہر میں داخل ہوئے تھے اور سیدھے کوتوال کے پاس گئے تھے لیکن اُسے بھی اُس وقت تک کوئی اطلاع نہیں ملی تھی۔ میں نے اُسے تاکید کی تھی کہ وہ فوراً اُن کا پتا لگائے اور یہاں اطلاع بھیج دے۔ اگر آپ کو ان واقعات سے باخبر کرنا ضروری نہ ہوتا تو ہم بھی اُس کے ساتھ جاتے۔ اب ہم دوبارہ اُس کے پاس جائیں گے۔"

عمیر نے کہا۔ "ہم نے ایک سوار کا پیچھا کیا تھا اور وہ اچانک کہیں غائب ہو گئے تھے۔ ممکن ہے کہ وہ ہمیں جھکمہ دے کر سڑک کی طرف نکل گئے ہوں اور پولیس کے آدمیوں کو اُن کا سُراغ مل گیا ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُنہوں نے اُنہیں گرفتار کر لیا ہو اور اطمینان سے واپس آ گئے ہوں۔"

ابوالقاسم نے کہا۔ "یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ ابھی تک اُن کا پیچھا کر رہے ہوں۔ بہرحال تم کوتوال کے پاس جا کر پتا لگاؤ۔ اگر کوئی تشویش ناک بات ہو تو اس سے کہو کہ مجھے فوراً اطلاع دے۔ اس کے بعد تمہاری ذمہ داری سعید کو تلاش کرنا ہے۔"

ابوالقاسم کے محافظ دستے کا سالار کمرے میں داخل ہوا اور اُس نے کہا:

"جناب! کوتوال حاضر ہونے کی۔۔۔۔"

ابوالقاسم نے اُسے فقرہ ختم کرنے کا موقع نہ دیا۔ وہ چلّایا۔ "اُسے لے آؤ۔"

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

افسر لمبے لمبے قدموں تیزی سے باہر نکلا اور ایک منٹ بعد کوتوال ہانپتا کانپتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ اس کا لباس کیچڑ سے لت پت تھا اور چہرے پر بھی کیچڑ کے چھینٹے نظر آ رہے تھے۔

اُس نے کہا۔ "جناب! سڑک پر چار آدمیوں کی لاشیں مل گئی ہیں اور باقی دو آدمیوں کی تلاش جاری ہے۔"

"اور وہ چاروں پولیس کے آدمی ہیں؟" ابوالقاسم نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں!"

"اور اُنہیں قتل کرنے والے بچ کر نکل گئے ہیں؟"

"جناب ابھی اُن چار کے علاوہ ہمیں کوئی اور لاش نہیں ملی۔ ہمارا ایک آدمی طمنچے کی گولی لگنے سے ہلاک ہوا ہے اور باقی تین ..."

ابوالقاسم غضب ناک ہو کر چلایا۔ "بے وقوف! مجھے اِس بات سے کوئی دلچسپی نہیں کہ تمہارے بُزدل آدمیوں کو جہنم واصل کرنے والوں نے کون سے ہتھیار استعمال کئے تھے۔ تمہیں اب یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ صبح تک تمہیں اپنے باقی دو ساتھیوں کی لاشیں بھی مل جائیں اور وہ زخمی ہونے کے بعد دشمن کے ہاتھ نہ آ گئے ہوں ورنہ یہ ممکن ہے وہ اپنی جانیں بچانے کے لئے تمہاری قربانی پیش کر دیں۔ اُنہیں تلاش کرنا اور اُن کی زبانیں بند رکھنا میری ذمہ داری نہیں بلکہ تمہارا فرض ہے۔"

کوتوال کو اس موضوع پر کچھ اور کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ابوالقاسم کی طرف دیکھ رہا تھا۔

ابوالقاسم نے قدرے نرم ہو کر کہا۔ "تم نے لاشوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟"

"جناب! لاشیں یہاں لائی جا رہی ہیں۔"

"یہاں میرے گھر؟" ابوالقاسم گرجا۔

"نہیں جناب! لاشوں کو اُن کے گھر پہنچا دیا جائے گا۔"

"وہ کس لئے؟"

"جناب! اگر آپ اُنہیں یہاں لانا مناسب نہیں سمجھتے تو اُنہیں راستے میں روکا جا سکتا ہے۔"

"مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ تم لاشوں کو کہاں غائب کرتے ہو لیکن میں تمہیں یہ بتا سکتا ہوں کہ اگر عوام کو حامد بن زہرہ کے قتل کا پتا چل گیا تو یہ لاشیں تمہارے خلاف گواہی دیں گی۔ خدا کے لئے! میری طرف اس طرح نہ دیکھو!"

عتبہ نے کوتوال سے کہا۔ "آپ فوراً لاشوں کو ٹھکانے لگانے کی کوشش کریں اور باقی دو آدمیوں کا پتا لگائیں۔ اس کے بعد غرناطہ میں حامد بن زہرہ کے ساتھیوں کی تلاش شروع کر دیں۔ آپ نے پہرے داروں سے دریافت کیا تھا؟"

"ہاں! وہ یہ کہتے ہیں کہ ابھی تک وہ شہر کی طرف نہیں آئے لیکن میں اُن پر اعتماد نہیں کر سکتا۔"

ابوالقاسم نے کہا۔ "کاش! تم اپنے آدمیوں کے متعلق بھی اس قدر محتاط ہوتے۔ خدا کے لیے! اب میرا وقت ضائع نہ کرو۔ جاؤ!"

کوتوال کمرے سے باہر نکل گیا۔

ابوالقاسم عتبہ اور عمیر کی طرف متوجہ ہوا۔ "تم صبح ہوتے ہی سعید کے گاؤں کا رُخ کرو۔ ہو سکتا ہے کہ پولیس کے آدمیوں کو قتل کرنے کے بعد وہ غرناطہ آنے کی بجائے وہاں پناہ لینا زیادہ مناسب سمجھے لیکن کسی کو یہ شک نہیں ہونا چاہیئے کہ تم اُن کے دشمن ہو۔ گاؤں میں اُس پر حملہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم اُس کی جائے پناہ کا پتا لگانے کے بعد مناسب قدم اُٹھا سکیں گے۔"

Scanned by iqbalmt

ہاشم اپنے دل پر ایک ناقابلِ برداشت بوجھ محسوس کرتے ہوئے مہمان خانے کے ایک کشادہ کمرے میں داخل ہوا اور کچھ دیر بے چینی کی حالت میں ٹہلتا رہا۔ اُسے یہ بات ناقابلِ یقین معلوم ہوتی تھی کہ حامد بن زہرہ قتل ہو چکا ہے اور وہ اپنے دل کو بار بار یہ تسلی دینے کی کوشش کر رہا تھا کہ ابوالقاسم نے ایک فرضی داستان سنا کر اُس کا امتحان لینے کی کوشش کی ہے۔ شاید وہ گرفتار ہو چکا ہو اور ابوالقاسم اُس کے قتل کا حکم دینے سے پہلے یہ جاننا چاہتا ہو کہ اُس کے دوستوں کا ردِ عمل کیا ہو گا۔ لیکن پھر اچانک عمیر کی شکل اُس کی نگاہوں کے سامنے آجاتی اور اُس کا دل ڈوبنے لگتا۔

کچھ دیر بعد وہ ایک ناقابلِ برداشت گھٹن محسوس کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آیا۔ برآمدے میں ایک مسلح پہرے دار نے اُس کا راستہ روکتے ہوئے پوچھا:

"جناب! آپ کہاں جا رہے ہیں؟"

"میں وزیرِ اعظم سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"جناب! اب آپ صبح سے پہلے اُن سے نہیں مل سکتے۔"

"وہ اندر جا چکے ہیں؟"

"مجھے معلوم ہے۔ تم انہیں اطلاع دو کہ میں صرف اپنے بیٹے سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"آپ کا بیٹا؟"

"ہاں وہ اُن کے کمرے میں ہے۔"

"جناب! اس وقت میں اُن کے کمرے میں کیسے جا سکتا ہوں؟"

"تمہیں اُن کے کمرے میں جانے کی ضرورت نہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ عمیر وزیرِ اعظم سے ملاقات کے اختتام پر میرے پاس آجائے۔ اس لئے تم کسی نوکر سے کہو کہ اُسے باہر نکلتے ہی میرا پیغام پہنچا دے۔ ورنہ میں خود اُس کے راستے میں کھڑا رہوں گا۔"

"نہیں جناب! آپ اپنے کمرے میں آرام کریں۔ میں اُس کا پتا لگاتا ہوں۔"

پہرے دار یہ کہہ کر وہاں سے چل دیا اور ہاشم نے کمرے میں جانے کی بجائے برآمدے میں ٹہلنا شروع کر دیا۔ ذہنی اضطراب اور خلجان کے باعث اُسے سردی کی شدت کا بالکل احساس نہ تھا۔ چند منٹ بعد پہرے دار واپس آیا تو اُس کے ساتھ محافظ دستے کا افسر تھا جس کے ساتھ دن کے وقت اُس کی ملاقات ہو چکی تھی۔ پہرے دار چند قدم دور رُک گیا اور افسر نے ہاشم کے قریب آکر کہا:

"جناب! عمیر تو کافی دیر سے جا چکا ہے اور وزیرِ اعظم اس وقت شہر کے چند معززین سے گفتگو کر رہے ہیں۔"

ہاشم کا دل بیٹھ گیا۔ اُس نے ڈوبتی ہوئی آواز میں پوچھا "عمیر کہاں گیا ہے؟"

"جناب! مجھے کچھ معلوم نہیں۔ اگر کوئی ضروری بات ہے تو میں صبح کے وقت کسی کو اُس کی تلاش میں بھیج دوں گا۔ اس وقت آپ کو آرام کرنا چاہیے۔"

"نہیں! میں اُسے اسی وقت تلاش کرنا چاہتا ہوں۔" ہاشم نے آگے بڑھنے کی کوشش کی لیکن افسر نے جلدی سے اُس کا راستہ روکتے ہوئے کہا۔ "میں اس گستاخی کے لئے معذرت چاہتا ہوں لیکن وزیرِ اعظم کی اجازت کے بغیر آپ محل سے باہر نہیں جا سکیں گے۔ اس وقت پہرے دار آپ کے لئے محل کا دروازہ کھولنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔"

ہاشم نے غصے سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں وزیرِ اعظم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"جناب! آپ اس وقت اُن سے نہیں مل سکیں گے۔" افسر نے واپس مُڑتے ہوئے کہا۔

ہاشم نے پوری قوت سے چلّانے کی کوشش کی لیکن اُس کے حلق میں آواز

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

نہ تھی۔ وہ بھاگنا چاہتا تھا لیکن اُس کی ٹانگوں میں اُس کا بوجھ سہارنے کی سکت نہ تھی۔ اُس نے دونوں ہاتھوں سے برآمدے کا ستون تھام لیا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے پہرے دار کی طرف دیکھنے لگا۔ اُس کا سانس رفتہ رفتہ گھٹ رہا تھا۔ اور ڈوبتے ہوئے دل کی ہر دھڑکن کے ساتھ درد کی ٹیسوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔ پھر اچانک اُس کے بازو شل ہو گئے۔ دونوں گھٹنے زمین کے ساتھ آلگے۔

پہرے دار نے جلدی سے آگے بڑھ کر اُس کا بازو پکڑنے کی کوشش کی۔ لیکن اُس نے رہی سہی قوت سے کام لیتے ہوئے اُس کا ہاتھ جھٹک دیا اور ایک طرف گر پڑا۔ پھر اُس نے چند ثانیے تڑپنے کے بعد آخری بار جھرجھری لی اور اُس کی آنکھوں کے سامنے موت کے دائمی اندھیرے چھا گئے۔

پہرے دار سراسیمگی کی حالت میں اس کا بے جان جسم ٹٹولتا رہا۔ پھر اچانک اپنے افسر کو اطلاع دینے کے لیے بھاگا۔ تھوڑی دیر بعد تین آدمی ہاشم کی لاش اُٹھا کر کمرے کے اندر لٹا چکے تھے۔ محافظ دستے کے افسر نے پہرے دار کو دروازہ بند رکھنے اور سختی کے ساتھ پہرہ دینے کی ہدایت دینے کے بعد ایک نوکر سے کہا کہ تم باہر دروازے پر جا کر یہ حکم دو کہ چار سوار فوراً کوتوال کے پیچھے روانہ ہو جائیں اور اُسے تلاش کر کے فوراً واپس لے آئیں۔ اُسے صرف یہ بتایا جائے کہ وزیرِ اعظم کو ایک ضروری کام ہے۔ دروازے پر ایک بگھی بھی تیار رہنی چاہیے۔

ایک سپاہی نے کہا۔ "جناب! اگر آپ عمیر کو تلاش کرنا چاہتے ہیں تو اس کام کے لیے کوتوال کو بلانے کی ضرورت نہیں۔ جب وہ ملاقات کے بعد وزیرِ اعظم کے کمرے سے باہر نکل رہے تھے تو میں نے عتبہ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ اب صبح ہونے والی ہے۔ اس لیے تمہیں اپنی قیام گاہ کی بجائے تھوڑی دیر میرے ہاں آرام کر لینا چاہیے۔"

افسر نے کہا۔ "نہیں اس وقت عمیر کو اطلاع دینے کی ضرورت نہیں۔ فی الحال اس محل کے

اندر اور باہر کسی کو بھی ہاشم کی موت کے متعلق علم نہیں ہونا چاہیے۔ اور تمہیں یاد رکھنا چاہیے کہ یہ وزیرِ اعظم کا حکم ہے۔"

(۲)

ابھی پو پھٹی نہ تھی۔ ایک نوکر نے عتبہ کو گہری نیند سے جگاتے ہوئے کہا۔ "جناب! میں اس گستاخی کے لیے معافی چاہتا ہوں لیکن کوتوال اسی وقت آپ سے ملنے پر مُصر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے وزیرِ اعظم نے بھیجا ہے۔"

عتبہ نے بڑی مشکل سے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔ "وہ کہاں ہے؟"

"جناب! وہ باہر بگھی میں بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے اُسے ملاقات کے کمرے میں بیٹھنے کے لیے کہا تھا لیکن وہ کہتا ہے کہ مجھے بہت جلدی ہے اور عمیر کی موجودگی میں میرا اندر آنا ٹھیک نہیں۔ دو سوار بھی اُس کے ساتھ ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ آپ ابھی سوئے ہیں لیکن وہ کوئی ضروری پیغام لائے ہیں۔"

عتبہ نے بستر سے اُٹھ کر جوتا پہنا اور نوکر نے ایک بھاری قبا کھونٹے سے اُتار کر اُس کے کندھے پر ڈال دی۔

چند ثانیے بعد عتبہ مکان کے دروازے پر پہنچا۔ کوتوال اُسے دیکھ کر بگھی سے اُتر پڑا اور اس نے کہا۔ "جناب! میں نے آپ کو بے وقت جگایا ہے لیکن آپ کو اطلاع دینا ضروری تھا۔ وزیرِ اعظم کا بھی یہی حکم تھا کہ ہاشم کے متعلق آپ سے مشورہ کر لیا جائے۔"

عتبہ نے کہا۔ "سنیے ہم یہ فیصلہ کر کے وہاں سے آئے تھے کہ جب تک ہم اپنی مہم سے فارغ نہیں ہوتے اُسے وہیں روکا جائے اور عمیر کو بھی اس فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں تھا کہ اگر اُس کا باپ کسی پریشانی کا باعث ہو تو اُسے کم از کم صبح تک کسی زیادہ موزوں جگہ پر منتقل کیا جائے۔"

"میں آپ کو یہ بتانے آیا تھا کہ ہاشم مر چکا ہے۔ مجھے گھر پہنچتے ہی [illegible] وہاں حاضر

Scanned by iqbalmt

ہونے کا حکم ہوا تھا۔ ہاشم کے دل کی حرکت اچانک بند ہو گئی تھی۔ اب اُس کی لاش وہاں سے ایک سرکاری طبیب کے پاس پہنچا دی گئی ہے اور اُسے یہ ہدایت کر دی گئی ہے کہ سرِدست یہ بات کسی پر ظاہر نہ ہو۔ وزیر اعظم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اگر یہ بات ظاہر کر دی جائے تو عمیر کا ردِ عمل کیا ہوگا؟"

عتبہ نے ہاشم کی موت کے متعلق چند سوالات پوچھنے کے بعد کہا۔" عمیر کو موزوں وقت پر اطلاع مل جائے گی۔ اس وقت وہ شراب میں مدہوش پڑا ہوا ہے۔ اُسے صرف اس بات کی فکر تھی کہ کل جب ہم سعید اور اُس کے ساتھیوں کی تلاش میں اس کے گاؤں پہنچیں تو پیچھے سے کہیں وزیر اعظم اُس کے باپ کو آزاد کرنے کی غلطی نہ کر بیٹھیں۔ وہ جس قدر حامد بن زہرہ کے بیٹے سے خوفزدہ ہے اُس سے کہیں زیادہ اپنے باپ کا سامنا کرتے ہوئے خوف محسوس کرتا ہے ۔۔۔ اب وہ اپنے گھر جا کر اطمینان سے اپنی سرگرمیاں جاری رکھ سکے گا اور جب ہماری مہم ختم ہو جائے گی تو وہ ہمارے لئے کسی پریشانی کا باعث نہیں ہوگا۔ اس شہر میں کسی کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہیئے کہ ہاشم رات وزیر اعظم کا مہمان تھا۔ ورنہ اُس کی اچانک موت سے یہی نتیجہ نکالا جائے گا کہ ہم نے حامد بن زہرہ کے ایک اور ساتھی کو راستے سے ہٹا دیا ہے۔ جن لوگوں نے اُسے وہاں دیکھا تھا آپ اُنہیں بھی اچھی طرح سمجھا دیں؟

"لیکن اُس کی لاش؟"

عتبہ نے جواب دیا۔" اُس کی لاش کو ٹھکانے لگانا تمام کاموں سے مقدم ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اس کام کے لئے آپ کو میری مدد کی ضرورت نہیں۔ ہم بوقت ضرورت یہ بھی مشہور کر سکتے ہیں کہ وہ حامد بن زہرہ کی تلاش میں کہیں جا چکا ہے۔

یا وہ اپنے قیدی بیٹوں کے متعلق بہت پریشان تھا اور وزیر اعظم نے اُسے اپنی طرف سے سفارشی خط دے کر سینٹا فے بھیج دیا ہے۔"